خزینۃ الخیال

از

سید مہدی حسین ماہر

بعون خالق انس و جان صانع زمین و مکان

درین زمان میمنت اقتران دیوان عدیم المثال مسمی باسم تاریخی



بحسن اہتمام و تصحیح تمام جناب داروغہ سید محمد عرف چھدا

در مطبع احمدی لکھنؤ بکمال آرائش و نمائش مطبوع گردید



شعر ۵۰	ردیف الف	غزل ۱

فگار دل ہی ہر اک حزین کا سخن سُنا ہے یہہ کس حسین کا

جگر ہو زخمی ہر اک نگین کا مزا یہہ ہے حرف دلنشین کا

ہے سبکو غم تیرے ہمنشین کا اوداس گھر ہے ہر اک مکین کا

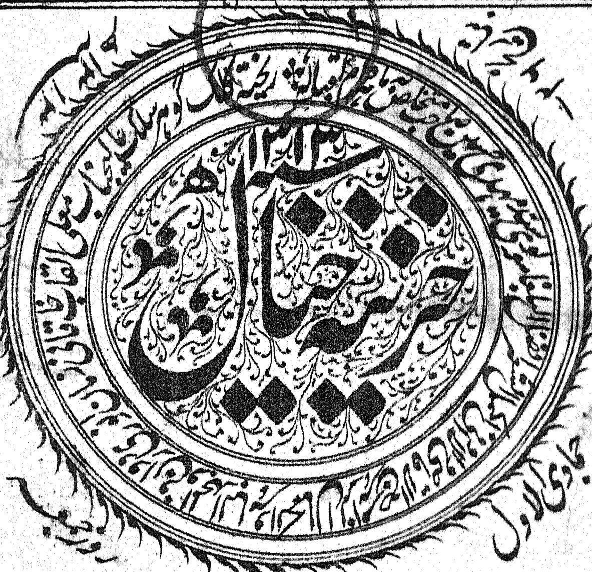
نہین ہے مرقد تیرے حزین کا پھٹا ہے غم سے جگر زمین کا

نہ دل ہو کیون شاد چرخ کین کا مکان تیار ہے مکین کا

جو دفن لاشہ ہو مجھ حزین کا بھر آئے زخم جگر زمین کا

بعون خالق انس و جان صانع کون و مکان

درین زمان میمنت اقتران دیوان عدیم المثال مسمی باسم تاریخی



بحسن اہتمام و تصحیح تمام جناب داروغہ سید محمد عرف چھید رضا صاحب

در مطبع احمدی لکھنؤ بکمال آرائش و زیبائش مطبوع گردید



نہین سویدا دلِ حسین کا وہی تو ہے حرم اوس نگین کا

جو داغ ہے یہان دلِ حزین کا وہ صاف شیشہ ہو ذرّہ بین کا

ٹپکتا ہے عرق جبین کا یہ رنگ گلشن ہو رُخِ حسین کا

ملال لائے ہو کیا کہین کا بگڑ کے فرمایا ہان وہین کا

سفر جہان سے وہ مجھ حزین کا ہجوم وہ رہ‌روانِ دین کا

کیا مسافر نے رُخ زمین کا ملا نہ جب راستہ کہین کا

دُھوان یہ ہے آہ آتشین کا مکان ہے تاریک ہر مکین کا

بُجھا ہے دل جب سے مجھ حزین کا چراغ جلتا نہین کہین کا

نہ پوچھ تو دین زاہدون کے سمجھ لے خود کسکے ہین یہ بندے

کیئے ہین از بسکہ زر کو سجدے بنا ہے درہم نشان جبین کا

گنہ سے ہون مثل کوہ نادم نہ کیون ہو سیلاب مجھکو لازم

رہی نہ اک کھر جہان مین سالم عرق سے ہے گرمی جبین کا

نہ کیون ہو سکتا سا مجھپہ طاری گنہ سے طرفہ ہے شرمساری

مثال فوارہ ہائی جاری گیا قدم تک عرق جبین کا

نہ تر ہو کیون اب زبان محشر ہون شرم عصیان سے بیان محشر

لپٹ گئے تشنگان محشر عرق جو دیکھا مری جبین کا

شناوری کچھ رستم بھی اوٹھے مگر ہاتھ مین قلم بھی

گمر وہ ہستی بھی ہی عدم بھی محل سے ہے ہان کا نہ کچھ نہین کا

یہان ہوا رخ چمن مین روشن وہان ہوئی صبح شام سوسن

نہ کیون ہوا سنبلون کو الجھن کھلا ہے بل زلف عنبرین کا

غضب تھے بیدرد اہل دنیا ہر ایک خورشید حشر سمجھا

گیا فلک پر جو اوڑکے پھاہا مرے کسی داغ آتشین کا

فلک پہ مہر کا پھرا ہے سبب تو دیکھوں کہ اسکا کیا ہے

یقینی پھاہا سرک گیا ہے مرے کسی زخم آتشین کا

تمہارے رستوں کی جب بنی تھی سہانی محشر کی روشنی تھی

وہ دھوپ بھی سر پہ چاندنی تھی یہ نشہ تھا جامِ آتشین کا

بنا ہوں میں سوزِ غم سے سراپا زمین پہ ہر دھوپ تن کا سایا

لقب ہے خورشید حشر جسکا وہ پلنہ ہے داغ آتشین کا

نہیں ہے محشر کی صبح روشن ہوئی ہے ظاہر حرارتِ تن

اوڑھا ہے کافور بعد مردن یہ مرہمِ داغ آتشین کا

تو ہی بتا منصفی سے بادل نہیں حبابوں میں موج کو کل

کبھی مری آنکھ سے بھی اک پل جدا ہوا چاک آستین کا

شبِ جدائی میں وائے قسمت پھٹا گریبان سحر کی صورت

جسے سمجھتے تھے دست وحشت بنا وہی مار آستین کا

کہا جو ساعد کو شمع ہمنے سبب یہی تھا جو کوئی سمجھے

اونھین جو خود حسن شبکو دیکھے جلے کنول کیون نہ آستین کا

نہ میرے آنیسے کیون ہو ہلچل کہ خود دپٹکتا ہون سر کو ہر پل

نکھاؤن افعی کی طرح کیون بل بنا ہون مار اپنی آستین کا

فلک کے آیسیکا یہ دل تو ہولے جو کوئی بگڑا تو ہم نہ بولے

مثالِ تصویر لب نہ کھولے چڑھانا آیا نہ آستین کا

عجب زمانہ ہوا ہے ابتر کہ پست فطرت ہین نام آور

زلال کیونکر ہو مکدّر عروج ہے دُردِ تہ نشین کا

فنِ محبت مین تھے جو کامل رہے وہ آتش مین بھی تو شامل

سپند آسا جلا دیا دل اشارہ پایا جو ہم نشین کا

نگر پری سے پیچ کا چھوٹنا دانا جو اسکو کھوتا تو اوسکو پانا

ہزار پھر تا رہا زمانا فراق دیکھا نہ ہم نشین کا

مثال دندان پیر پیسے ہم ہمین بھی احباب کا ہے وہ غم

بغیر باندھے نہ تھم سکے ہم فراق دیکھا جو ہم نشین کا

یہ پیچ سے تھے تیرے دل جلون کے کہ جس سے چھوٹے ہین دل بلونکے

کھلا نہ دیوون سے جنگلون کے وہ بل تھا شاخ غزال چین کا

جہان مین جوشش حشم ہین جسم بھرین نہ زورونکا اپنے کیون دم

مروڑ سے شاخ جب ہوئی خم نکلگیا بل غزال چین کا

جنھین ہے دست وقلم پہ تکیہ و تھین کو کافی ہے بس یہ نکتہ

کیا جہان مین جو نام پیدا سیاہ منھ ہو گیا نگین کا

جہان مین کردو تون باتین پیدا بغیر اسکے نہ نام ہوگا

جو آئے مہرون کا تجھکو اوٹھنا تو بیٹھنا بھی تو ہو نگین کا

بنی نگیون خم ہون مثل خاتم اوٹھائے ہین سر پہ بار عالم

نگیون تواضع سے ہون مکرم نشان ہے پشت پر نگین کا

کسی نامی سے ہو مقابل ہمیشہ نقل اصل سے ہی باطل

شرف وہ کاغذ کو ہو نہ حاصل ہزار چھاپہ بھی ہو نگین کا

اگرچہ نام و نشان کا جویا ابھی قوی سے ضعیف ہوجا

بڑھا زمانہ مین نام و نشان گھٹا بدن جسقدر نگین کا

کمال سے گر تجھے ہے بہرہ جہان مین کر کسر نفس شیوہ

نیا ہوا نام اور پیدا جھکا جو کاغذ پہ سر نگین کا

ملا وہین سے نہ ہمکو مدفن جو خود تھے نام و نشان مسکن

کیا یہ آخر کو نام روشن چراغ سے جلنے لگا نگین کا

یہ کون شی تہی جہان مین نامی جبین لگی تھی خاطر مدامے

جو خود بھی تھے خسرو گرامی لیئے تھے دل ہاتھ مین نگین کا

یہہ نے گھڑی بھی غضب کا ہے غم ہوا ہی ہر سنگدل بھی بیدم

ہوا جو خانہ خراب خاتم او لٹگیا غم سے دل نگین کا

گنہ کا او ترا ہے ٹھیک جامہ غزل نکیون ہو عمل کا نامہ

چلا جہان مین مثال خامہ سیاہ طبقہ ہوا زمین کا

جو سوزِ غم سی نصیب پھوٹے تو نقب اوڑنے سے قبر چھوٹے

پہاڑ اک ایک لڑکے ٹوٹے جہان سے طبقہ اوڑے زمین کا

لکھو کچھ اب حال اپنے دل کا مین ایکدن جو لحد مین تڑپا

جہان مین اک زلزلہ سا آیا کلیجہ ہلنے لگا زمین کا

کب آئی افسوس اپنی بستی بنائی جب اک مکان کی ہستی

منگا کے دیکھی جو ہمنے دستی نشان ملا کچھ کہین کہین کا

نہ میرا مرنا جو کوئی بھولے فلک کو ایک ایک آہ چھولے

نماز میت پڑھین بگولے اوٹھے جنازہ جو مجھ حزین کا

وہ میرے غم مین ہین محو شیون جلا نہ افسوس قلب دشمن

گیا تو ہمنے کہین کا روشن چراغ جلنے لگا کہین کا

بیان وہ اب کچھ ہین ہونے والے کہ جس سے روئین گے رونے والے

لحد مین سوتے ہین سونے والے مکان خالی ہے ہر مکین کا

خیال سے جنکے دل پھکی ہین عدم مین ہمسے وہی رکے ہین

مکان بھی ڈھونڈھنے جھکے ہین نشان ملتا نہین مکین کا

کسیکا لاشہ تو ایسا ہو لے غزال صحرا بھی جسکو رو لے

بگولے پیچھے ہین سر کو کھولے جنازہ گی ہے مجھ حزین کا

نہ پوچھ حالِ وطن مسافر ہون مثلِ گل بازیون سے آخر

ہے میری سرگشتگی سے ظاہر میں رہنے والا نہین کہین کا

وہ ضعف چلنا وہ منزلون کا بھر آئے کیون دل نہ آبلون کا

یہ پھرنا کہتا ہے قافلون کا کوئی مسافر لٹا کہین کا

نہین ہے ماہر سا بھی بلاکش پھرے نہ کیون مضطر و مشوش

بنا ہے گردش سرد و دآتش نہ آسمان کا ہے نہ زمین کا

بڑھاپا آتے ہی بیگانہ مہر یگانہ ہوا

سحر طلوع ہوئی قافلہ روانہ ہوا

محلِ خوف یہ آخر سیاہ خانہ ہوا

کہ مثل سایہ دبے پاؤن جن روانہ ہوا

طلسم رحم دلی کا بھی کارخانہ ہوا

کسی کے تیر لگا دل مرا نشانہ ہوا

شبِ وصال سا بھی تیز بادیانہ ہوا

کہ عکس کا ہکشان جسکو تازیانہ ہوا

نگہ پڑی تھی کہ بسمل ترا زمانہ ہوا

اس ایک تیر سے کس کس کا دل نشانہ ہوا

جنازہ ہمسے غریبون کا جب روانہ ہوا

یہ چھایا یاس … کا عالم کہ شامیانہ ہوا

گذشتگان کا بیان کرکے مین روانہ ہوا
فسانہ گو تھا جو کل آج خود فسانہ ہوا

نہ غم ہوا تو خوشی مین ہر اک روانہ ہوا
ہماری آنسوؤن کو کچھ نہ کچھ بہانہ ہوا

فروغ مے سے فروغ دل یگانہ ہوا
کہ آفتاب سے روشن چراغِ خانہ ہوا

بڑھاپا آتے ہی زورِ بدن روانہ ہوا
یہ ضعفِ تن ہوا رستم زمانہ ہوا

سفر کے ہوتے ہی راحت نے ساتھ چھوڑ دیا
قدم کسیکا بڑھا اور کوئی روانہ ہوا

کمیتِ آخرِ شب کسطرح تھمے اے وصل
کہ جلوۂ خطِ ابیض کا تازیانہ ہوا

برنگِ بو ہون نہ پوچھو مرے سفر کا حال
ہوا جدھر کی چلی اوسطرف روانہ ہوا

دیئے جو سو تو عوض مین ملی ہزار مجھے
ہوا جو صرف تو مملو مرا خزانہ ہوا

نشان ملا نہ کسیکو ہمارے مسکن کا
غریب خانہ بھی عنقا کا آشیانہ ہوا

ہزارون چھٹ گئے صید تھے مین ہی تازہ اسیر
ہمین قفس مین تو صیاد اک زمانہ ہوا

ٹپک کے رزق پہونچنے کا مین ہوا قائل
نصیب سبزہ جو شبنم کا آب و دانہ ہوا

زہے نصیب ملی قبر بھی وہ بلبل کو
کہ دامنِ گُل تر جسپہ شامیانہ ہوا

جنون وہ ہی حسین حبشی کہ جس کا نقشِ قدم
مثالِ سایہ مرغِ ہوا روانہ ہوا

عدم کی راہ سے اکراہ یہ رہا مجکو
قدم سے غیر کے سوئے لحد روانہ ہوا

تلونوں سے نہ اک حال پر کبھی دیکھا
مزاجِ یار بھی نیرنگیِ زمانہ ہوا

کچھ اس ادا سے ملی تارِ سنبل پیچان
کہ زخشِ حسنِ گلستان کو تازیانہ ہوا

وہی ہے حسرتِ مردہ کی قبر ای دل چاک
کہ جس پہ زخم کی دامن کا شامیانہ ہوا

قفس کی تیلیان سے بار گل چکین صیاد
خیال کر تو مری قید کو زمانہ ہوا

بنا کے گھر نہ رہا عنکبوتِ زار مین دم
نفس کا تار بھی کیا صرف آشیانہ ہوا

نفس کے ساتھ جو آہین نکل گئین دل سے
تو زخشِ عمر کو اک اور تازیانہ ہوا

جنازہ لا کے لحد پر ٹپک دیا سب نے
مین بارِ دوش تھا اک دفن بھی بہانہ ہوا

جہان مین حال ہے بس اونکا قابلِ گریہ
جنھین جز اشک میسر آب و دانہ ہوا

سیاہ بخت وہ ہون جب اوٹھا مرا تابوت
سوادِ شام یہ چھایا کہ شامیانہ ہوا

ہوائی منزوی خانۂ حباب ہوئے ہمین
رہیگا گھر بھی نہ باقی جو مین روانہ ہوا

ہزارون کیفیتین دیکھین نشۂ مے مین
یہہ دورِ جام بھی کیا گردشِ زمانہ ہوا

نہ پوچھو منزلِ ہستی کی خستگی یارو
تڑپ کے رہگئے ہم قافلہ روانہ ہوا

خلاصہ ساری اسیری کا ہی یہ اے صیاد
تباہ ہم ہوئے برباد آشیانہ ہوا

کسی نے ہم سے نہ اے بیخودی کہا اتنا
کدھر کا قصد کیا تھا کدھر روانہ ہوا

لگن مین تربتِ پروانہ دیکھکر آخر
جھکا یہ شمع کا شعلہ کہ شامیانہ ہوا

ہین عنکبوت سرِ تار تھا مگر اے ضعف
جدھر کو آہ بڑھی وہ سطر ترانہ ہوا

بغیر سعی کشش کے ہوئی نہ شکلِ معاش
ہمارا رزق بھی چیونٹی کے منہ کا دانہ ہوا

اب اس سے بڑھکے ستم ہوگا ہم صفیر کیا
قفس چمن سے مرا جبکہ دم روانہ ہوا

مثالِ ساغرِ مے ہین نئی بھی اے مینا
بھر آیا قلب جو خالی ذرا خزانہ ہوا

نگاہِ دیدۂ کم مین پہرہی وہ سمند
کہ جسکو جنبش مژگان کا تازیانہ ہوا

مثالِ سیل ہُکی فکرِ بیخودی مین کبھی
جدہر کو پاؤن بڑہا اوسطرف روانہ ہوا

بتاؤن کونسے ہنگام کو مین لے صیاد
ہوئی تھی شب کہ جدا مجھسے آشیانہ ہوا

وہ ناتوان ہون اودہر مین بھی پھر پڑا فوراً
جدھر کو سایۂ مرغِ ہوا روانہ ہوا

روا روی یہ نظر آئی کوئی قاتل مین
قدم ہی تھی تھے کہ جسم سی سر روانہ ہوا

جزائی خیر دی حق عنکبوت مرقد کو
تنی یہ تار کہ تیار شامیانہ ہوا

ہوا یہ حضرتِ قارون کے بخل کا انجام
کہ نقدِ ذات تلک داخل خزانہ ہوا

اگر اوٹھین مین جا ملو ماہر تو خوب گذریگی
جنھین نے مانیکو چھوڑے ہوئے زمانہ ہوا

عکس لیلی تری نظرون کے مقابل آیا
قیس آنکھون مین بٹھا صاحب محمل آیا

لے وہ پیکان سرِ ناوکِ قاتل آیا
پیشوائیکو بڑھ اے آہ مرادل آیا

سمجھی لیلی کہ کسی کا شرر دل آیا
کوئی جگنو جو تڑپ کر سوئے محمل آیا

کشش حسن پہ مجنون کا نہ اک دل آیا
کوئی تارا بھی جو ٹوٹا تو سوئے محمل آیا

جا کے مژگان پہ سوئے زلفِ رسا دل آیا
قیس چنتا ہوا تنکے سرِ منزل آیا

کہہ تو کچھ قبر میں کس طرح لیے دل آیا
پاؤن غیروں کے بڑھے میں سرِ منزل آیا

شوق میں جب طرف کوچۂ قاتل آیا
دل جو اچھا بھی گیا یہان سے تو بسمل آیا

انہیں آنکھوں سے رہِ عشق میں یہ بھی دیکھا
راہزن لٹ گئے رہروِ سرِ منزل آیا

دیکھنے حسن کو روحین نکل آئین تن سے
آستین کو جو چڑھاتا ہوا قاتل آیا

واہی بدبر وہی مردم کہ زبان اوسکو کہا
آہ کے ساتھ اگر منھ کو میرا دل آیا

دور سے آئی نہ جب کان میں لیلی کی صدا
سایہ کترا کے پس پردۂ محمل آیا

زخمی اوٹھ بیٹھے تماشے کے لیے مقتلین
تیغِ ابرو کا تری جب کوئی بسمل آیا

... اور ادائین کچھ اور
اونکے پہلو سے جو پہلو میں مرے دل آیا

گرہ تار نفس غم نے کھلا کر جو کیا | منہ کو ہر سانس مین سینہ سے مرا دل آیا

موج دریائے محبت نے دکھایا دھکا | دست و پا مار کے جب مین لب ساحل آیا

جانے والو سفر قبر کی سختی دیکھو | بار جان پھینک کے رہرو سوے منزل آیا

طے رہ الفت محبوب کی یون مجنون نے | گاہ دل گاہ سنبھالے ہوے محمل آیا

زندگی مین تو نہ کچھ حال کھلا الفت کا | جب گئی جان تو سمجھا کہ مرا دل آیا

رکھ دئے قیس نے ہاتھ آنکھ پہ اف ری غیرت | مڑ کے ناقہ کا بھی منہ جب بسوی محمل آیا

وائے قسمت کہ وہان مجمع اغیار رہا | میرے پہلو مین نہ اکدن بھی مرا دل آیا

پردہ گھبرا ہوا منظور جہان لیلی کو | دامن گرد سر پردہ محمل آیا

راہ بھر قیس یعہ ہین دید سے محروم رہا | جب ہٹی گرد نظر پردہ محمل آیا

خاتمہ کا جو مرے جسم پہ اک وار کیا | ہاتھ سے پھینک کے تلوار کو قاتل آیا

کہہ تو کچھ پاؤن کے نیچے تو نہین مل ڈالا | آج روتا ترے کوچہ سے مرا دل آیا

جان اتنی تھی بس پس مرگ بھی مجھ مین اے قبر
رہگئے خضر مگر ہین سرِ منزل آیا

تیرے دشمن کبھی تنہائی سی گھبرائے اگر
بیٹھنے کو ترے پہلو مین مرا دل آیا

شور نالہ جو سُنا قافلۂ اشک بڑھا
زنگ بجتا ہوا آیا کہ مرا دل آیا

طبع برہم ہوئی گر نیند لگی جھپک کی لیلی
سایۂ قیس جو بڑھکر سوئے محمل آیا

آنکھین پھوٹین کہ جو پہچانی ہو صورت بھی ذرا
بعد برسون کے جو پہلو مین مرا دل آیا

ناقہ اوڑتا ہوا آئے نہ ترا کیون لیلی
پر پرواز ملے جب تہِ محمل آیا

عشق مین کونسا رتبہ ہوا حاصل یارب
در د تعظیم کو اوٹھا جو مرا دل آیا

دل لیلی کے بہلنے کی جو معلوم تھی راہ
قیس اوڑتا ہوا جگنو سوئے محمل آیا

دلبر و ہاتھ سے اسکے مین ڈرا تھا ایسا
رہگیا ملکے کلیجہ جو کبھی دل آیا

ہو گئی دل کو خبر سی چھچک اوٹھی لیلی
سایۂ قیس کبھی گر سوئے محمل آیا

کچھ ہنسی آئی تو کچھ آنکھ سے ٹپکے آنسو
ناز کرتا ہوا مجھسے جو مرا دل آیا

تھا جو منظور نہ اُف کی بھی صدا دین بسمل
سرمہ آنکھوں مین لگائے ہوئے قاتل آیا

کہ تو اے موجِ یمِ عشق مین کیا تھا تنکا
اوڑ کے دھارے مین گیا جب لبِ ساحل آیا

مجھمین ہوش اتنے کہان تھے کہ سمجھتا کھو کر
درد اوٹھا تو مین سمجھا کہ مرا دل آیا

قیس سمجھا کہ اشارے سے بلاتا ہے کوئی
نظر اوڑتا ہوا جب پردۂ محمل آیا

سمجھی لیلی کہ دلِ داغی قیس آتا ہے
غولِ صحرا جو کبھی جانبِ محمل آیا

لیلی و قیس مین لڑنے لگین آنکھین جو بہم
صلح کو بیچ مین خود پردۂ محمل آیا

تہہ و بالا ہوئی محمل بھڑک اوٹھا ناقہ
کھڑکھڑاتا ہوا مجنون جو سلاسل آیا

غزل ۴ (?) — شعر ۹

وہ بھی دن آئیگا ماہر کبھی جبکہ یہ کہین
جسکو کھوئے ہوے بیٹھے تھے وہی دل آیا

ہوس بغیر پسِ مرگ بھی قرار نتھا
جہان ہوتی (?) وہان کب مرا غبار نتھا

کمال جاے کدورت مین آشکار نتھا
مین کب چراغِ تہِ دامن غبار نتھا

جہان مین درد مرا کیون نہ منتشر ہوتا
زمین پر کسی پہلو مجھے قرار نہ تھا

چھٹی جگہ نہ کبھی مثل مرغ قبلہ نما
تڑپ رہا تھا مگر پھر بھی بیقرار نہ تھا

لحد مین میرے تڑپنے سے یہ ہٹی تھی زمین
مجھے ذرا گلہ تنگی مزار نہ تھا

اوڑا تھا زخم جگر کا مرے کبھی کافور
سفیدۂ سحر حشر آشکار نہ تھا

ذرا سے میرے تڑپنے سے برق کو نہین چین
بھلا ہوا کہ مین فرقت مین بیقرار نہ تھا

ہماری کیا دل مضطر مین حسرتین تھمتین
تمہارے ہاتھ کو سینہ پہ جب قرار نہ تھا

ہمارے مرنے پہ ہا مہر وہ بول وٹھے آتنا
ہمین تو تیری محبت کا اعتبار نہ تھا

نقاہت مین ہوا مجکو جو عشق گلرخان پیدا
کیا رنگ پریدہ نے ہوا پر بوستان پیدا

کیا ہی اوس دہن کا ذہن سی ہمنے نشان پیدا
خدا کی شان ہی بندہ ہوے ہین غیب دان پیدا

اگر افشائے راز سوز دل منظور ہو مجھکو
بسان شمع ہو مری ہر ان استخوان سے زبان پیدا

وہ شوخ جنگجو اولٹے نقاب رخ جو گلشن مین — شکست رنگ گل سی ہو صدای الامان پیدا

وہ بلبل ہون کہ لطف وصل گل پایا اسیری مین — کیا رنگین خیالی سی قفس مین بوستان پیدا

حسینونکو خدا بھی چشم سی پوشیدہ رکھتا ہے — حجاب ظلمت تن مین ہوا ہے نور جان پیدا

زمین پر بیٹھکر اوٹھنا جو مجکو غیر ممکن ہے — ہوا تھا خاک نقش پا سی کیا مین ناتوان پیدا

دکھائی بادہ خواری نے ہمین گردش زمانیکی — مگر تھا دور ساغر مین بھی دور آسمان پیدا

سفر بھی سالکان راہ حق کا اک عبادت ہے — مگر ہے کوس کی آواز سی بانگ اذان پیدا

وجود اپنا جہانمین کالعدم ہی ناتوانی سے — ہمارے خانۂ تن مین ہی طور لامکان پیدا

دکھائے ناتوانی نے ہمین سامان اسیری کے — کہ ہے گردن مین تار جیب سے طوق گران پیدا

حسینونکی محبت دل مین رکھنے سے گنہہ کیا ہے — خدا کے گھر سے جیسے ہمکو ہو عشق بتان پیدا

گلو کے زیر پا مجھ دل جلے کو دفن کرتے ہین — کرے گی اب نہال شمع خاک بوستان پیدا

فصاحت اسکو کہتے ہین کہ الکن نام ہی اسکا — گلے سے اونکے ہین معنی الفاظ بیان پیدا

تمہارے چھپکے آئینکا جو پوچھون حال گلشن سے
زبان موجِ بوئی گل سی ہو راز نہان پیدا

سمایا ہے جو عشق آگ آئینہ رگ و رگ پری مین
لطافت سی کیا ہے جسم نے بھی لطفِ جان پیدا

غزل ۶
ازل سے دل مین ماہر عشقِ خالِ روئی جانان ہے
کیا ہے ابتدا سے ہمکو حق نے نکتہ دان پیدا
شعر ۲۱

نشان موت کی سختی کا آشکار رہا
بجا ہے نصب جو تیہر سر مزار رہا

ہر ایک موئی محاسن خضاب دار رہا
بشر سفید بھی ہوکر سیاہ کار رہا

مدام نشۂ عرفان کردگار رہا
وہ مست ہون کہ جو غفلت مین ہوشیار رہا

ملالِ رنجش ہر آشناو یار رہا
صفائی بنکے مرے قلب مین غبار رہا

وہ رحم دل ہون کہ تا حشر غمگسار رہا
کوئی گھڑی جو لحد کا جگر فگار رہا

یونہین عروج سی کارہ مین خاکسار رہا
ہوا پہ گرد کو جسطرح انتشار رہا

تنک مزاج کی کیا گذرے باوقار نہین
زمین سے دیکھ لے برخواستہ غبار رہا

اثر تھا یہ بھی تڑپتی ہوئی جگر کا مری
مرا غبار ہوا پر جو بیقرار رہا

مری اجل کا تو کچھ حسن بڑھ گیا تمسے
مجھے تمہارا تمہین اوسکا انتظار رہا

مین منفعل مین گناہون سے تھا دمِ گریہ
کہ ترعرق مین مرے آنسوؤن کا تار رہا

وہ کون تھا کہ نہ پہنیا مجھے سدا جسنے
ہر اک کے ہاتھ سے گل کی طرح فشار رہا

کدورتون کو ترقی ہے کیون دمِ گریہ
بلند بارشِ باران مین کب غبار رہا

بکا کو سلسلۂ زندگی نکیون سمجھون
نظر مین رشتۂ جان آنسوؤن کا تار رہا

ہر ایک فصل مین داغِ الم رہے تازہ
مرے چمن مین سدا موسمِ بہار رہا

مین گڑ گیا یہ ندامت ہوئی عزیزون سے
مرا جنازہ کوئی دم جو اونپہ بار رہا

نہ کسطرح سے کھٹکتا اسے یہ جسمِ نزار
مین زیرِ آبلۂ چرخ مثلِ خار رہا

غم و الم رہے بعد فنا مرے ہمدم
لحد مین بھی نہ مین نے آشنا و یار رہا

نہ اشتیاق تھا فرقت مین اک مجھی کو ترا
ہر ایک روزن در چشمِ انتظار رہا

[illegible]یکی آس نہ اب مجھے زمانے مین / مین یاس سے یہ ہمیشہ امیدوار رہا

رقم جو حال تکدر کبھی کیا مین نے / ہر ایک حرف مین رنگ خطِ غبار رہا

ہوا نہ زخمِ نہان مندمل کبھی ماہر / گہر کی طرح ہمیشہ مین دل فگار رہا

حشر تک دل سے نہ سوزِ غمِ پنہان نکلا / ہو نہین وہ شمع کہ بجھنے پہ فروزان نکلا

پردۂ لفظ مین مضمون مرا رخشان نکلا / یہ حسین وہ ہے کہ جامے مین بھی عریان نکلا

اشک ہر ایک مثالِ درِ غلطان نکلا / دل کی ویرانی سے گنجینۂ پنہان نکلا

ہے جہان تابعِ فرمانِ خطِ عارضِ یار / مور سمجھے تھے جسے ہم وہ سلیمان نکلا

جوشِ غم مین بھی تمنا سب کا مین پابند رہا / جیب مین ہاتھ نہ کب دستِ گریبان نکلا

سفلون مین نہین عالی گہرون کی خلقت / دیکھ لے چاہ سے کب گوہرِ غلطان نکلا

برقِ آہِ غمِ سوزان جو نکل کر چمکی / دودِ دل بھی بصفتِ ابرِ بہاران نکلا

یہ بھری سر مین شہیدونکے زیارت کی ہوا / باغ سے پھول ہر اک چاک گریبان نکلا

دم ہی چشم نے ایک پل مین مریضونکو شفا / خود جو بیمار تھا وہ عیسیِ دوران نکلا

جو ہے بیتاب اُسے جامے سے باہر پایا / کب شرر دود کے پیرہن مین عریان نکلا

سیکڑون قتل امیدین ہوئین لاکھون ارمان / میرا ویرانۂ دل گنجِ شہیدان نکلا

فرقتِ یار مین دل سینہ سے منھ کو آیا / پا بگل سمجھے تھے ہم سروِ خرامان نکلا

تنِ لاغر مین ہوئے داغ نمایان کیا کیا / خار سے پھول تو پھولون سے گلستان نکلا

چاک ہونیکا یہ وحشت نے کیا تھا خوگر / ہاتھ سینے تلک آیا کہ گریبان نکلا

کسکو ہوتا نہین ہم جنس کی فرقت کا ملال / آگ سے دود بھی نکلا تو پریشان نکلا

حکمتِ حق کے بیان مین نہ کھلی ایک زبان / پیر کیا کیا نہ یہان کودکِ نادان نکلا

زیست سے تنگ تھا مین مر کے ملا چین مجھے / ملک الموت مرے درد کا درمان نکلا

پاؤن اُلجھے رہے دامن سے طریقِ غم مین / ہاتھ طے کر کے رہِ چاک گریبان نکلا

خانۂ دہر سے آخر کو ہوئے سب رخصت
میزبان کون یہان تھا جو مہمان نکلا

منزل دوست کا پھر کس سے پتا مجھکو ملے
خضر بھی نابلد کوچۂ جانان نکلا

میرے یوسف سا حسین ایک نہ عالم مین ملا
حسن کو لیکے چراغ رخ تابان نکلا

ہون وہ بلبل کہ مرے دم سے گلو نکی تھی بہار
جب اوڑا ساتھ لیے رنگ گلستان نکلا

غزل

رخ روشن سے نقاب اوس نے اوٹھائی ماہر
پردۂ ابر سے خورشید درخشان نکلا

شعر ۲۱

دل مین کب عشق کے داغونکو نمایان دیکھا
ایک غنچہ مین تماشائی گلستان دیکھا

رنگ صانع کا ہر اک گل سے نمایان دیکھا
سبزۂ باغ کو خضر رہ عرفان دیکھا

جانستان حسن کو پردے مین نہ پنہان دیکھا
تیغ کو چادر جوہر مین بھی عریان دیکھا

باغ سے صنعت صانع کو نمایان دیکھا
ہر رگ گل کو رہ منزل عرفان دیکھا

بحر عالم مین نہ مٹتے ہوئے کچھ دیر لگی
نقش بر آب خط مہر سلیمان دیکھا

ہون وہ غم دوست کہ غم ہو نہ سکی تھی فکر مجھکو
جمع خاطر ہوئی جب دل کو پریشان دیکھا

منھکو آیا دلِ پر داغ یہ طرفہ ہے بہار
سحر تو گلستانِ دلکو خرامان دیکھا

یون تو ظاہر نہوا حالِ شکستہ میرا
آئنہ ہو گیا جسنے مجھے حیران دیکھا

سایہ مین میرے ہو کیونکر تنِ داغی کی بہار
صرف تصویر مین کب رنگ گلستان دیکھا

جانبِ وادیِ عرفان جو کبھی آ نکلے
صورتِ نقشِ قدم خضر کو حیران دیکھا

کان رکھکر نہ کبھی مین نے سُنی بات اوسکی
آدمیت سے جو خارج کوئی انسان دیکھا

بعد مرنے کے نظر چشمِ قناعت سے جو کی
خاک کے ذرون سے تربت پہ چراغان دیکھا

دی جلا دلکو تو صورت نظر آئی اوسکی
عکس آئینہ مین قلعی سے نمایان دیکھا

حد کسی نے نہ مرے ذہن رسا کی پائی
ہون وہ دریا کہ نہ جسکا کبھی پایان دیکھا

کچھ خبر اپنی نہین یادِ رُخِ دلبر مین
خود فراموش کو بھی حافظِ قرآن دیکھا

چمنِ دہر مین جمعیتِ خاطر ہے کسے
بوئے گل کو بھی جو دیکھا تو پریشان دیکھا

منعمو وہ بھی سنا دار فنا مین تمنے
مور نے قبر مین جو حال سلیمان دیکھا

سوز غم نے مجھے ہم خصلت پروانہ کیا
بجھ گیا دل نہ اگر شمع کو سوزان دیکھا

کیون نہ گریان صفت شمع ہون ان باتون پر
تجھے جو دلسوز او نھین قبر پہ خندان دیکھا

کیون نہ سوز غم دوری سے ترا قلب جلے
داغ سے سینۂ بلبل مین گلستان دیکھا

غزل ۸

دوست جو پھر گئے لے پھول چڑھانے ماہر
کیا چراغ سر مدفن کو گل افشان دیکھا

شعر ۲۴

عاشقی مین مرتبہ معشوق کا ملجائیگا
جسم کانٹا ہو گیے پھولون مین مجھے تلوائیگا

رنگ آخر کو یہ رنگ زرد میرا لائیگا
کہربا کیطرح تنکے ایکدن چنوائیگا

شدت کاہیدگی سی ماہ نو بنجائیگا
قد پر خم مجھپہ ایکدن اونگلیان اوٹھوائیگا

چین لے ساقی مجھے برسات مین کب آئیگا
ابر باران برق تابان کیطرح تڑپائیگا

بخت اوسے گر قامت موزون ترا دکھلائیگا
صحن گلشن مین صنوبر شرم سی گڑ جائیگا

ابکی دل وحشت مین دشتِ لامکان دکھلائیگا
ہر فلک اپنے قدم کا آبلہ بنجائیگا

اسقدر بھی احتیاطِ جسم او خود بین نکر
آئینہ سا تن یہ اکدن خاک مین ملجائیگا

او دل جانباز رہیو باادب شمشیر پر
یہ وہ جا وہ ہے جہان سر بھی قدم بنجائیگا

ضعف کی شدت سے قصہ اکو نہین جنبش نہو
ہاتھ کا رعشہ جواب خط ترا لکھوائیگا

میرے پرکارِ قدم سے نقطۂ خالِ سیاہ
دائرہ سرگشتگی کا دہر مین کھنچوائیگا

جو تجھے دیکھیگا جز میرے پس دیوار سے
چشمِ روزن کیطرح آنکھون مین جالا چھائیگا

او چراغ حسن سے غم ترا فرقت کی شب
شمع سان بزم جہان مین مجھسے ڈھونڈوائیگا

دیکھ مٹجائیگا دم مین تعم جا بونکی طرح
بحرِ عالم مین جو سر ہوسی بھی اوٹھائیگا

وہ بلا یہ صرصر آہ دلِ رنجور ہے
جسکی جھونکے سے چراغ زندگی بجھ جائیگا

قطعہ

جب دیار دل مین شاہِ عشق کا ہوگا عمل
کچھ وزیر خاص درد ہجر سے فرمائیگا

سنتی ہی وسی وہ حکم محکم فرمانروا
اہلکاران فغان و آہ تک پہنچائے گا

اوسے پہونچیگا جو نالے کی بنا دیتی تنگ وہ ظلم — کوچہ لب مین یہی کہتا ہوا وہ آئیگا

جو کریگا اشک سرتاپا روانی مین فرا — دیکھلینا دارِ مژگان پہ کھینچا جائیگا

متنعم منت کشی سے ضعف کر دیگا مجھے — قدِ مہر خم پاون پر سر اکدن جھکوائیگا

عشق کی پوشیدگی چاہے تو کر لب کو نہ بند — راز یہ بستگی مین اور بھی کھلجائیگا

سیم سی رنگِ زرد دے سوا وہ ہوگی دہر مین — زعفر انکو رنگ میرا اکدن ہنسوائیگا

کیون نہ بعدِ زوال سوزِ غم ہر داغ پھول — جب چراغِ خانہ بجھ جائیگا گل کھلجائیگا

دیکھلینا جان لیگا روز کا رونا مرا — چشم کا پرآب رہنا کیا یہ خالی جائیگا

غزل ۹

ماہر اوس نادانکو دل دیتا تو ہے پر جان لے — یہ تنِ خاکی گھروندے کیطرح مٹ جائیگا

شعر ۱۹

نہین ہے یہ خطِ مشکین عذارِ یار سے پیدا — دھوان ہے آتشِ رنگِ گلِ رخسار سے پیدا

سراپا داغِ غم ہین تیرے جسمِ زار سے پیدا — تماشا ہے ہزارون گل ہوے ہین خار سے پیدا

وہ رشکِ آفتاب حشر ہی گھر مین جو نور افگن
قیامت کی ہی گرمی سایۂ دیوار سے پیدا

کہے کوئی اگر افسانہ میری سوزشِ دل کا
بسانِ شمعِ شعلے ہون لبِ گفتار سے پیدا

وہ دیوانہ ہون قدمون سے مرے صحرا گلستان ہے
کیا ہے خون پانی رنگِ گل ہر خار سے پیدا

یہ کس دیوانے نے یارب کیا ہی کوچ دنیا سی
صدا ماتم کی ہے زنجیر کی جھنکار سے پیدا

کمر کی کچھ حقیقت سُنکے اونسے یہ کھلا مجھپر
رموزِ غیب ہوتے ہین وہان یار سے پیدا

مریضِ حرصِ زر پائین اس سے کسطرح صحت
اثر ہے شربتِ دینار کا دینار سے پیدا

کبھی دکھلا رخِ روشن جو اپنا اوسمین قاتل نے
ہوا خورشیدِ مشرق مغربی تلوار سے پیدا

مشابہ ہی جو اون دانتون سے میری دلکو الفت ہے
نیا رشتہ کیا ہے گوہرِ شہوار سے پیدا

نکلتے گھر سے دیکھا جب اوس لیلی شمائل کو
تو کین آنکھون نے راہین روزنِ دیوار سے پیدا

بجاے اشکِ غم لختِ دل آنکھونمین کب آئے ہین
ہوئے ہین لعلِ درجِ گوہرِ شہوار سے پیدا

غبارِ دل مین ملکر اشک آئے ہین جو مژگان تک
نیا ٹاپو ہوا ہی چشمِ دریا بار سے پیدا

نہین ٹپکے ہین آنسو حسرتِ دندانِ دلبر مین
ہوئے ہین یہ حباب آبِ گوہر شہوار سی پیدا

نشانِ ظلمِ خونخوار و دمِ تیغ کے ساتھ رہتا ہے
لہو کا رنگ ہی اب تک لبِ سوفار سے پیدا

خرامِ ناز سے اوسنے کیا ہے قتل عالم کو
چلن تلوار کا ہی یار کی رفتار سے پیدا

ذرا جب ضبط کرتا ہون مین سوزِ آتشِ غم کو
شرارے جائے مو ہوتے ہین جسمِ زار سے پیدا

دیکھا دے وہ مسیحا دم اگر آئینہ رخ کو
صدا ہو طوطیِ تصویر کی منقار سے پیدا

غزل ۱۰

وہ ہون رنگین نوا بلبل اگر چہکون کبھی ماہر
برنگِ گل ہون نالے غنچۂ منقار سے پیدا

شعر ۱۰

اوس کمر کی یاد مین ایسا مین لاغر ہو گیا
جسم گھلکر داخلِ تعریفِ جوہر ہو گیا

مین یہ کچھ محوِ درِ دندانِ دلبر ہو گیا
رشتۂ جان بھی بدن مین سلکِ گوہر ہو گیا

وقتِ گریہ آگیا جب روے روشن کا خیال
دیدۂ تر چشمۂ خورشیدِ محشر ہو گیا

وحشتِ دل سے جو آنکلا اوسی میخانہ مین
مجکو دورِ چشمِ آہو دورِ ساغر ہو گیا

آبرو پر پھیرین پانی نہ وہ دندان صاف
گوشہ گیر اسواسطے دریا مین گوہر ہو گیا

وصل کی شب مین قیامت صبح کا آنا ہوا
صور محشر نعرہ اللہ اکبر ہو گیا

یاد کی دست حنائی کیے جو پونچھے میرے اشک
پنجہ مرجان غریق آب گوہر ہو گیا

جام بھر بھر کر دیئے کس آتشین رخسار نے
شعلۂ جوالہ ساقی دور ساغر ہو گیا

قتل سے میرے ہوئی اسکی اصالت کی نمود
خون جگر خنجر قاتل مین جوہر ہو گیا

غزل ۱۱

سینہ پر داغ پر ماہر جو ٹپکے اشک چشم
صحن گلشن مین برابر فرش گوہر ہو گیا

شعر ۲۱

ضعف تنہا مجھے پیری کی جفا سے نہوا
ہاتھ خالی مرے سایہ کا عصا سے نہوا

صاف احباب کا دل ہیر صفا سے نہوا
دور اس آئینہ کا زنگ جلا سے نہوا

دل کشادہ مرا آہو نکی ہوا سے نہوا
یہ وہ غنچہ ہے شگفتہ جو صبا سے نہوا

بادۂ روح کا کیون نشہ ہی مجھکو یارب
مست شیشہ تو مے ہوش ربا سے نہوا

یاد گیسو میں نہ کیونکر دل پر داغ ہو شاد — کون طاؤس ہے جو مست گھٹا سے نہوا

جوش زن چشم میں آنسو ہوں نہ کیوں آہوں سے — شور کس بحر میں تیری ہوا سے نہوا

ہاتھ پکڑا نہ کبھی اوٹھکے تھکے ماندوں کا — خوش میں پا بوسی نقش کف پا سے نہوا

مجھ پہ نازل ہوئی عصیاں کی بدولت رحمت — کم مرا دامن تر ابر عطا سے نہوا

تو ہی اے شوق بتا ہے کوئی منزل جسمیں — داخلہ پہلے مرا بانگ درا سے نہوا

کشتۂ راہ رضا ہو کے فنا زیست کی دیکھ — دم جدا مر کے بھی جسم شہدا سے نہوا

خاک آگاہ شکست دل نازک سے وہ ہوں — آشنا ٹوٹ کے شیشہ یہ صدا سے نہوا

حسن کامل کو زمانے میں نہیں حاجت زیب — دست مرجاں کبھی گلرنگ حنا سے نہوا

ہادیوں کی مجھے تکرار سخن کیا ہو گراں — قافلہ تنگ کبھی بانگ درا سے نہوا

باغباں رنگ یہ ہے رحم دلی کا میرے — ہاتھ آلودہ کبھی خون حنا سے نہوا

ضعف پیری نے یہ سرکش کو جھکایا آخر — آشنا ہاتھ کبھی فرق عصا سے نہوا

کیون نہ تڑپائین مجھے سوز الم آہین ہین
کون شعلہ ہے جو بیتاب ہوا سے ہنوا

کبھی سالم نہین سختی کا مرض ہے اوسکو
درد جس قلب مین آواز گدا سے ہنوا

کثرت نالے سے آواز مری بند ہوئی
کام کیا مُہر سے ہوتا جو صدا سے ہنوا

چشم مشتاق نے رُخ اونکا ادھر پھیر لیا
جذب کعبہ کا کسے قبلہ نما سے ہنوا

ضعف پیری نے یہ پابند کیا آخر کار
شام کی طرح جدا ہاتھ عصا سے ہنوا

غزل ۱۲

نہین باتون یہ ہے ماہر تجھے مطلب کی طلب
منھ سے مانگا تو دل آگاہ دعا سے ہنوا

شعر ۱۲

بڑھا ہے حسن سے میر عشق صاحب جمالون کا
مرا رنگ پریدہ کیا ہی غازہ گل گالون کا

کھلا مجھسے نہ کوئی پیچ اونکے سر کے بالون کا
رقیبونکا سینہ دل ہی کہ جوڑا خوش جمالون کا

اگر افشا کرے تو راز ہم وحشت خصالون کا
زبان خار کہدے سب تو کندہ حال چھالون کا

پڑے سایہ جو نخل باغ پر ہم دردوالون کا
چٹک مین غنچہ گل کے اثر ہو دل کے نالون کا

گلا کر تیغ سم کرتے جو رگ گُل کی طرح کاٹے
جنون وہ گرم پائی ہے مرے پاؤن کے چھالونکا

نکیون ہتیا سیو نہین یاد آئے ابروے قاتل
بجز شمشیر پرسان کون ہے بسمل کے حالونکا

چمن جب جلوہ گاہ شاہد فصل بہاری ہو
تو پھر فرش شجر کیون ہنو سایہ نہالونکا

نہین ہین یہ فشان شبنم سے شاخین سم گُل ہین
ٹپکتا ہے یہ جوش حسن سے جوبن نہالونکا

روان ہوتے نہین سوئے مقتل اگر شوق شہادت مین
قلم پاؤن کے نقشہ کھینچتے بسمل کی چالونکا

مٹادین جو سیہ گیسو فروغ شام یلدا کو
چراغ آگے بھلا اونکے جلے کسطرح کالونکا

فلک سے تو نہ بشاشی منعم کی اوٹھانے
اوتارا تونے نقشہ کسطرح ایسے بحالونکا

غزل ۱۲

ہوا ہون زار مانند مہ نو امتحان عصیان سے
سوکھاتا ہے مرے تن کو پسینہ انفعالونکا

شعر ۲۶

نکل زینت جہان ہو گئی یہان جسم بیجان ہوگیا
آئینہ مین مثل انکا کیون نمایان ہوگیا

آہ دل سے جوش اشک چشم حیران ہوگیا
لو ہوا آب سے آئینہ مین طوفان ہوگیا

وحشت آگین جب رقم مضمون ہجران ہو گیا
شعر مین مصرع ہر اک دست گریبان ہو گیا

بعد مردن فصل باران کا یہ احسان ہو گیا
جگنوؤن سے قبر پر میری چراغان ہو گیا

کسنے چھوڑا ہاتھ سے لکھکر کہ ہیجان ہو گیا
کلک مردہ ہو گیا مدفن قلمدان ہو گیا

ناتوان ہم سا کوئی وحشی جو گریان ہو گیا
آبجو ہر جادۂ راہ بیابان ہو گیا

دل مین اپنے کب ہجوم داغ ہجران ہو گیا
ایک غنچہ تیری قدرت سے گلستان ہو گیا

مجھپہ جب پیہم ترا مرقد مین احسان ہو گیا
اک چراغ گلفشان رشک چراغان ہو گیا

صاف باطن بن بغیر سعی و کوشش کامیاب
پرتو انجم سے دریا مین چراغان ہو گیا

کیا ہوا سایہ فقیرونکی جو تربت پر نہین
ہر بگولہ گنبد گور غریبان ہو گیا

سیر گلشن دیکھنے کو جب چلا وہ رشک گل
اوڑ کے رنگ رخ مرا رنگ گلستان ہو گیا

اک جہانکو ہم فقیرون نے مسخر کر لیا
بوریے کا نقش بھی نقش سلیمان ہو گیا

منزل مقصد نی راہ عشق مین جب کی کشش
جو نہال سبز تھا خضر بیابان ہو گیا

تیر تیرے برسا جو ابر آسا ساقیِ ابرو کمان
مجھکو بارانِ کرم بھی تیر باران ہو گیا

یون در آئی حسن کی دار تیرے چشم مین
جیسے عکس آئینہ مین تیرا نمایان ہو گیا

محفلِ مے مین جب آیا دشتِ وحشت کا خیال
دورِ ساغر گردشِ چشمِ غزالان ہو گیا

پڑ گیا ہے جن فقیرونکو قناعت کا مزا
خوانِ نعمت اونکو خالی گردۂ نان ہو گیا

ہون وہ بیخود ٹھیس گر شیشے کو لگتی دیکھ لے
جانکر اپنا دلِ نازک مین نالان ہو گیا

وہ شکار افگن جو آیا سیرِ گلشن کو کبھی
مرغِ بسمل طائرِ رنگِ گلستان ہو گیا

مجھکو بعدِ مرگ ہو کیا حاجتِ شمع و چراغ
دل جلی احباب جب آئے چراغان ہو گیا

دیکھ تو سوزش مرے زخمونکی اے ناوک فگن
شمع کا شعلہ تری ناوک کا پیکان ہو گیا

کچھ نہ پوچھو ضبطِ دردِ دلمین جو گذری یہان
بجھ گیے آنسو جو تر اشکون سے دامان ہو گیا

انکے قدمون پر قدم پڑتا ہے میرا دشت مین
کیا مین وحشی سایۂ چشمِ غزالان ہو گیا

کچھ تو گوشِ گل مین پھونکا تھا صبا نے صبحدم
نالۂ بلبل پہ ایک اک گل جو خندان ہو گیا

پوچھتے کیا ہو ہزارون قتل کرکے حسرتین	دل کبھی تھا اپنا اک گنجِ شہیدان ہوگیا

غزل ۱۴۲

باغ سے گھر کو چلا ماہر جو وہ رشکِ بہار
اوڑ گئین سب بلبلین ویران گلستان ہوگیا

شعر ۱۵

اثر سے مو قلم کو بھی نہین یارا روانی کا	مصور اب یہ نقشہ ہے ہماری ناتوانی کا
ضعیفی مین نکیون کشتہ ہون زور ناتوانی کا	مری پیری ہے اور عالم بڑھاپے پر جوانی کا
ضرر کیا ہم سبک سیرون کو پہونچے ناتوانی کا	مثالِ سایہ یہان عالم ہے گر نہین جوانی کا
دکھا دیتا ہون نقشہ جب مین اپنی ناتوانی کا	اوتر جاتا ہے چہرہ صورتِ تصویر مانی کا
خیال آئے جو ساقی چشمِ مستِ یار جانی کا	دل پر خون ہے شیشہ شرابِ ارغوانی کا
فراہم ہی مین شمع سان آتش زبانی کا	مثالِ شیشہ یہان موقع نہین پنبہ دہانی کا
نہ کیونکر طالبِ دیدار ہوتا یار جانی کا	مجھے تھا دیکھنا منظور اسکی لن ترانی کا
نہ زائل حسن ہو یارب کبھی اوس یار جانی کا	رہے محدود سبزہ زلف سان سایہ جوانی کا

حباب آسا سمٹکر تن سے دم آیا ہے آنکھونمین
ہیہ مین مشتاق سوز دلکی گرمی سے مین پانی کا

خطِ رخ کو نہ کیونکر نکتہ دان سمجھین خطِ مصحف
تری ہنسی بتا دیتی ہے قرآنکی نشانی کا

حقیقت مین ہین گرم باتین شعلہ رویونکی
زبانی شمع سان دعوی ہمین آتش زبانی کا

نکلجہ ہو گئی مجھ زار کے سیراب کرنے مین
مثالِ خار ہی شبنم ہو پیاسا بوند پانی کا

نگاہِ شوخ موسی نے تو کب کا دیکھ پایا تھا
فروغِ حسن گر پردہ رکھے لن ترانی کا

سفیدی دھوپ کے مانند آجاتی ہے بالونپر
بشر کے سر سے اوٹھ جاتا ہے جب سایہ جوانی کا

غزل ۱۵

ہوا ہو جاؤنگا مین بھی مثالِ رنگان ماہر
تعلق ہے یہ تن خاکی غبارِ کاروانی کا

شعر ۱۵

تیرے نام سے دم فنا ہو گیا
مین ہو کہہ کے یارب ہوا ہو گیا

جسے عشق زلفِ دوتا ہو گیا
اسیرِ کمندِ بلا ہو گیا

زمانہ مین کیا کیا نہ تنکے چنے
تنِ زرد جب کہربا ہو گیا

بنایا جو قسمت نے دانا مجھے
فلک فرق پر آسیا ہو گیا

تصور سے دیکھا رُخِ صافِ یار
نہ آئے اگر وہ تو کیا ہو گیا

ہوا آگ جب گرم اشکون کا آب
بدن خاک اور دم ہوا ہو گیا

مرے جذبۂ دل سے چلے آئے وہ
مرض دردِ دل کی دوا ہو گیا

جفا کر کے مشہورِ عالم ہوئے
بُرائی سے اونکا بھلا ہو گیا

یہ خطرا اونکے ملنے سے آفت ہوئی
سے چلے جب تو فتنہ بپا ہو گیا

بھرا خون قاتل کے دامن مین جب
بہارِ ریاضِ ادا ہو گیا

تکدر کی یہانتک کی لوگون نے قدر
غبارِ دلی کیمیا ہو گیا

ہوا عیشِ شاہی کا باعث شباب
جوانی کا سایہ ہما ہو گیا

عبث کب ہے نالان جرس راہ مین
کوئی قافلہ سے جدا ہو گیا

بنا فردِ الفت جو دل عشق مین
ہر اک داغ مُہرِ وفا ہو گیا

غزل ۱۶ | کہو تو جو ماہر کو مارا عبث / بتو تمسے راضی خدا ہو گیا | شعر ۸

تقصیر محتسب نہ مغان کا قصور تھا
شیشہ تو خود شراب کے نشہ مین چور تھا

وابستہ جس سے تھا اوسی دلبر سے دور تھا
یارب مگر مین سایۂ بال طیور تھا

ممکن نہ گر نظارۂ حسن حضور تھا
پروا نبی سے عرش پہ پھر کیا ضرور تھا

کیا خوش ہون جب مین بزم مین شمعون کا نور تھا
چھپنا تھا پاس اونکا ہی قدمون سے دور تھا

اس بعد پر تو سوز درون نے کیا سیاہ
اچھا ہوا کہ سایۂ مہر تن سے دور تھا

معراج کی تو رات ہوا ور یہی حجاب ہو
پہلے پہل کی بات تھی پردہ ضرور تھا

آتی تھی کیون نبی کو صدائے پس حجاب
کوئی ادھر نہ تھا تو ادھر تو ضرور تھا

غزل ۱۷ | ماہر کھلا لحد مین کہ تھی زیست دور بین / نزدیک دیکھتے تھے جسے ہم وہ دور تھا | شعر ۸

آید نہ بعد عمر گر از کوی یارِ ما — گیرد بہ بر نہ تنگ ہوا را غبارِ ما

ظاہر شود چو سوزِ دلِ بیقرارِ ما — آتش زند بہ دامنِ صرصر غبارِ ما

چون نیست ہیچکس بجہان سوگوارِ ما — جامہ دری کند بہ غمِ ما غبارِ ما

آخر فنا شدہ ہمہ شان و وقارِ ما — بر خود چسان ز رنج نہ پیچد غبارِ ما

چون بادِ تند بود دمِ احتضارِ ما — رفت از ثرا باوجِ ثریا غبارِ ما

آمد بہ سر ز چرخ چہ بر حالِ زارِ ما — دارد ہوا بدست خطی از غبارِ ما

از پیچ و خم نہ شانہ کند چون غبارِ ما — افتادہ است بر سرِ ما کار و بارِ ما

در جوشِ بحر ہا کفِ دریا شود سحاب — اشکی چکد گر از مژۂ اشکبارِ ما

بینی بیک اشارہ ز بادِ فنای دہر — صد بار رخت بست ز ہستی غبارِ ما

گردند صرفِ ظلمتِ ہجر و بر آن سواد — آمد ز یاد آنچہ ز کنجِ مزارِ ما

حیف است لطمہ ہای ہوا را گمان نبد — گر دم زند دمی بغمِ ما غبارِ ما

از تشنگی بپرس که دریا فرو برد
چون ابر گر برآب برآید غبار ما

آهم خلاف طبع هوائی جهان رود
گر ساعتی بخاک نشیند غبار ما

آن منتهی بپا شد واین منتهی بشر
آن زلف تو واین شب تار مزار ما

تا آسمان فضائی جهان پر شود ز خاک
مشتی ز گرد غم چو فشاند غبار ما

غزل ۱۸ — شعر ۵۱

ماهر زباد دهر چون صدمه ها رسید
داند غبار را جگر زخمدار ما

میں خود کب آفتوں میں تن زار لیگیا
سایہ بھی گر چڑھا تو سر دار لیگیا

یوسف کو کیا سمجھ کے خریدار لیگیا
جو حسن تھا وہ صدمۂ بازار لیگیا

تربت میں سیدھی یہ تن زار لیگیا
کیا جان تھی کہ مر کے بھی کچھ بار لیگیا

سایہ بھی راستی قد یار لیگیا
سودا اٹھا کیا کہ گر کے خریدار لیگیا

یوسف کے حسن نے یہ کیا گاہکوں کا حال
جو جسکو ملگیا سر بازار لیگیا

تڑپالے میں بھی تو یہ حیران ہوئی اجل
دم مجکو دیکے کیا ترا بیمار لیگیا

وہ اور ہیں جو ڈالتے ہیں بوجھ جار پر
میں قبر میں تڑپکے تن زار لے گیا

رہ رو زمیں پہ رکھکے اٹھا لیتے ہیں قدم
کیا سوز دل حضور کا بیمار لیگیا

کی آئینہ پہ ڈرکے زلیخا نے بھی نظر
یوسف کو حسن جب سر بازار لیگیا

صدمے سے زخم تن بھی لہو ڈالنے لگے
تیری ہنسی اوڑا کے جو سوفار لیگیا

کیا کہتے درد دل ترے پیکان سے ہر زخم
جب منھ کی بات چھین کے سوفار لیگیا

میخانہ میں یہ راتکو زاہد کی گت بنی
شال کمر کوئی کوئی دستار لیگیا

جب پائمال ہونیکو بیٹھے ترے ضعیف
سایہ زمین سے سر دیوار لیگیا

دیوانگان عشق کا جتبک کہ ہو گذر
مین چن کے خار وادی پرخار لیگیا

بازار عشق مین مرا سودا ابکا تو یون
نقصان مجھکو دیکے خریدار لیگیا

منزل کو آہ ہے صفت سایہ راہ بھر
مین کھینچتا ہوا جسد زار لیگیا

منقار مین اوٹھا کے نجانے کہ کیا لیے
افتادہ پر بھی مرغ گرفتار لے گیا

پورے نہ دام مال کے جب دے سکا غریب
کچھ رنج مول لیکے خریدار لے گیا

صیاد مجھ غریب پہ بس ہو چکے ستم
سو بار لایا باغ سے سو بار لیگیا

منعم بھی کیون نہ مر کے جنازہ مین ہو سوار
اگلی ہوائے سر تو ہوادار لیگیا

نقصان ہوا تجارت الفتمین ہر طرح
سودا بکا تو رونق بازار لیگیا

منظور حال زار دکھانا تھا باغ کو
ٹوٹے بھی پر جو مرغ گرفتار لیگیا

پہونچا اوسیکے زور سے تا منزل عدم
جو دم چرا کے موت سے بیمار لیگیا

دنیا ادھر کی جسسے ہوا کرتی تھی ادھر
وہ کروٹین فقط ترا بیمار لیگیا

چاک لباس قبر بھی تھا بسکہ مجھ پہ شاق
پیوند کے لیے جسد زار لیگیا

نالے اوسیکے گوش گل باغ تک گئے
جو دل دو نیم صورت منقار لیگیا

یون نکلے سیر باغ کے ارمان ضعف مین
جب رنگ رخ اوڑا سوئی گلزار لیگیا

بجھکر چراغ قبر جلا اوٹھتا ہے رات کو
وہ سوزِ دل حضور کا بیمار لیگیا

تربت بلند ہو کے بھی کچھ خاک بچ رہی
حسرت زمین کی یہ زمیندار لیگیا

مین کیا وہ یاد آئینگے تا حشر خلق کو
آخر مین ہچکیان جو ترا زار لیگیا

کیون ہے شکر مین نہ زبان تیر کی ہلال
زخمون کی تھی جو بات وہ سوفار لیگیا

سو بار تیرے عشق مین مرنے کا تھا جو جوش
جب دم دیا کسی نے یہ بیمار لیگیا

ہنستے نہ تیرے تیر پہ کیون زخم تن مرے
کھلونکے منہ کو ضبط بھی سوفار لیگیا

وہ سوئے کفر جانے مین مجبور بھی ہوئے
گردن مین ہاتھ ڈال کے زنار لیگیا

کنج قفس سی پیشکش باغ کے لیئے
تنّے صدا کے مرغ گرفتار لیگیا

سر سے نکلکے پاؤن تک آئے بسانِ زلف
یون خار مین چھو کے مین ہر خار لیگیا

اب رو رہا ہون درد کو یہ سوچ سوچکر
وہ شے تھا یہ کہ جسکو خود آزار لیگیا

اتنی بھی قید تھی جو رہائی یہ ناگوار
سایہ بھی ساتھ مرغ گرفتار لیگیا

یوسف نے بس نگاہِ توجہ اوسی پہ کی
دل ہاتھ مین فقط جو خریدار لیگیا

پلکین گواہ ہین انہین دابو نکے لیے
آنکھونسے چھپکے وشتکے ہین تار لیگیا

لین لاکھ حقکی بندۂ زر نے عبادتین
ماتھا مگر علامتِ دینار لیگیا

ڈھونڈھین تڑپ تڑپ کے مریضِ جہان ہزار
جو درد تھا وہ آپکا بیمار لیگیا

اللہ ری حرص درد کی اللہ رے مزے
کس کس کے زخم مرہمِ زنگار لیگیا

دنیا کی دوڑ دھوپ سے منصور دیکھ لے
دم یون چڑھا کہ تن کو سرِ دار لیگیا

کاغذ بھرا اوتر گیا چہرہ ضعیف کا
تصویر کھینچکر جو طلبگار لیگیا

آئی جو اکراہنے کی قلبِ زار کے
جب منہ بغل مین آپکا بیمار لیگیا

پاؤنکو جانے دیجیے خود سر سے پوچھیے
شانہ نکالکر مرے کے خار لیگیا

بکنے لگا جو موت کا سودا اچھا نہین
آنکھونکو بند کرکے خریدار لیگیا

دیکھی لحد پہ جسنے مری قلب کی چمک
ہر بار ہاتھ اوٹھا لیا ہر بار لیگیا

یوسف نے بس نگاہ توجہ اوسی پہ کی
دل ہاتھ مین فقط جو خریدار لیگیا

پلکین گواہ ہین انہین دیوانونکے لیے
آنکھونسے چنکے دشت کے ہین خار لیگیا

لین لاکھ حقکی بندۂ زر نے عبادتین
ماتھا مگر علامت دینار لیگیا

ڈھونڈھین تڑپ تڑپکے مریضین جہان ہزار
جو درد تھا وہ آپکا بیمار لیگیا

اللہ ری حرص درد کی اللہ رے مزے
کس کسکے زخم مرہم زنگار لیگیا

دنیاکی دوڑ دھوپ سے منصور دیکھ لے
دم یون چڑھا کہ تن کو سر دار لیگیا

کاغذ بھرا اوتر گیا چہرہ ضعیف کا
تصویر کھینچکر جو طلبگار لیگیا

آئی صدا کراہنے کی قلب زار کے
جب منھ بغل مین آپکا بیمار لیگیا

پاؤنکو جانے دیجیے خود سر پہ پوچھیے
شانہ نکالکر مرے کے خار لیگیا

بکنے لگا جو موت کا سودا اچھا نہین
آنکھونکو بند کرکے خریدار لیگیا

دیکھی لحد پہ جسنے مری قلب کی چمک
ہر بار ہاتھ اوٹھا لیا ہر بار لیگیا

جو آبرو سی شی سرِ بازار لیگیا		گوہر سی ٹہر کی کون ہی محتاج دہر مین

شعر ۳	ما مہر کچہہ اوس سی پوچہہ لے چشمِ سیہ کا حال کاجل نگہہ سی ہاتہہ پہ جو پار لے گیا	غزل ۱۹

تہم کے سایہ کے لیے مرغِ ہوا کیا کرتا		رونقِ تن سی شباب اپنا وفا کیا کرتا
چوٹ ٹپڑتی نہ جگر پر تو درا کیا کرتا		دل نہ دکہتا تو غریبون سے وفا کیا کرتا
اچّھی دل کو مین حسینون سی ہبہ کیا کرتا		باوفائی مین جفاؤن کا گلہ کیا کرتا
خون مین خنجن ملا تہا تو جدا کیا کرتا		مین عزیزون سے بھلا ترکِ وفا کیا کرتا
ہوون حبابِ لبِ جو چشم کو وا کیا کرتا		ہو نہین آگے خود اپنے کو فنا کیا کرتا
ہاتہہ مطلب سے اوٹہاتا تو دعا کیا کرتا		تہی یہ صورت تو اثر کا مین گلہ کیا کرتا
اور گے خون سی بن نشو و نما کیا کرتا		نام مین وصفِ صفائی سی بھلا کیا کرتا
لب ہلاتا بھی تو مطلب کو ادا کیا کرتا		عکس آئینہ ہو نہین اونسی گلا کیا کرتا

چاند سی شکل کا ہی عکس مری سینہ مین
اور اب آئینہ دل کی جلا کیا کرتا

کروٹین لیکی شب ہجر یہ مین کہتا ہون
دل جو ہوتا تو محبت کا مزا کیا کرتا

راہ چلتون پہ مٹا مین صفتِ نقشِ قدم
اب سلوک اور محبت کا مزا کیا کرتا

استخوان کھائی نہ اس وجہ سی مجھہ وحشی کے
جائی پرخار نکلتی تو ہما کیا کرتا

آپ بیٹھا ہوا زخمونپہ چھڑکتا ہون نمک
اور اب مجھسی محبت کا مزا کیا کرتا

انگلیان بند کھلی جاتی ہین دیکھو تڑپن
دل کو مٹھی مین نہ دیتا تو بھلا کیا کرتا

دیدیا ہی انھین مٹھی مین مسلنی کے لئے
اور اب دل کے تڑپنے کی دوا کیا کرتا

راہ مین کون مری ساتھہ اٹھاتا زنجیر
ساتھہ سی اپنے مین سایہ کو جدا کیا کرتا

اسپہ تو آنکھونکو کھولے رہا ایک حباب
سر مین بھرتی جو نہ دنیا کی ہوا کیا کرتا

دیکھتا آئینہ سان لیکی نکیون دل مین تجھے
لے تیری سیرِ طلسمات فنا کیا کرتا

سود ہین درد کی لذت نے دیئے اک دل کو
اور اب زخم کے کھانے کا مزا کیا کرتا

اچھی خاموشی کی تو آواز پہ یہ نالے ہین
میری نالون کو جو سنتا تو درا کیا کرتا

عکس آئینہ ہو چین ہو تو اونمین کو ہو گلہ
اونسی مین شکوۂ انداز و ادا کیا کرتا

سایۂ مرغ ہوا تک کو تو تڑپا چھوڑا
اور اب دل کے تعلق کا مزا کیا کرتا

ڈھونڈھتی پھرتی تھے شب خانۂ اصلی اپنا
ہر اشارے سے بتاتا تو عصا کیا کرتا

سو جگہ لیتی ہوئی دم اجل آئی مجھ تک
اتنی دوری مین ملاقات قضا کیا کرتا

روکی ہین بوجھ ضعیفی کا نگاہین میری
لیکن مین ضعف کے عالم مین عصا کیا کرتا

لاکھ کچھ تھا پہ نہ مٹھی سی نکلنے پایا
شوخی کرتا بھی تو وہان رنگ حنا کیا کرتا

اونکی پرچھائین کی صورت سی نظر آتی ہی
جسم سی اپنی مین سایکو جدا کیا کرتا

مین تو خیر آئینہ کا عکس جو ہوتا گویا
آ میسی آپکی باتون کا مزا کیا کرتا

دل نکلجانی پر آتا تو نکل ہی جاتا
مجمع غمزہ و انداز و ادا کیا کرتا

شمع کشتہ کی طرح بجھکی نہ جلتا کیونکر
جو فنا کرکے ملی مین وہ بقا کیا کرتا

کسی واماندہ بیکس کی صدا آتی تھی
کان پر ہاتھہ نرکھتا تو درا کیا کرتا

جان اجل لیگئی اور ہاتھہ نہ پکڑا مین نی
اور اب دم کی نکلنی کا مزا کیا کرتا

چل بسی شام کا سب تاج پہنانیوالے
سر برہنہ جو ہوتا تو عصا کیا کرتا

پیچھی آنے پہ ضعیفوں کے تو یہ نالی ہین
بیٹھہ جاتے ہین تھک کر تو درا کیا کرتا

دل تو خیر ابھی گیا چھوٹی سی مٹھی مین وہان
اب کلیجے کے تڑپنے کی دوا کیا کرتا

دست و پا تک کو تو پھیلائے ہین دینی کی لیئ
اور اب جان کی دینی کا مزا کیا کرتا

غزل ۲

ہاتھہ کس سے دیکین بند ہوا دیئی اونکے ما ہر
شوخیان اس سے ارنگ حنا کیا کرتا

شعر ۵

نہین ہے آج سی ای سوز غم گلہ دل کا
اگر آنکھہ کھولکی دیکھا ہی آبلہ دل کا

کہو شباب سے کی نہ ولولہ دل کا
نکلنی دی جو نکلتا ہی حوصلہ دل کا

بتا ہی لاکھہ حسینون پہ حوصلہ دل کا
کہان کہان نہ لٹا ایک قافلہ دل کا

سما سکا جو نہ خود اونمین وہ لولہ دل کا — سمٹ کی سینے سی نکلا ہی حوصلہ دل کا

شریکِ درد ہی کیونکر کرون گلہ دل کا — ہنسا جو مجھپہ تو رویا ہی آبلہ دل کا

بلا سبب نہین کچھپہ تنگ حوصلہ دل کا — تپک رہا ہی کہین کوئی آبلہ دل کا

چلا ہی آج سوئی چشم حوصلہ دل کا — کھڑی ہین راہزن آتا ہی قافلہ دل کا

خوشی یہی ہی تو اچھا سنو گلہ دل کا — کسیطرحسی بھی ہو تو فیصلہ دل کا

جلا رہا ہی جگر کو جو حوصلہ دل کا — لیئی ہی آب کا چلو ہر آبلہ دل کا

ہی رخ کے آئنہ کا سبزہ حوصلہ دل کا — گرا ہی پیاس مین پانی پہ قافلہ دل کا

وہ دیکھلین تو نہ دل ہی ولولہ دل کا — لڑی نگاہ تو ہو جائی فیصلہ دل کا

کبھی نہ دلکی تو کیونکر ہو گلہ دل کا — کبھی تو منہ سے بھی پھوٹے کچھ آبلہ دل کا

یہ قولِ تجربہ کارانِ درد فرقت ہی — نہ آنکھ ہو نہ نظر آئے آبلہ دل کا

کلید سی جو تپک کے بھی کھل نہین سکتا — وہ قفل دل مین لگائی ہی آبلہ دل کا

بلند دیکھکی سینہ نہ اتنا ہک دک ہو
اسیطرح سر اوٹھاتا ہی حوصلہ دل کا

بخیر ہو سفرِ طفلی و جوانی و شیب
وسط کی چھوڑ دی منزل جو قافلہ دل کا

یہ وقتِ نزع رگِ جانکی پہانس ہو بیٹھی
اٹک اٹک کی نکلتا ہی حوصلہ دل کا

جگر نے چین سا پایا ہی بند ہین آنکھین
ابھی جو پھوٹ بہا ہی کچھ آبلہ دل کا

چھپائی بیٹھی ہین زلفون کو وہ ڈوپٹی سی
سراغ کو ڈھونڈھتا آتا ہی قافلہ دل کا

کبھی جو خارِ رگِ جان سے چھیڑ دون اسکو
تمام عمر لہو روی آبلہ دل کا

اجل کے وقت کا ہون منتظر جو فرقت مین
دیکھا رہا ہی گھڑی مجکو آبلہ دل کا

نہ دیکھی جائیگی صورت بھی مجھسی ماتم کی
کلاہ سر سے اوتاری نہ آبلہ دل کا

مقامِ خوف جو ہین طفلی و جوانی و شیب
سہ منزلہ کئی آتا ہے قافلہ دل کا

نہ نیچی پاؤن کے آجائے کچھ سنبھل کے چلو
ملا ہی گیسوؤن سی جا کے سلسلہ دل کا

عجب نہین اسی اشاری سی چلی آئین
تپک تپک کی بلاتا ہی آبلہ دل کا

خبر نہیں وہ نہیں وہان کھل رہی ہین لٹ کی بل
ہلا رہا ہین یہان سی جو سلسلہ دل کا

ستائی مجھکو یہ فرقتین وصلین وہ اوٹھین
مجھی جگہ کا ہی شکوہ نہین گلہ دل کا

بجھا دی آگ وہ سی مری کلیجے کی
بھری ہی آپکی چھاگل جو آبلہ دل کا

نہ آئی دشت سی کبھی ان ہین سایئن کی آواز
نکلگیا تھا کبھی ہو کی قافلہ دل کا

خطا مجھی سی ہوئی اب جو کچھ کہون مجرم
چلو سدہارو مبارک تمہین گلہ دل کا

جو تم کہلا ہو منہ دیکھتی ہو مرنے پر
نکلگیا ہی اسی ڈر سی حوصلہ دل کا

اچانک آ کے گری ہین جو رہزنان ادا
تتر بتر ہوا جاتا ہی قافلہ دل کا

وہ اک ادا سی جو آ بیٹھے ہین مرے دل مین
دھری ہی پیار سی منہ دلپہ آبلہ دل کا

اوسی سی آئی قیامت اوسی سی حشر ہوا
ہماری دل سی جو نکلا تھا حوصلہ دل کا

چہار سمت جو ہین رہزنان حسن تو ہون
دبا کے راہ نکلجائے قافلہ دل کا

کھڑی ہین لوٹنی جو منہ وہ دیکھتی رہجائین
جو دب دبا کے نکلجائے قافلہ دل کا

بہت ہی خوب رہی گیسوؤنکی پر دکھین — جو راتارات نکل جائی قافلہ دل کا

سرائی زلف کی جھجری ہی بھر ہوئی ہین تمام — اوتر رہا ہی برابر جو قافلہ دل کا

صدا یہ دیتی ہی بو ملگجی ڈوپٹی کی — لٹا ہی گرد کے پرے مین قافلہ دل کا

چلا نہ زور کسی سی کبھی غریبون کا — دبا ہی راہ کو کیونکر نہ قافلہ دل کا

کھویا اونسی کہ اب ڈہونڈہنی ہین کیا حاصل — نکلگیا کسی جانب کو قافلہ دل کا

یہ بعد مرگ کیا کسنی بند منہہ کو مرے — نکل رہا تہا ابہی دل سی حوصلہ دل کا

وہ ہاتہہ کان پہ کہتی ہین مین ہٹاتا ہون — کبھی وصال مین ہوتا ہی یون گلہ دل کا

وہ اپنی سینی کے کچھہ حسن کو جو روکے ہین — کھنچا ہوا ہی شکنجی مین حوصلہ دل کا

مسل کے پھینکدین وہ اپنی ہاتہہ سی جو کبھی — تمام قصی ہون ہو جائی فیصلہ دل کا

گواہ اسپہ حباب روان دریا ہین — کہ دم مرا لیئی جاتا ہی آبلہ دل کا

پہ کمسنی یہ دم نزع یہ سے چلی آنا — ہٹو ہٹو کہ نکلتا ہی حوصلہ دل کا

یہ کس طرح سے یوں لپٹی ہو رکے گلی تکیہ
اوٹھاؤ گال کہ دیتا ہے آبلہ دل کا

ہماری نزع کی اولجھن سے تم نہ گھبراؤ
اسیر جسمی نکلتا ہی حوصلہ دل کا

غزل ۲۱

کلیجے دیکھنی والونکی پھٹتی ہین ماہر
جو منہہ کو ڈہانپ کے روتا ہی آبلہ دل کا

شعر

شمع کیطرح بستر فکر مین بیدم ہوگا
اور یہی جسم گہلی کا سر اگر خم ہوگا

دل بہی اک زخم سی خوش ہو تو بیدم ہوگا
جسقدر اسکو ہنساوگے لہو کم ہوگا

چرخ کسطرح کری خوش کہ نیا غم ہوگا
رنگ نکلیگا جو میرا تو لہو کم ہوگا

ہجر کی شبکی درازی سی نکچھہ غم ہوگا
رنگ اوڑنے سی مری صبح کا عالم ہوگا

صفت شیشہ می نظم مین عالم ہوگا
لعل و گلو نگا سر فکر اگر خم ہوگا

بی سبب کے نہ یہ دہڑکن نہ عبث غم ہوگا
دل مین ارمان کے مر جانیکا ماتم ہوگا

دیکھینگی اولٹی ہوئی آنکھین بہی جہک کے اونہین
نشۂ فصل جوانی مین وہ عالم ہوگا

غزل ۲۲	تیز رکھ اپنی زبان تیغ کی صورت ماہر تجھ مین دم ہوگا تو دشمن ترا بیدم ہوگا	شعر ۱۷

ہمنی تو جان نذر دی دل کو فدا کیا
اب تم بتاؤ چاہنی والون سی کیا کیا

الفت مین سی مرگ نہ کرکے برا کیا
مرنیمین ہات پاؤن نہ ماری تو کیا کیا

نہ آتش ہی اوٹھائی نہ دم کو فنا کیا
ای درد تونی اوٹھکی کلیجی مین کیا کیا

خاکی بدن نی روحکو بس یون فنا کیا
جسطرح آب جامِ گلی مین گھٹا کیا

مضطر وہ تھا کہ ایک مرے خوفِ دفن سی
برسون زمین کا بھی کلیجہ ہلا کیا

افسوس زلزلہ کہا اوسکو جہان نی
پر دیکھین خاک کی جو مرا دل ہلا کیا

رشتہ سی کہہ رہا ہی یہ کافورِ شمعِ بزم
ٹھنڈا کلیجہ جسنی جلایا جلا کیا

سمجھا تھا بیخودانِ محبت کو ہی عبث
خود آپ کہہ رہی ہین کہ ہمنی کیا کیا

مین گر مطیعِ عشق ہوا تو عجب ہی کیا
خود دلو آبِ چاہ کا پانی بھرا کیا

دی میں نے جان آنکھوں نے تو کیا کیا قصور — اوسکو نہ کچھ کہا کہ جو سرمہ پسا کیا

آوارگان دشت محبت خوشا نصیب — گر تہک گئی کبھی تو مقدر پہرا کیا

اتنا ہوا وہ آکے مری گہر جو پہر گئے — پتلی سا کوئی آنکھ مین سجن پہرا کیا

کہتا ہون کہ تو نہین شب ہجر کی یہین — دنتک تو دل تمہارا آنکو بہلو سی کیا کیا

افسوس شکل عود بھی ہوئی نہ تو کبھی — اسطرح چپکی چپکی کلیجہ جلا کیا

پر دیکھین پر کے توڑ دیئی میری استخوان — وعدہ تو کچھ کیا تھا یہ صیاد کیا کیا

بگڑو جو دل سی تم تو خوشامد کیون کرون — وہ ہی سنائی ہی تمہین جسنی خفا کیا

غزل ۲۳	ماہر یہ کس ادا سی وہ شانہ ہلا گئی یون دل ہلا کہ قبر مین لاشہ ہلا کیا	شعر ۶

شب فرقت جو تڑپا کیا ہوا کہکشان میرا — شکنجہ مین کہنچا خود چرخ لیکر امتحان میرا

تماشا ہی کہ وہان پہرتی جوان مقدر یہان میرا — مٹا جاتا ہی گردون کی زمین مٹتا نشان میرا

برنگِ بو ہین عمرا ہی لقب ہی ناتوان میرا
صدائی رنگ غنچہ پر پروان ہے کاروان میرا

یہ ادنی سا ہی حالِ خوفِ راہِ جانستان میرا
پریدہ رنگ پیچھی ہین تو آگے کاروان میرا

لقب ہے سخت جان کیونکہ ہو کوئی رازدان میرا
شرر ہے سنگ از خود تو کھلی سوزِ نہان میرا

سبکر وجو مدد آیا ہی وقتِ امتحان میرا
اودھر ہی قافلہ بو کا ادھر ہے کاروان میرا

لقب ہی عندلیبِ زار اتنا ہی نشان میرا
شکستِ رنگ کو کہتی ہین گل شورِ فغان میرا

سمجھ لے یہ تو ہو لوی قہرِ دشمن آسمان میرا
زمین برباد ہوتی ہی تو ٹوٹتا ہی نشان میرا

ہوا و برق ادھر دشمن اودھر دشمن آسمان میرا
سہارا اب نہ تنکی کا ہی رکھی آشیان میرا

جوانانِ چمن مین جب کبھی تھا قدردان میرا
مثالِ حرز بازو پر بندھا تھا آشیان میرا

سفر والونکی یارب خیر ہو بیجا گمان میرا
اوڑینگی رنگ چہرون سے لٹی گا کاروان میرا

سفر مین سنکی بو کہتا ہی قلبِ ناتوان میرا
ہوا ہی کج کشتی تہی جسنبی لوٹا کاروان میرا

سمجھلو یہ تو کھینچو ہاتھ اہلِ گلستان میرا
تمہین نے نام رکھا تھا ضعیف و ناتوان میرا

ترقی کسی ہو جاتا مقدر گر جوان میرا
زمین ٹھتی فلک ٹلتا نہ مٹتا تو نشان میرا

نظر گلچین کی کیون پڑتی اوجڑتا کیون مکان میرا
چھپا لیتی جو برگ نخل ملکر آشیان میرا

وہین ہم زبان ہین ہے غلط کچھ بیان میرا
چمن مین جس طرف وحشت اڑا ہی آشیان میرا

مثال دانہ مین ہون آسیا سان ہے مکان میرا
نہ پوچھو اہل دل احوال زمین و آسمان میرا

طلسم عشق ہی مانی کہ ہی ہی ناتوان میرا
اڑا ہی رنگ تو تصویر پر ہی بجا نشان میرا

وہ بلبل ہون اوجڑنے کی خبر پائی جو گلشن مین
چھپایا ہم صفیرون نے پرون مین آشیان میرا

مثال رنگ ساعت قسمت میری بہی تماشا ہی
زمین پر گر رہا ہون گو فلک پہ ہی مکان میرا

عنایات فلک کا گر کبھی اظہار مین چاہون
بجاے خس گرائی برق برسون آشیان میرا

مری آنکھون مین رنگین اشک خون سے دوست ہوتی دین
محبت مین لٹی کا میری ہاتھون کاروان میرا

ٹھہرتی آنکھ کی رستہ کے چلنے کو وہ کیا جانین
کوئی کہدی کہ لاشہ بھی ہے تو تھم کر روان میرا

مثال رنگ ساعت حب کی خاکساری کیا
زمین پر تھا قدم حب آسمان پر تھا مکان میرا

لحد بھی خاطرِ نازک مکدر اونکی ہوتی ہے
کوئی اتنا نہین ہی جو مٹا دیتا نشان میرا

کہا مین نے چلو جھگڑا گیا اب جلنے جلانیکا
عوض خس کے بنا جب بجلیون سے آشیان میرا

فلک پر کہکشان کچھ دیکھکر کہتا ہون قسمتین
زمین پر مین ٹلیان تہا چرخ پر کیسا نشان میرا

ہوا پر باغ ہو گو بوئے گل تر آئیگی ایسی
اوڑایا بلبلون نی گر کبھی نکہت بیان میرا

گذر جاتا نہ دم کے ساتھ کیونکر بحرِ ہستی ہی
لگا تہا کشتیِ عمرِ روان پر باد بان میرا

حباب آسا فلک کے دور مین مٹکر یہ کہتا ہون
کسیکا ذکر کیا ملتا نہین مجھکو نشان میرا

ادب آموزِ شمعِ بزم ہو کیونکر نہ اب گلگیر
زبان مین بڑھ چلا تہا مجھسی کوئی ہمزبان میرا

کوئی پوچھی خبر اس تفرقہ کی تکو بھی کچھ ہی
کہان دل مر رہا ہے دم نکلتا ہی کہان میرا

حباب بحر ہون پوچھو مجھسی حال قسمت کا
یہ گردش ہی کہ میری ساتھ ہے پھرتا مکان میرا

ہوا پر دیکھکر تنگی قفس مین مین یہ کہتا ہون
کدھر ہو باغ والو لٹ رہا ہے آشیان میرا

ہدف ہون جب زمانیکا تو کیا خون ہو نمودون سے
کریگا تیر باران ہی مجھی نام و نشان میرا

مثالِ ریگ ساعت غم مدون کسطرح ہی گردون
زمین تہا نام جسکا اب وہی ہی آسمان میرا

تہا ایسی ناتوانی کردیا تصویر ہی بالکل
اوڑی ہی رنگ چہرے کی تو سمجہے نشان میرا

جہان سب گردشین ہین اے فلک یہ بہی کہا مجکو
حباب بحر کیصورت گری مجہپر مکان میرا

نشان وہ ہین شگافِ کلک کا حساد حرفون مین
کلیجے چاک کرتا ہی ہمیشہ طرزِ بیان میرا

قفس مین مین رہا پہولو پہلی شاخین گلستان مین
عوض میری لگاتی ہین گلی سی آشیان میرا

نگین کیطرح مجکو دوست کیون رکہی نہ ہو نامی
کہ تہہ کے بہی دل مین نقش ہی نام و نشان میرا

قوی دنیا مین کوئی شی نہین ہی ناتوانی سے
پہرایا سر کو میری ناتوان کی پہرتا ہی مکان میرا

کہین ایسا نہو مثلِ حبابِ بحر مٹ جاؤن
نہ چہیڑو وای حسینو دل بہت ہی ناتوان میرا

فلک نقشِ نگین تیرہ بختی ہین یہ تو کچہ ہوگا
اوڑی طبقہ زمین کا تو مٹی شاید نشان میرا

ابہی کمسن ہو تمسے شکل وہ دیکہی نہ جائیگی
چلو سرکو کہ دم دیتا ہی قلبِ ناتوان میرا

محبت ابرؤونکی خوب ہی سیدہا بنائیگی
نکل جائیگا بل سارا دمِ زورِ کمان میرا

نکیونکر بند کردی ضعف میری جان کی آنکھونکو
ڈر نیگی جانکر وہ زخم قلب خونچکان میرا

نجانی تجہسی ضعف پر وسعت زمانیکی
کلیجی کی تڑپ بھی کچھہ کریگی امتحان میرا

زمین سی بیٹھ اوٹھتی ہی کہتا ہون کہ سب سرکین
اوٹھائیگا مری لاشہ کو خود درد نہان میرا

نقوش آب کیصورت برائی نام مٹنا ہی
مین دیکھونتو فلک کبتک مٹاتا ہی نشان میرا

اونہین سی پوچھیی صدمہ سہینگی جدائی کا
کلیجی سی لگائی بیٹھی ہین جو آشیان میرا

سٹی کا کیا کہ مثل خامہ حکاک ہی گردون
قدم کی نقش سی بھی کم ہی کیا نام و نشان میرا

علامت کچھہ بنائی جب شب فرقت مین بولا
نجانی رہگیا کب مر کی قلب ناتوان میرا

شب فرقت کا جاگا تہا نہ دیکھا آنہ اسسی
دکھاتین مجکو آنکھین زخم قلب خونچکان میرا

مثال ریگ ساعت مین نہ اولٹی سانس لین یارب
زمین آخر اولٹکہ بنگئی ہی آسمان میرا

تمہارا ناز پروردہ بھی مثل برگ مردہ ہی
جگر کی اب خبر لو دل تو تہا ہی نیم جان میرا

مثال کلک جب خط دہن ہو کسی کیونکر زبان کھولون
مرا ہی زخم دل بنجائیگا زخم زبان میرا

نکلکر دم شب فرقت نکیونکر تخلیہ کر دی
جگر سی کچھہ کہیگا حال قلب ناتوان میرا

تڑپتی ہین زمین مین رہ رہ کے کیون اوڑتی ہی قبرین
یہین کیا دفن ہونگا دم نکلتا ہی جہان میرا

غزل ۲۴

کہون کیا ایک ساعت جب ہون ٹہر دو گردش زمین
جو کچھہ ہی خوب ہی حال زمین و آسمان میرا

شعر ۱۵

طلسم تہا کہ شعاعون مین آفتاب آیا
ہزار ہات پہ اک ساغر شراب آیا

کہو مغان سی مبارک خم شراب آیا
زمین یہ پاک ہوئی اب کہ آفتاب آیا

نہ شرم ای شب وصل اگر تو خواب آیا
غرض او نہین یونہین نیند آئی یا حجاب آیا

یہ اتحاد تہا قاصد تو کیون عتاب آیا
کہا تہا دل نی جو میری وہی جواب آیا

نزاکتون کی مقابل مین آب آب آیا
غشی جب آئی وہین ہوش مین گلاب آیا

مقابل رخ روشن جب آفتاب آیا
چراغ رو تر بنا اسقدر حجاب آیا

سبب یہ تہا کہ جو مستو نمین انقلاب آیا
جدہر وہ آنکھہ پہری ساغر شراب آیا

شراب پیکی جو بیٹھی تو ذکر خواب آیا
ہماری بخت سی نشۂ مین بہی حجاب آیا

ہمین تو اپنا سمجھتی ہوئی حجاب آیا
یہ روشناس کہا نکلا تہا جو شباب آیا

چھپی وہ آئینہ مین جاکے یہ حجاب آیا
نیا نیا جو وہان عالم شباب آیا

رگون سی سر مین کسی کے فتنۂ شراب آیا
طنابین کھنچ گئین گرد و پیش آفتاب آیا

اجل کہا اوسی ناواقفان فرقت نی
جب ایک عمر گذرنے پہ مجکو خواب آیا

نہ تجہسی آپ بہی اسکی امید رکہیے گا
طلب بغیر تو موت آئی یا حجاب آیا

خدا نہ جوہر شمشیر سی نصیب کری
جگر کو جہان دیا وہ میسر آب آیا

ہین ہی تو تہا سبب استراحت عالم
مری ہی نیند کی ورثہ مین سبکو خواب آیا

ہماری اینسی تر ہوگئی پسینہ مین
جب آئی شرم تو تمکو نہ کچہہ حجاب آیا

بغیر رزق تو تہا ہی زمانہ ای گردون
لگایا قفل کہ پانی پہ ہر حباب آیا

زمانہ تیرہ و تاریک تہا جو زلفون سی
چراغ حسن لیی عالم شباب آیا

جب آئی شرم تو وہ تر ہوئی پسینے مین
پسینہ آیا تو پھر دوسرا حجاب آیا

وہ مست تہا مری ایسی جوش بیہ کہا یا
اور ترکے طاق سے خود شیشۂ شراب آیا

خدا کی شان کہ شرم آئی عکس آئینہ سے
وہ جھینپی ہوئی خود بہی سے جب شباب آیا

نشانِ بخیلی رخ ہی نے لکہا کاغذ
نہ سمجھی کوئی کہ سادہ سا اک جواب آیا

بہر طریق ہوا عاشقون ہی کا مطلب
وہ سوئی چین سی مجکو اگر نہ خواب آیا

اسی ہی اونکی بہی پردیکی حد سمجہہ لین سب
حجابِ چشم مین آیا اگر حجاب آیا

مریضِ ہجر ہون شکوہ ہی گر تو اتنا ہی
عیاد تونکو بہی پہری کبہی نہ خواب آیا

دہمک نے پاؤنکی تربت مین یہ کہا مجہسے
خبر تجہی نہین یہان عالمِ شباب آیا

کسی ہی بات کرین کیا وہ صورتِ تصویر
جو رخ پہ رنگ بہی آیا تو اک حجاب آیا

تمہارے طرح سی اوسکو نہ دیکہتا کوئے
حجابِ چشم مین بیکار کو حجاب آیا

یہ کسکی نرگسِ جادو نی کر دیا ذیقدر
جگہ دی آنکہونمین لوگون نے تو جب خواب آیا

یہی سمجھکے دکھاتی وہ چاند سی صورت
حجاب بھی نہ کیا پردہ جب حجاب آیا

مثالِ ساحلِ دریا بھی بدنصیب ہنو
لبون کو کاٹ دیا وہ میسر آب آیا

پناہ حسن سے ہی عکس آئینہ اوسکے
ہٹا جو غیر یہ وہ عالم شباب آیا

کوئی تو ایسا ہی اوسکو کمال حاصل ہے
کہ نیچی آنکھہ ہوئی سبکی گر حجاب آیا

یہ اونکا روز کا ہی قبر دو ٹرنا کیسا
سمجھہ چکا کہ وہان عالمِ شباب آیا

جہان مین تمسی زیادہ حسین شاید ہے
پسینہ آگیا تمکو بھی جب حجاب آیا

جری کی زخم سی بڑھتی ہی اوسکی ہمت
گڑا ہی جو دل مین سنان آگ پر کباب آیا

شرار کرینگی عاشقونپہ کچھہ چشمک
کمر کسے ہوے جب آگ پر کباب آیا

برنگِ سبزہ تو ضبطِ عطش ہوا ای شبنم
نہ تا بہ آب گیا مین مجھی تک آب آیا

وہ اور لوگ ہین غنچونکی جو چٹک مین سوے
ہمین تو سبزہ صفت زیرِ پا بھی خواب آیا

تگرگ بار ہو گردون تو شکر لازم ہے
جہان کے واسطے بن بن کی دانہ آب آیا

وہی اب آنکھیں ہین جو نیند کو ترستی ہین
تہہ قدم کبھی مخمل کی طرح خواب آیا

کسیکے آنیکا احسان اب نہین مجھپر
لحد پہ جو مری آیا پئے ثواب آیا

بھرا ہوا تھا انجانے یہ کب کا ای گردون
برس پڑا مری تربت پہ جب سحاب آیا

بھرے تھے کوٹ کے موتی اوس آنکھ مین ایسے
کسی بہانے سے جب رو لیئے تو خواب آیا

عدم مین بھی یہی رونا ہے روز کا ماہر
کہ بھر بھرائی ہوئی آنکھ سے حباب آیا

بس یہی کام اونھون نے سحر و شام کیا
پھر کے آنکھون مین تہکی قلب مین آرام کیا

دل کے گھر مین اونھون نے اگر آرام کیا
پھر کے آنکھون مین تماشائی ہر بام کیا

جیسے آئی ہی جوانی یہی دیکھا ہمنے
جاگ کر رات کٹی صبحکو آرام کیا

اسکو کیا کہتی ہین یون جاگ کے کاٹین راتین
وصل کی شب جو ہوئی شام سے آرام کیا

عمر بھر نازا اوٹھاتا تو کوئی سے نہوا
لاش دم بھر کو اوٹھائی تو بڑا کام کیا

شعر ۳	وله	غزل ۲۶

صلح منظور تھی تو حسن کو لڑنا ہی نتھا — عکس کو آئینہ کے بیچ مین پڑنا ہی نتھا

بیکلی جسمین تھی کیون ملتی کہ لڑنا ہی نتھا — جسکو کہتی ہین بگڑنا وہ بگڑنا ہی نتھا

اونسی نظرون مین جو تھی صلح تو مین سمجھا — آنکھین لڑتا جسے کہتی ہین لڑنا ہی نتھا

شعر ۱	کیا ہوا لطف ہوا جو کہ اشارے سے جھکا سرو کو سامنے وہ قد کے اکڑنا ہی نتھا	غزل ۲۷

جلال حسن اونہین نشہ شباب ہوا — جو منہ تھا چاند سا آخر کو آفتاب ہوا

شعر ۸۳	وله	غزل ۲

تم نہ تھی جبتک ہنسی بزم بھی ناساز تھا — چنگ افتادہ جہان تھا اک پڑی آواز تھا

عکس آئینہ بھی ناواقف تھا گو دمساز تھا — خود سی بھی بیگانہ تھا جب دلمین میری ساز تھا

رقص مین رنگین صدا کو جب چمن سنی ساز تھا — پنکھڑی کھلتی کلی کی شعبہ آواز تھا

حاضری بھی اپنی اپنی روز و شبکو ناز تھا
کیا اشارہ اونکی آنکھونکا زمانہ ساز تھا

عکس آئینہ کو بھی تو دعوی انداز تھا
تھین وا آئین تو کسیکی ور کسیکو ناز تھا

ضعف جب ساری مرا ہنگامۂ بزم ساز تھا
چنگ کا نالہ شکست رنگ کی آواز تھا

سوز دل سی جسم مین اعراض کا انداز تھا
جب سینہ آتش پیچ تھا آواز ہی آواز تھا

کھلتی کلیونکو تو اچھا اک ہنسی سی ساز تھا
بو ہوا پر کیون تہی پھیلیا وہ سیہین رنگ ناز تھا

نے تمھارے کیا مزاج ساز ہی نا ساز تھا
چنگ کی نوبت یہ تھی اک بند سی آواز تھا

ضعف مین جب طائر تصویر کچھ ساز تھا
رنگ کا تھمنا بدن پر مانع پرواز تھا

کچھ وہی جانین کہ کسکا حسن ممتاز تھا
جام مین مے تھی اور اونکی آنکھونمین خواب ناز تھا

مثل شہنائی صدا نے ہچپا تو ناز تھا
یاد ہی مین اونکی منھ سے صاحب آواز تھا

ایک رونے پر تمہارے یون بگڑتے تھی لوگ
دوش صرصر پر جنازہ صورت آواز تھا

بوی غنچہ پنگیا تھا کیا مین ہنگام گناہ
لاکھ پردونمین بھی تھا پنہان تو پردہ باز تھا

ہمت مردانگی غم کے شکنجون مین خموش
ضبط سی مین تار جب کہچتا تہا نے آواز تھا

تیرگی شام فرقت مین یہ گم تھی روشنی
دست نالہ مین چراغ شعلہ آواز تھا

لاغری کی دم نکلنے سے ہلی کہیون نہ وہ
ہچکیان مضراب نالہ تار کی آواز تھا

ہیری نالون کا تھین دہوکا تہا زلفون کی ستم
سائین سائین رات کرتی تہی مینے آواز تھا

وہ مری شرم گنہ تہی سرنگون تہی ہتی جو
سب سے منھ جسنی چھپایا تہا وہ میرا راز تھا

سوز دل سی تنگ وڑا تہا یہ مرا فرقت کی شب
منھ کا عالم تہا کہ اک مہتاب آتشباز تھا

سانس دی آخر فلک نے کہکشان کی نام سے
اسقدر عالم مری نالون سے پر آواز تھا

ناز اوٹھا لاش اوٹھانے کا سبب سارا یہ تھا
ناز اوٹھانی پہ ہمین اپنی بہت کچھ ناز تھا

بڑہ گئی خود بینیون سے اور بھی رخ کی صفا
خود وہ گیا تھا آئنہ جسکا جلا پرداز تھا

پہیل کر آیا پہوٹون سی گل رخسار پر
اسقدر کاجل اون آنکھون کا نظر انداز تھا

ہو رہا تہا قتل کرنی کا مری جب مشورہ
منھ تھا ہر سوفار کا اور گوش تیر انداز تھا

ہجر مین سنتا کوئی کیونکر مری فریاد کو
دود دل ہنگام نالہ سرمۂ آواز تہا

قتل ناحق کا ہوا آخر کو بدلا کچھہ نکچھہ
خون زنگ تیغ تہا اور دست صیقل ساز تہا

پیش آتا رستی سی کسطرح گردون دون
جو حسین تہا مجھسی وہ مثل کلہ کجباز تہا

دیکے دل دانستہ کہو کر انسی کیتن پوچھن مین نہ
جان کر انجان بنی کا عجب انداز تہا

دستکاری مین تجہی اظہار کی حاجت نہین
آئینہ شمشیر سی خود حال صیقل ساز تہا

پھوٹتی کیون جگر برنگ بو نہ آخر بات بہی
غنچۂ گل مین تہی نکہت میری دلمین راز تہا

وہ تو وہ بیخودی مجھہ تک نہ آئی کچھہ صدا
ٹوٹنا دل کا مری کسطرح بے آواز تہا

اونگلیان کانونمین دیکر پڑ رہا تہا کسطرح
بولتی راتونکا سننا نامراد مساز تہا

تیر چل جاتی تہی اولٹی خونکی دہارونکی ساتھ
سخت جانونکا نشانہ خود بہی تیرانداز تہا

شوق کی نظرونسی کام اپنا جو کرنا تہا کیا
بیخبر کیون اونسی اوٹنا اونکا خواب ناز تہا

اک اشارہ مین قلم کی کہنچ گئی کیونکر حضور
آپکو اپنی کشش پر بہت کچھہ ناز تہا

ایک دن بھی تہا یہ زورِ ابر و باد و دودِ آہ — خود چراغِ زیرِ دامن شعلۂ آواز تہا

دیکھہ تو حسرت سے مین کیسی لگی جاتی تہی پیٹھہ — کون تربت پر مری محوِ خرامِ ناز تہا

وائے بیدردی نہ آیا او سپہ بھی کچھہ مجہپہ رحم — قوس سے کتنا گریزان دستِ تیر انداز تہا

خدمتِ ظالم لگا دیتی ہی دہبا کچھہ نہ کچھہ — تیغ جب وجلی (?) تہی میلاد (?) صیقل ساز تہا

کیون نہ ہو جاتا فنا طعنِ زبان سے ضعف مین — مجکو آوازہ شکستِ رنگ کا ناساز تہا

اتنی مدت تک تو سے رکہی تہی امانت اونکی بات — کچھہ نشان تہی و سمجھہ دلمین جہان پر راز تہا

سایۂ طائر کی صورت حسرتِ نالہ رہی — کہل کے رہجاتا نہ کیونکر منہہ بھی آواز تہا

رہگیا تہا کیا یونہین خالی پہڑک کر قید مین — تیلیونکی جا قفس مین ہر پرِ پرواز تہا

آئینہ لیکر مین اونکی ہاتھہ سے نادم ہوئے ہین — ایسی ہی کوئی ادا تہی جسپہ اونکو ناز تہا

میرے آگے تیلیان توڑین نہ قیدی قفس — زورِ بازو پر کبہی مجہکو بہی اپنی ناز تہا

کیونکر اب میرے نشانے مین خطا کرتے خدنگ — گوشمالی کمان مین دستِ تیر انداز تہا

کس سے پوچھون زہر تہا دونو مین کسکا تلخ تر
منھ مین افعی کے تہا چھالا میرے دلمین راز تہا

دل پہ جو گذری وہ رنگ رُخ نے منھ پر کہدیا
وہ چھپاتا کسطرح سے زرد جسکا راز تہا

دیکہتی تہی خود جوانی اولٹی آنکھو نسے اوسے
فرق پر اونکی کلاہ کج کا وہ انداز تہا

یاد ابرو مین جو ٹہری مثل نالہ دوست بہی
آنچ تہی تلوار کی یا شعلۂ آواز تہا

ذکر کیا اونکا خود اپنی ادا پر گر پڑی
جہلکی دکہلا کر پلٹ جانیکا وہ انداز تہا

میری مرجانیکا دہوکا کیون نہوتا ہجر کو
شب بہی سناٹی مین تہی اسطرح بی آواز تہا

بوجہہ اونکا خود لو نہین کے سر پڑا انجام کار
وہ اوٹھائے لاش تھے لاشہ اوٹھائے ناز تہا

طائر تصویر ہون کیونکر چہپاتا در قید
رنگ کا اوڑنا دلیل حسرت پرواز تہا

بعد بربادی کہلا مجہپر کہ انسان تو نہتا
بوئے گل یا گرد رہ یا دود یا آواز تہا

آتی دیکہا تیر اور اپنی نہ جا سے ہل سکا
یون نظر گاڑی ہوے مجہپر قدر انداز تہا

مثل نقش پا ہوا آخر وہین پیوند خاک
لوگ اوٹہاتے کسطرح کیا مین تمہارا ناز تہا

پہلی او ناوک فگن تیری نظر ہی تھی ہدف
کچھہ خبر اپنی ہی تھی مجھپر جو تیر انداز تھا

زور بازو نے کیا تھا بوئے غنچہ جب مجھی
سو قفس تھی پر نہ اک ہی بالغ پرواز تھا

پیچھے ہٹنے پہ ظالم کے گمان نیک گر
جو کشیدہ تھا وہی تو ہات تیر انداز تھا

ہات اپنی اینٹھی جاتی ہین گیا ہین سے نزع مین
ہمکو اعضا کی رفاقت پہ کیسا ناز تھا

جاؤ بیجا کچھہ نہ دیکھا اسطرح لیٹی ردا
تھا جوانی کا جو سونا قہر کا انداز تھا

بند ہوتے میکدہ کی راہ کیونکر واعظو
جب نظر کی در شان باب توبہ باز تھا

اب جانین کسکی سازش سے گئی جنت کی چیخ
اک بناوٹ کی غشی تھی ایک خواب ناز تھا

آفرین دل کو کہ اسکی بہی تھی کچھہ بساط
ایک عالم نے اوٹھایا جسکو وہ ناز تھا

سخت جانی ہو گئی میری عبث رسوائی خلق
دم بہلا کیونکر نکلتا روح پرور ناز تھا

حسن کی نیرنگیاں دیکھین مگر سمجھی نہ یہ
شعبدہ تھا سحر تھا جادو تھا یا اعجاز تھا

حال ترشتہ کا سر تسبیح سی آخر کھلا
کیون نہ آتا اک زبان پر عقدۂ دلہای راز تھا

مورد انتظار ہر دم ہو گئے ڈر انجام سی
بعد ناوک تہا ہدف پہلی نظر انداز تہا

چشم زخم جوہر شمشیر سی آخر ہوا
کتنا ہلکا خون کا تیرا شہید ناز تہا

اونکی چھیڑین کچھ یہ چلی جاتی جو تہین تیغ سے مین بہی
چشم کی گردش سہی گہوارہ مین خواب ناز تہا

اور تہین باتین جہان اک تہمت نالہ بہی تہی
بولتی تہی رات فرقت کی مین نے آواز تہا

کاندہا دیکر ضد مری کہاتی تو سب کہنے لگے
پاؤن پھیلاتا نکیون آخر شہید ناز تہا

ای معاذ اللہ سبکی پر یہ سنگینی مری
ایک عالم سی نہ اوٹہا جو وہ میرا ناز تہا

کاندہا دینی کی تو چرچے ہو رہی تہی راہ مین
لاش اوٹھا جسکو جاتی تہی وہ کسکا ناز تہا

گم ہوئے تھے ہوش جب غیرون مین تو کوئی نہ تھا
ایک مین تہا دوسرا دل تیسرا خود راز تہا

ہنسی ہنسی گوش وہان خلق سی لب دربدر
ناز پرورده دل عشاق کا جو راز تہا

بھولنی والونکو رحمت کی ملی آخر سزا
آسمان ہر قطرۂ باران سی تیر انداز تہا

زخم اپنی دلکی بہی دیکھا و ناوک فگن
مین بہی اپنی پاس کی نظرون سے تیر انداز تہا

پھر ادا تھی آفتِ جان اپنی اپنی وقت مین
دنکو آنکھونکی اشارہ سی شکوہ خواب ناز تھا

ونیم باز آنکھونکا رکھنا بھی مبارک ہی ادا
دیکھتی تھی خود جیسے کیسا وہ خواب ناز تھا

غزل ۲۹

ای معاذ اللہ ماہر تھا وہ عاصی ہر مین
رحمتِ باری کو جسکی مغفرت پر ناز تھا

شعر ۴۴

جب ہی تھی تو کچھ حسن بھی تھا جلوہ گری کا
شیشہ تو اب او تر اہو جامہ دری کا

کیون سبکو گمان ہے مری اشکونکی تری کا
پانی ہی چرایا ہوا زخم جگری کا

یہ بھی ہے نشان چرخ کی بیدادگری کا
داغونمین جو ہے رنگ گل نیلوفری کا

کیون غم نہ سلادی مجھی پیرانہ سری کا
جو آہ ہی جھونکا ہے نسیم سحری کا

قائل ہوئین کیا برق تری جلوہ گری کا
کچھ یاد ہے ہنسنا مجھی زخم جگری کا

غل صبح قیامت کی تھی کیون جلوہ گری کا
کافور اوڑا ہے مرے زخم جگری کا

خود انکو بھی دھوکا ہوا اشکونکی تری کا
کچھ دل جو پسیجا مری درد جگری کا

نشہ مین اثر بھی نہین سوزِ جگری کا — سنتی تھی مزاج آگ بگولا ہی پری کا

خود رنگ ہی شاہدِ فلکِ نیلوفری کا — زنگار اوڑا ہی مری زخمِ جگری کا

بادہ جو پیا اونکی پسینی کی تری کا — ٹھہرا نہ کبھی پاؤن نسیمِ سحری کا

بوٹا سی کسی قد کا ہے کب اشک مین جلوہ — نگ دستِ مژہ مین ہی عقیقِ شجری کا

ترٹی ہی تو تبھی کسوقت مے سرخ کے شیشے — انگور بندھا جب مرے زخمِ جگری کا

ای برق کبھی مین بھی تو ہی رو دون صفتِ ابر — مجکو بھی تو کچھ شغل ہی سوزِ جگری کا

سچھولونکی رگون نے بھی دیا خون چمن مین — نشتر جو پڑا اوج نسیمِ سحری کا

کشتی کی طرح ڈوبے لگے چرخ پہ تارے — دریا یہ چڑھا صبح کو شبنم کی تری کا

پھولونکی بھی ہر شاخ کی زانو جھکی ہین — کچھ غل جو سنا ہے مرے سنے بالِ پری کا

ای وحشتِ دل مرنیکو تکر ہون ہوا پر — ہون خاک پہ عالم ہی وہی جامہ دری کا

اولٹین ہین صفین ہوش نہین ایک بھی باقی — ہی کا تھا یہ جلوہ کہ جھگڑا تھا پری کا

پھولونکا یہ ہی رنگ کہ خود منھ کو دیتی ہین
پیارا یہ طمانچہ ہے نسیم سحری کا

کیون خون دل اب ہووے نہ ناب نظر مین
ہر آبلہ انگور ہے زخم جگری کا

لالی وہی آخر کو ہوئی حسن رخ گل
کیا قہر طمانچہ تھا نسیم سحری کا

کچھ یہ نہ کھلا میکدہ دہر مین ہمکو
تھا قلب کہ شیشہ مے خون جگری کا

صحرائے قیامت جسکی کہتا ہے زمانہ
اک وہ بھی ہے دامن مرے زخم جگری کا

جانیسی شب وصل کے کیا دل ہی بجھا ہی
تارونپہ بھی عالم ہی چراغ سحری کا

گر آبلہ کوئی بہی کبھی پھوٹ بہا ہے
دل بیٹھ گیا ہے مری پیرانہ سری کا

ہر چیز نکیون حشر مین ہو آگ کے مواب
بازار وہ بھی ہے مری سوز جگری کا

غل سیر کا ہے گھر سی نکل آئی ہین معشوق
جاتا ہے جنازہ مرا یا تخت پری کا

یون لخت جگر رونمین کا ہیکو ہون ضایع
دل کوئی جو رکھ لے مری پیرانہ سری

پھرتے ہو تو پتلی پہ قدم مثل مژہ ہون
ارمان ہے آنکھو کو بھی درد جگری کا

ہلتا ہے نہ سر ہی نہ پھری جاتی ہیں آنکھیں
ڈھلتا ہے یہ منکا مری پیرانہ سری کا

سبزہ کو جگہ سینہ پہ کیونکر نہ زمین دے
اوترا ہوا پھاہا ہے یہ زخمِ جگری کا

پتی کوئی ہلتی ہے جو جنبان ہے کوئی شاخ
کچھ طرفہ اثر ہے مری بے بال و پری کا

آبیٹھتے ہیں دل میں مرے ناز سے جب وہ
آنکھوں میں مزا آتا ہی دردِ جگری کا

ساقی سے کہو شیشوں سے ہشیار ہوا ہی
انگور پھٹے گا مرے زخمِ جگری کا

کیون سر کی سفیدی کی گری ہوتی ہے تر طیا کے
دن ڈھل نہیں چکتا مری پیرانہ سری کا

سنتا ہوں نہیں کہتی ہیں شب ہجر کے عاشق
جاتا ہی ہوا اونہیں کہیں تخت پری کا

سر کی ہی رہ جنگی کوئی اونسی یہ کہدے
سونا ہی جوانی کا ادھر آن سنجری کا

برگ گل تر لوٹ کے گرتے ہیں زمین پہ
اللہ اثر یہ مرے بے بال و پری کا

دل گل کیطرح چاک ہو سبزہ کا چرخے ہر
کانٹا نہ چبھی موجِ نسیمِ سحری کا

ٹلجائیگی یہ صبح بھی محشر کی سحر سے
دن طول کریگا مری پیرانہ سری کا

کیوں سینک ندیں آبلی ہر بار تپک کے
کافور کی بُو کو تو ہوا آکے سنبھالی

صُرہ نہ کوئی تھا مری دردِ جگری کا
ہات ایک نے پکڑے مری پیرانہ سری کا

غزل ۳۰

یہ رنگِ شکستہ سی صدا آتی ہی ماہر
ٹوٹا ہوا دل ہی مری پیرانہ سری کا

شعر ۸۱

ردیف با

بی کرن کیا میر بجان حسن چراغِ آفتاب
کو ہلیں پھوٹیں تو دیکھو سیر باغِ آفتاب

ای فلک مستی ہی تو سیکھی کر حفظ چراغِ آفتاب
بال ہی انکی نظر بھر ایاغِ آفتاب

کیوں شفق کوں ہی یہ رنگ حسن باغِ آفتاب
ہیں شعاعیں موجِ صہبا ہی ایاغِ آفتاب

ای نہی صانع رہی صنعِ چراغِ آفتاب
دست کاری سی کسی نکی گل ہی باغِ آفتاب

کسکی نظریں تھیں خطِ نور چراغِ آفتاب
بال ڈپٹیسی رسا آخر ایاغِ آفتاب

صبح وصلت ہی تھمو دیکھو ایاغِ آفتاب
پھول کو پھوٹی کرن گتی ہی باغِ آفتاب

یہ سمجھہ نکری کرن سے جب بجھے داغِ آفتاب
خانہ زادون ہی نے لوٹا خانہ باغِ آفتاب

مست کیون ہون اب نہ جو پائی سراغِ آفتاب
دہوپ پہیلی ہے کہ چھلکا ہے ایاغِ آفتاب

اب کسی سے کیا ملے گردون وداغِ آفتاب
ہین شعاعین اونکی مژگان چشم ایاغِ آفتاب

میکشون بے غل ہو گیا شکل ایاغِ آفتاب
جام جب ہوگا کہ خالی ہو دماغِ آفتاب

کیون نہ شب جا کر ہو ہنگام چراغِ آفتاب
دور چشم مست ہے دورِ ایاغِ آفتاب

چشم میگون مین ہے وہان عکسِ چراغِ آفتاب
اب کسی سے کیا ملائے آنکھہ ایاغِ آفتاب

کیون شفق گون ہو نہ دریاے صبحدم آسمان
نیچی نظرین بھی تو دیکھین سیرِ باغِ آفتاب

یہ سمجھکر ہو شعاعِ صبح پر نازان فلک
ہین فتیلے لاکھہ اور اک ہے چراغِ آفتاب

دل ہے آئینہ تو ہو وہین شریکِ حالِ غیر
جسطرح ہے سینۂ دریا مین داغِ آفتاب

شوق کی نظرون نے مستون کی بچایا اسکو فلک
آنکھون آنکھون مین نہ پہچانین ایاغِ آفتاب

یاد آیا جب شفق کی سیر مین دریا دونہین
بنگئے خطِ شعاعی نہرِ باغِ آفتاب

خسروِ اقلیمِ مے ہون ہے یہ ادنیٰ سا وقار — سر پہ رہتا ہے مرے تاج ایاغِ آفتاب

ساقیا بے نشہ ہے تاریک نظرون مین جہان — کاسۂ سر مین جلادے اب چراغِ آفتاب

میکشون تک صبح سے آئے تو ہین تا شعاع — سلسلہ پا کر نہ بیجائین ایاغِ آفتاب

کیون نہ چھپ جائے نگاہِ خلق سے اے میکشو — شب کو میخانہ مین جلتا ہی چراغِ آفتاب

تیرہ شب ہی نہ حقیقت مین ہے گر ایّامِ دہر — آسمان پر دنکو جلتا کیون چراغِ آفتاب

منہہ ادہر اونکی نگہہ پر کیون نہو سیرِ شفق — کچھ کرن ہی لوٹتی ہی حسنِ باغِ آفتاب

گو دکھے پاؤن ہے رکھہ دنیا مین امیدِ شکست — ہی خطوطِ نور سے پر مُو ایاغِ آفتاب

کیون فلک اسپر بھی با نہ ہو سیرِ عالم مین نہین — شب کو چھپ جائے جلے دنکو چراغِ آفتاب

کس نگہہ سے شرم وہ صبحِ شفق گون تک گئی — بنگیا اک گل سمٹکر حسنِ باغِ آفتاب

اک تمہین پایا جہان بھر مین حسین اس عمر مین — جب ہوا جویا فلک لیکر چراغِ آفتاب

کیون بخارِ دل نکالی آتشِ فرقت نہ چرخ — کھو گیا ہم صورتِ دینار داغِ آفتاب

صبا جہان غم یوہین دیتی ہین غیرونکو بھی غم
جسطرح آئینہ مین ہو عکس داغ آفتاب

اتنی خیل چرخ لینی آئی ہی فرقت کی شام
دفن کر دی صورت دینار داغ آفتاب

ہی غرض اتنی شراب آتشین سی ساقیا
وہ چڑھی نشہ کہ جو سینکے دماغ آفتاب

فیض پاکر سرکشی استاد سے اپنے نہ کر
نور بخشش مہ ہی گل ہو کر چراغ آفتاب

میری داغ آتشین سی ہو تا خوفناک
تھر تھراتا اسقدر پہر کیون چراغ آفتاب

عزم رسوائی سی میری آسمان رسوا ہوا
اک لگا دہبا شفق کا ایک داغ آفتاب

ہو صفائی دل تو غیرون سے بھی حاصل ہو فروغ
ہی چراغ مسکن دریا چراغ آفتاب

آجتک سرعت چلی آتی ہی نبض برق مین
ابر نے اکدن چھپایا تھا جو داغ آفتاب

عمدہ ہوتا نہ گر عالم تو ای گردون دون
کوئی تو کہتا کہ ہنستا ہی چراغ آفتاب

طبع نورانی مین جو یا عیب ظلمت کا نہو
تیرگی کیسی تہہ پائی چراغ آفتاب

اتنی جلدی مست آئے میکدہ مین صبحدم
تھا ابھی ستہ ہی مین عکس ایاغ آفتاب

ناز کی اونکی جو ہوتی تجھمین اے تارِ شعاع
چھوٹ پڑتا ہاتھ سی سو بار ایاغِ آفتاب

حسن اونکا گر لگا دیتا نہ دہبا اے فلک
جا کے شبنم باغ سی دہوتی نہ داغِ آفتاب

گر بہارِ دہر کی کچھہ اصل ہوتی اے فلک
گلفشان ہوتا کسیدن تو چراغِ آفتاب

جب زرِ انجم بخیلِ چرخ کو اتنے ملین
شبکو خوردہ کیون نہو دینارِ داغِ آفتاب

شامِ فرقت کا اثر ہی ای فلک کیسا غروب
تیرگی ملنی نہین دیتی سراغِ آفتاب

ہونہین رندِ آسمان پوچھو نہ گرمی مزاج
میری ہونٹونکا ہی تبخالہ ایاغِ آفتاب

نام جسکا وہ کری روشن بجہائی اسکو کون
روز دریا مین بھی جلتا ہی چراغِ آفتاب

میری عالی ہمتی سی اے فلک کیا ہے بعید
نشہ گر چڑہکر کری سیرِ دماغِ آفتاب

کی نہ شرکت سوزِ دل مین ایک نے غیر از شعاع
رشتہ دارون ہی کو تھا کچھہ سوزِ داغِ آفتاب

دل جلونکی کب نظر پڑتی ہی حسنِ باغ پر
دل مین لالہ کی چھپا ہی رنگِ داغِ آفتاب

جسمین جو دہبا لگا دیکھا نہ پھر چھٹتی ہوئی
آسمان دہویا کری دریا مین داغِ آفتاب

ساقیون کا اب گلہ کس سی کرون وای شام ہجر
گر گیا جب چشم پوشی خود ایاغ آفتاب

سوز دل مین کیون نہ گذرین زندگی کی دن مری
کھولکر آنکھین جو دیکھا تہا تو داغ آفتاب

مست کیون جامہ سی باہر ہون نہ اتنی تار شعاع
موج مئی خوبی ہی بہرون ایاغ آفتاب

شب کو زیر خاک جانا تہا تو یہ ہوتا فلک
اک اندہیری قبر مین جلتا چراغ آفتاب

آنکہ اوٹہا کر بہی نہ دیکھا اک حسین نے ای فلک
کیا بنا تہا خاک سی میری ایاغ آفتاب

حیف ہم انسان ہو کر عیب تو لوگون کی کہول
اور ڈرکے دامن مین چہپایا خاک داغ آفتاب

ہوز مین ساہی تہی قسمت فزای بادہ کشو
گر ملا بہی منہہ سے تو خالی ایاغ آفتاب

کیون جلون گرمی سی می کی مانند مثل روز حشر
مین نہون ہو لب بہ لب لبریز سی ایاغ آفتاب

ہین شعاعین یا نگاہو نکین یہ جاتی ہی صبح
دست نازک پر یہ کسکی ہی ایاغ آفتاب

یہ سمجھکر بزم مین ساغر کو آنے دیجیے
بوسہ لینے لب کا آیا ہی ایاغ آفتاب

گرو ضعیفی سی ہون ڈہلتا دن بگڑا ہی آسمان
دل بجہی میرا تو بجہہ جای چراغ آفتاب

دفن زیرِ خاک ہوتی ہی کہلی گیسوی شب
لے کے ہاتہون نکلا یہ کشتہ تہا چراغِ آفتاب

بیٹھی ہین زیرِ فلک پچہلی ستی اس شوق مین
صبح ہو چہوٹے لیے شفق چہلکی ایاغِ آفتاب

آفرین مستونکی دم بہر نیکلوای تارِ شعاع
کچہہ تو کہینچ آئی ہی صہبای ایاغِ آفتاب

کیا کہون اوجِ کدورت کو مین ای بادہ کشو
گردِ غم بیٹھی تو ہو دُردِ ایاغِ آفتاب

روزِ روشن کی گردشونکو کیون نہ دو آنکہون جا
دورِ چشمِ مست سے دورِ ایاغِ آفتاب

دیدہ ای اپنی دستِ نازک سی مجہکو ای شعاع
گر نہین ہاتہون سے تہم سکتا ایاغِ آفتاب

ای فلک دفنِ شبِ فرقت کا دیکہا کچہہ اثر
زنگ آلودہ ہوا دنیار داغِ آفتاب

دیدنی پہر روز و شب ہوتی مزا دیتی شراب
ساتہہ آنکہونکی اگر پہرتا ایاغِ آفتاب

میکشی کیسی فلک وس چشمِ میگونکی قسم
آنکہہ بہر کر بہی جو دیکہا ہو ایاغِ آفتاب

دردِ انجم تک نچہوڑا جذب سی ہنگامِ صبح
خاکِ میکش سی بنا تہا کیا ایاغِ آفتاب

چار آنکہین کبہی ہین میکش تو ہی لطفِ سحر
چار گوشہ ہین جہانکی چار ایاغِ آفتاب

کچھ صدائی رعد کا مطلب ہی سمجھو میکشو
کان بھرتا ہی فلک وقت ایاغ آفتاب

کیون صدا رعد سی کہتی پڑی مستون کی چوٹ
کیا بجا کر برق نی دیکھا ایاغ آفتاب

کیون شعاعونکو نہ راہ دل کہون اے میکشو
یہان پلکین پلکین وہان چھلکا ایاغ آفتاب

دیکھہ انگشت شعاعی چرخ اشاری کو سمجھہ
ہون مین ہی مستون مین ذی حق ایاغ آفتاب

ای شفق مجکو تری ہی غنچہ ناحق کی قسم
دل بجھا ہون مین کیونکا چراغ آفتاب

دین ساغر کان اس سنی کی ہی مشتاق ہین
آنکھین ہی پھوٹین اگر دیکھی ایاغ آفتاب

کہدی شیم توڑتی مستون لیے سی تار شعاع
بال کے بھر فرق پڑا اب ہی ایاغ آفتاب

دھوپ مستونکی طرح گہٹ پڑہ ہین کیون ساقیو
آسمان پر کیا چھلکتا ہی ایاغ آفتاب

شعر ۹	جا پڑین یاں ہر عجب کیا مست ہین مثل شعاع ہاتھ بھر کی فاصلہ پر ہی ایاغ آفتاب	غزل ۴۲

ردیف بائی فارسی

جب بلند اپنا ہوا نام و نشان آپسے آپ
بنگیا مثل حبابون کے مکان آپسے آپ

کیون نہو سبکو تڑپنے کا گمان آپسے آپ
مٹگیا ہے مری تربت کا نشان آپسے آپ

برہمی کی نہ کوئی بات نہ باعث نہ سبب
بگڑی جاتی ہو کچھ ای جان جہان آپسے آپ

غزل ۳۲

نام لین پیاس کا کیا زخمی تیغ الفت
منھ سے فوارہ نکلی ہی زبان آپسے آپ

شعر ۱۵

ردیف تای فوقانی

کون بڑھ سکتا قیامت تھا قد دلجوی دوست
ایڑیون تک آ کے آخر رہگئے گیسوی دوست

اس ادا سے قتل ہوتا ہون تہ زانوی دوست
لیتے جاتے ہین بلائین منھ کی خود گیسوی دوست

ہی یہ حسرت قتل ہون تو یون تہ زانوی دوست
لوٹتی جاتی ہون منھ پر ذبح ہین گیسوی دوست

یون جھکا وہ ذبح مین ای سخت جانی روی دوست
حلق پر خنجر ہوا و خنجر پہ ہون ابروی دوست

اف رے جذب دل او تڑا آئی شبیہ روی دوست
میری نظروں سے جو آئینہ نی دیکھا سوی دوست

اُف رے جذبِ دل مری خنجر بنگئی ہی خوئی دوست
ڈھونڈھتا پھرتا ہوں اوسکو میں تو مجھکو بوی دوست

کیا خبر کل کی کہ ہوا انجام سر چڑہنی کا کیا
آگئے ہین اٹریوں تک آج ہی گیسوی دوست

مردمِ آبی پھنسے خود گردشِ گرداب مین
بازوؤنکی مچھلیان پھرکے آئین سوی دوست

انتہا ہے ہوگئی اے سخت جانی رحم کر
پڑگئی خنجر مین بھی بل صورت ابروی دوست

سختِ جانی بھی مزا دیگی ہماری قتل مین
حسن بڑہجائیگا جب بھر جائینگے بازوی دوست

دستِ قاتل کو بچان دیکے کہتا ہون یہ خود
ایک گز اب اور بڑہا اے قوتِ بازوی دوست

ایک ہی گردش مین گذری حلق سے خنجر کی دھار
چوم لیتا میں بجا ہے کوئی بازوی دوست

نام سے خط کی نظر آنیلگی رخ پر نگاہ
اسقدر آنکھیں جما کر مین نے دیکھا سوی دوست

مجھپہ تو ہتیار ہی بھی قتل کرنیکے لیے
حسن یہ ہی بھر گئے خود دست سے بازوی دوست

غزل ٣٣	حسن اور تابِ کششِ ماہ مہر خلاف عقل ہے شانہ کے کھچنے سے کتنا چڑھ گئے بازوی دوست	شعر ٢٥

ردیف حاء

تن کو ضرر نہ اشکو نسی پہونچا کسی طرح
گھر سیل سی گرا نہ ہمارا کسی طرح

حل رُوح کا ہوا نہ معمّا کسی طرح
آفت کا تھا طلسم نہ ٹوٹا کسی طرح

دل علم سی بھرا نہ ہمارا کسی طرح
دریا سی بھی یہ جام نہ چھلکا کسی طرح

پہونچا پتوں سی دل کو نہ صدما کسی طرح
شیشہ یہ سنگ سے بھی نہ ٹوٹا کسی طرح

گر دل گرفتگی مری پاتا کسی طرح
کھلتا بہار مین بھی نہ غنچا کسی طرح

سن بارِ معصیت پہ نہ ٹھرا کسی طرح
لنگر سی بھی رکا نہ سفینا کسی طرح

پیچاؤن آنسوؤنکو یہ امرِ محال ہی
اولٹا کبھی بہیگا نہ دریا کسی طرح

ظاہر ہوا نہ داغِ نہان قمت و شیب بھی
دن کو بھی آفتاب نہ نکلا کسی طرح

مثل عصا تھا کیا مین گہ نگاہ دہر مین
دی دستگیر پاؤن نہ اوٹھا کسی طرح

تا چشم لیکی دل سی ہا آب اشکِ غم
اوترا کبھی نہ چڑھکی یہ دریا کسی طرح

چاک اسطرح کرین گے ہم بھی جسطرح غبار
وحشی جو پائین دامن صحرا کسی طرح

کمبخت جان کو غم نے نچھوڑا تمام عمر
پتھر کا تھا جو نقش نہ بگڑا کسی طرح

کیون فرطِ ضعف سے نہ زمین گیر مین ہون
اوٹھتا نہین ہی نقشِ کفِ پا کسی طرح

دلمین نہ رہ سکیگا کبھی آبِ اشکِ غم
کوزے مین بند ہوگا نہ دریا کسی طرح

کم اشک تیریون سے نہوگی تری چشم
صرفِ حباب ہوگا نہ دریا کسی طرح

حیرت ہی آنسوؤن سی ہوا سوزِ غم نہ کم
آتش کو آب نے نہ بجھایا کسی طرح

مہندی ہین آشنا کے نگیون مین پھنسا رہون
دریا نہ دامِ موج سی نکلا کسی طرح

ای بیخودی مزہ کی نہوتی جو مجکو یاد
کانٹا سا دلمین پھر نہ کھٹکتا کسی طرح

چنبر کیطرح سوزِ درون نی کیا جو گرم
چہرے پہ کوئی رنگ نہ ٹھہرا کسی طرح

بعدِ فنا بھی نظرون مین صورت رہی مری
وہ نقش ہون جو بنکی نہ بگڑا کسی طرح

گرمِ سخن رقیب سے ہوتی وہ گر نہ وہان
پیمانِ دل کا آبلہ نہ ٹپکتا کسی طرح

ای ضعف درد دل سے میں کیا بنگیا ہوں ابر
مینہ برسا آنسوؤں کا جو اوٹھا کسی طرح

چین جبین کو محو کروں کسطرح سی میں
مٹتا بھی ہی نصیب کا لکھا کسی طرح

اچھا ہوا کسیکی جو دل سی ملا نہ دل
بچتا نہ لڑکے شیشے سے شیشہ کسی طرح

غزل ۴۳

روتی میں گرد غم کو تو ماہوا عروج
ورنہ غبار منھ میں نہ اوٹھا کسی طرح

شعر ۱۲

ہی تکدر کسی کی دل میں مجھ سے مکدر کیطرح
ہر نفس ہی یہان غبار آلودہ صرصر کیطرح

تیز دم کیونکر رہی ہمپر نہ خنجر کیطرح
جان سخت اپنی ہی تیغ غم کو پتھر کیطرح

سوز غم سی ہی جگر بہی دل ہی اخگر کیطرح
سینہ ہی مجمر تو آہین دود مجمر کیطرح

ضعف سے کسکو جہان مین مجھسے لاغر کیطرح
چوٹ مجکو پہول سی لگتی ہی پتھر کیطرح

فرش خاکی پر ہی تکیہ مسند زر کیطرح
فقر مین اپنی گذرتی ہی تونگر کیطرح

تیزی تحریر سی انگلی مین لاغر کٹ گیا
زیر تیغ خامہ تہا کیا خط مسطر کیطرح

سوزشِ غم سی سراپا ہون پھوڑا ہجر مین
ہی ہر اک موئی بدن ہی جسکو نشتر کیطرح

سبزۂ عارض ہی وہ دلچسپ گرد دیکھین حضور
آئنہ مین عکسِ خط رہجائی جوہر کیطرح

ہی جو نقشِ فصلِ گل اکی کہ ہر محفل ہی باغ
شمع کا شعلہ شگفتہ ہی گلِ تر کیطرح

ابرِ نیسان طبع دریا نظم مین غواص ہون
ذہن ہی مثلِ صدف مضمون ہین گوہر کیطرح

صاف مین ہی ہوگیا قلبِ صفا کو دیکھکر
آئنہ گر ہی یہ آئینہ سکندر کیطرح

فرقتِ جانان مین آئے ہتھ کو کیونکر دل مرا
پابگل گردِ الم مین ہے صنوبر کیطرح

موجِ اشکِ غم ہین نالی طبل آہین ہین علم
ہی غبارِ دل ہمارا گردِ لشکر کیطرح

ضبطِ گریہ مین ہی مجکو ضبط جو مدِ نظر
موجزن ہین اشک آنکھون مین سمندر کیطرح

شمعِ داغِ ہجر کی سوزش ہو آتش مین اگر
پر سمندر کی جلین پروانے کے پر کیطرح

ناتوانی مین ستم ڈہاتی ہی آہِ سرد اور
گرتی ہین آنکھون سی آنسو جسم کے پتّھر کیطرح

تہا وہ لاغر دیدہ سی اونکی جو کچھ پانی پھرا
تب ہوا مین تارِ اشکِ دیدۂ تر کیطرح

فکر مین باریکیِ مضمون کی ٹپکا ہے یہ سر
کاسۂ زانو ہی پر مُو کا سہ سر کیطرح

دل گرفتہ کب رہا افتادہ ٹھاکر مین چرمین
کھل گیا دل بندِ اشکِ بیدہ تر کیطرح

رہنما سمجھے نہین مجھ لاغر کو کیون اہلِ سواد
صفحۂ عالم مین ہو نہین خطِ مسطر کیطرح

مین وہ سالک ہون چلا ایسی رہِ حسنِ سلوک
لیگئے رہزن مجھی منزل پہ رہبر کیطرح

سختیونکی کھوف نے مشکل سے توڑا دل مرا
یہ وہ شیشہ تھا جو ٹوٹا بھی تو پتھر کیطرح

کون ہے بحرِ جہان مین جو مرا دشمن نہین
تشنۂ خون موجِ دریا بھی ہے خنجر کیطرح

صاحبِ عزت سمجھکر دیگا گردش آسمان
آبرو غلطان کریگی مجکو گوہر کیطرح

زندگی سے زہرِ غم مین کیون نہ رکھون خلش
دلکی چھوڑیگی رگِ جان بھی ہے نشتر کیطرح

ہون وہ بلبل گر قفس مین عشقِ گل کا دم بھرون
خود کھنچ آئی بوستان سے بوئے گل تر کیطرح

سامنا پیدا نہ ہونیکا ہی تھون کیونکر مین نزار
جیبِ تن کو اوڑائی آہ صرصر کیطرح

ناتوانی نے سبکِ تابوت یہ میرا کیا
لیچلی بادِ صبا بوئے گلِ تر کیطرح

دلکو اپنی صاف کر تو بشکل آئینہ
خلق مین شہرت ہو تیری ہی سکندر کیطرح

خسرو ملک جنون ہون تاج زر سی عار کیا
داغ سودا میرے زیب سر ہی افسر کیطرح

اضطراب دل گیا جب قتل قاتل نی کیا
راحتین خنجر نی دین آغوش مادر کیطرح

یاد بحر حسن مین رویا جو فرش خواب پر
تر ہوا بستر مرا پانی کی چادر کیطرح

خود بخود پہونچیگا اونتک میری بیتابی کا حال
خط شوق اوڑ جائیگا میرا کبوتر کیطرح

دوستون نی بہر کی آہ سرد میری جان لی
شمع کی پروانی بھی دشمن تھی صرصر کیطرح

خانہ آباد کیے نظم کو اپنی دلا
ہین بکمین گویا معانی بیت مین گھر کیطرح

کیون نہ اونکو بزم مین سب اک زبان کشتہ کہین
ہین بغیر شعلہ شمعین جسم بے سر کیطرح

شور انگیز دو عالم کیون نہو میرا کلام
تر زبان ہون مین زبان موج کوثر کیطرح

ق

کونسی بیکس کا ہی بیڑا یہ خشکی مین تباہ
جسکی غم سی ہی تلاطم بحر مین بر کیطرح

موج مین مثل ماہی بی آب ہین ساری طپان
ہر حباب بحر ہی ہی دیدۂ تر کیطرح

کشتئ طوفان رسیدہ فرطِ غم سی ہین بھنور	جوش زن رہ رہ کی دریا ہین سمندر کیطرح
گر دکھاتا باغ بلبل کو کبھی جوش بہار	غنچۂ منقار بھی کھلتا گل تر کیطرح

غزل ۳۷ — شعر ۲

پیچھے پیچھے اشک ہین ہمراہ مثل کاروان
آگے آگے نالۂ دل بھی ہین رہبر کی طرح

آئے جائے دم تو اوس لیلی شمایل کیطرح	دل وہ دل ہی جو تہ و بالا ہو محمل کیطرح
خارہای دشت سے کہدو کہ لینگی کب خبر	آبلے بھی بیٹھے جاتی ہین مری دل کیطرح

غزل ۳۸ — ردیف الرا — شعر ۴

نشان اونہین کے نظر آرہی ہین جوہر پر	تڑپ کے جان رگ گردن نے چھوڑ دی تھی خنجر پر
یہ اونسی آئنہ کہتا ہی جوش جوہر پر	نگہ وہی ہی کہ جس سی نشان ہوئی ہین پتھر پر
ہو دل تو اور ہی ہو حسن قدِ دلبر پر	کہ فاختہ بھی ہی طرہ سر صنوبر پر
عوض کا خوف ہے طاری ہی دور ستمگر پر	ہوئی ہین قطرۂ خون ایکدل جو خنجر پر

مین خوشی عشق سے مائل ہون قدِ دلبر پر
نہ دلکو ٹھوئی نہ قمری گری صنوبر پر

ہنسی کا نام نہین برہمی ہے تیور پر
بہم جو لپٹی ہوئی گل پڑی ہین بستر پر

گر اسکا بوجھ ہو کچھ گردنِ ستمگر پر
ستم کے خون مرا قطرہ نہی نہ خنجر پر

وہان ہی ستمین نظر آب پر نہ جوہر پر
مین ہنس رہا ہون کہ خنجر کھنچے ہین خنجر پر

سزا تو چاہیے تھی مجکو خط کے لکھنے کی
اونھون نے پھیر دی الٹی چھری کبوتر پر

مین اونکی بات کا وصلت مین کیا برا مانون
جو لوٹ لوٹ گئے ابتک ابھی مین بستر پر

مین عین ہوش کہون کیون نہ نشہ مے کو
گرا ابھی او ٹھکے کوئی مست گر تو ساغر پر

شب فراق ہے گھر سائین سائین کرتا ہے
بغل مین منھ کو مین ڈالی پڑا ہون بستر پر

مضائقہ نہین جھولی صبا کی بھی بھر دو
ملی دلی ہوئی کچھ گل پڑے ہین بستر پر

گواہ اسپہ بلندی نالہ ہے شاہد
اوٹھا لیا تھا کبھی مین نے آسمان سر پر

کچھ آج اور ہی آرام خاص کی ہے ادا
گلو نہین دل بھی ہلا ہی مرا جو بستر پر

میں ہی نہیں شب فرقت اک فقط بیدم | شکن بھی صورت میت پڑی ہی بستر پر

غش آئے کیوں نہ انہیں کم سنی میں ذبح کے بعد | مرے لہو ونکا لہو دوڑتا ہی خنجر پر

ہوا یہ رنگ وہ ساقی نے جو محفل میں | ہزار ہاتھ پڑے ٹوٹ کے ایک ساغر پر

اخیر شب کو تو بالکل نہ تاب حسن رہی | سنبھل سنبھل کے گری اونکے دوش بستر پر

جو باہیں ڈالنا گردن میں اونسے سیکھے تھی | وہ پھول پھول سی لپٹی پڑی ہیں بستر پر

شراب چلتی ہی یہ میکدہ میں تنگ ہوا | وہ لڑکھڑا کے سبو پر گرا یہ ساغر پر

ذرا سے سن میں وہ ترجیح کسکے حسن کو دیں | فلک پہ نجم ہیں جگنو ہیں اونکی بستر پر

سلامتی سے ٹرین بھی اور وسپہ چین سوئیں | گہ اپنے فرش پہ ہیں گہ پڑے بستر پر

لبوں سے اونکے جو ملکر پھرا ہی محفل میں | دھرے سے پیارے شیشہ بھی منھ کو ساغر پر

یہ جنکا سن ہے انہیں خط کی ہی طلب اونسے | جو پری سی پھیر رہے ہیں چھری کبوتر پر

ہوا کی سرد میں وہ بام پر جو آ کے لیٹے | بلائیں لیں مرے بدلے گلوں نے بستر پر

جنونکی جوش مین کھلتی تو ہین مری فصدین
لہو کی دہار سے نشتر پر ٹپکینگے نشتر پر

ہوا بند ہی ہے یہ وصلت مین میرے ہاتونکی
وہ لوٹی جاتی ہین گل ہنس رہی ہین بستر پر

کہو یہ قمریون سے دل مین کہوئے بیٹہا ہون
نہ سامنے مری کوکو کرین صنوبر پر

گلونکی ہاتھ ہٹاکر جگر پہ آئے ہین
وہ پیاری پائی ہی گرمی سیکی بستر پر

بہار آتی ہوئی راہ مین رکی ہے کہین
کہ رنگی ہین گئین غنچ او گل کے بستر پر

گران ہی آئنہ رویونکو وہ بہی واہ ری بخت
پہرا ہے روکے جو پانی سا جسم لاغر پر

اوسی اثر سی شرر آجتک نکلتے ہین
کبہی جو حسن کی بجلی گری تہی پتہر پر

سوا تہونکی نظر رنگ زرد کی ہوکسی
طلا کا کہلتا ہے کہوٹا کہرا تو پتہر پر

وہ بنکے آئنہ آیا ہے سامنے سبکے
جو پانی پڑ گیا تہا تربت سکندر پر

اوٹہے نگاہ کہ ہم دیکہنے سی باز آئے
کہنچے جو دار پہ آئے وہ آپکی گہر پر

نمو عبس سی ہو حال قدم کو اوسکی بچہوڑ
نکل کے ملتے ہین آنکہین شرر بہی پتہر پر

سلامتی کی طلب ہے تو گھر بنا رکھیے
فلک گرا ہی شکستِ صدف سے گوہر پر

کو نسیم سے پھولونکو اک عداوت کردی
ستارے ٹوٹ کے لوٹینگے اونکے بستر پر

ستارے ہی سمت آتے ہین اوتنی ہی جو ہین
بچھائے جاتے ہین جو پھول ونکی بستر پر

نسیم چل رہی ہی بکھری ہین نازدہ کے
ملا رہے ہین اٹھا ویسے پھول بستر پر

شعر نہم	نمود دیکی مٹاتی ہین سختِ دل ماہر شرر کے ساتھ ہی اوڑتی ہی خاک پتھر پر	غزل ۳

ردیف اللام

دشمن کا دل جلا کے بڑھا اعتبارِ دل
جوہر بنا جو تیغ کا نکلا بخارِ دل

کب قید بندِ دل مین ہی میرا بخارِ دل
پکڑی ہی آسمان نے زمین دیارِ دل

دشمن سمجھ لگی آہین پی کارزارِ دل
ہی ہر دم دو نیم مراد و الفقارِ دل

کیون سوزِ غم مین ہو برا حالِ زارِ دل
سر پیچ شعلہ ہی نفس تابدارِ دل

تصویر رنگ دادہ ہون دیکھو قرار دل — روکی ہی دوڑتی ہوی خونکو فشار دل

سمجھو سبک کے کچھ نکرو اعتبار دل — تم دلین چھپی ہی ذرا سا وقار دل

نکلے دھوئین کیطرح لپکی ہماری شرار دل — یون ہین سہی نکل تو گیا کچھ بخار دل

ہر گام پر ہی چال سہی اونکی فشار دل — ہین نقش پای راہ کہ میری مزار دل

ہین صاحب حیا مری زیب کنار دل — پردہ نہ اوٹھکی چھوڑ دے دیکھو کر غبار دل

کہتا ہون نذر دیکی دم احتضار دل — لے اپنا دل دیا ہوا پروردگار دل

کیون دل کی حال سی سمجھلو نمین اپنا وقت — ہر آبلہ ہی ساعت یک یک غبار دل

یہ کہکے ہین نے پھینک دیا اونکی گود مین — دل ہی وہی لی جسکو ہین اختیار دل

دل مر گیا ہی جو سینہ مین اکطرف — خون دوڑ دھو مین ہی ہیکی کار و بار دل

اہی زخم قلب اتنی امیدونکو کیا کرون — سوتین ہین ایک ہی مزار دل

مفلوک آبلونکو جگہ دلین کیون ندین — سمجھے ہین جام نقرہ کامل عیار دل

منھ کھل گیا رگونکا بھی فریاد کیلیے
تربت مین میرے ساتھہ ہوا یون فشار دل

اونکا تو ذکر کیا کہ مجھے بھی خبر نہین
کچھہ یون نکل رہی ہی مری جان زار دل

دنیا کی حد کو چھوڑ دین جتنی ہین اہل دل
تڑپونگا مین بھی ساتھہ کہ ہی احتضار دل

پیدا ہے ہوا وسی سنی مین کے طبق تمام
بیٹھا ٹھہر ٹھہر کے جو میرا غبار دل

کہتا ہون تارے دیکھ کے فرقت کی شبکو مین
اللہ تا فلک گئی میری شرار دل

مثل نسیم آئے جو وقت ورود سوز جان
تارون کی چھاون بنگئی میری شرار دل

ہات اونکی آگیا ہی جنھین درد کچھہ نہین
دل کی خبر لے لے مری پروردگار دل

شبنم لحد تک آکے فلک کو پلٹ گئی
یہ اضطراب خاص ہی کیسا قرار دل

دیکھو مژہ پہ آگیا ہو شکستہ بال
کانٹے کی ہی کھٹک ہی دم احتضار دل

کیونکر نگاہ ناز نہ اب پیچ مین پڑے
افشان سی لڑ رہی ہین ہماری شرار دل

ابھی بیخودی نئی ہی مری جان پر یہ کیون
ہی گو تو نزع روح ہی اور احتضار دل

اتنی عجب نہین دلِ مردہ کو اب ملے — ایسا ہی کام ہی جو اوٹھا ہی غبارِ دل

نکلی جو شل شیشہ ساعت تو خوش ہون کیا — دل ہی نکل کی آگیا دل مین غبارِ دل

نا قدریون سی پھیر ہی دیتی تو خوب تھا — کہدی کوئی کہ آیا ہی امیدوارِ دل

یہ بھی خدا کی شان کہ جو چاہو تم کرو — مختار جو ہوا وسکو نہون اختیارِ دل

لے لے کے کروٹین ہی کٹتا ہو ان ہجر مین — دلکو ہوا ہی کیا مری پروردگارِ دل

جس رگ کو جانتی تھی رگِ گل سی نرم ہم — کانٹا ہی بنی ہی دمِ احتضارِ دل

مالک نکل کھڑا ہوا بگڑا ہی سب انتظام — پہونچی سفر مین کچھہ جو ہماری شرارِ دل

اوس دل کے آبلے درِ غلطان نبے تمام — جس دل کو تھی مری خبرِ انتشارِ دل

جس دل مین خون ہو کہدو نزاکت سے پھیر دی — تم پر تمہارا بوجھ بھی ہی ناگوارِ دل

رک رک کی اشک بہتی ہین ای بیخودی مری — کیا جانین اضطراب ہی یہ یا قرارِ دل

اشکون مین ملکی آنکھون سی آخر نکل گیا — یون دوڑتا تھا خون نہ تھا جب قرارِ دل

دشمن تھی جنکی تم نہ رہیں حسرتیں وہ اب
دیکھو لٹا ہوا بھی کبھی تو دیارِ دل

فرہاد و قیس ہٹ گئی پیچھی بچا کے جان
کھینچا جو مین نے دائرہ حالِ زارِ دل

نکلی دھوان نہ دل ہی شبِ ہجر کسطرح
شیشہ کو توڑتا ہی ہمارا بخارِ دل

احسنت و آفرین دلِ پر آبلہ تجھے
اتنی دلو نمین اک کو نہین انتشارِ دل

باقی رہی نہ فصل زمین آسمان کا
بیٹھی گرہ اتفاق سی میرا غبارِ دل

تنکا اوتار نیکے جو جان سی دیے
وہ دل ہو کسطرح سی کہی دل کا بارِ دل

خاک اوڑ رہی ہی دہر مین وہ پوش ہین فلک
کیسا بقدرِ شیشۂ دل تھا غبارِ دل

پتلی مین آخر آگئی اوسکی شبیہہ سی
اتنا تو تمکو دیکھے کیا انتظارِ دل

دشمن نے دکھ پہ دکھ جو دیئی خود ہوا ہلاک
دو زخم ملگئے تو ہوئی ذوالفقارِ دل

بھٹکائین دفعتہً تتق گرد کی طرح
شیشو نمین بند ہو جو ہمارا بخارِ دل

لو خوش ہو غم کا سر مین ہی ہونے لگا گذر
جاتی ہی آسمان پہ زمینِ غبارِ دل

مٹجاؤن اپنی جاپہ کہیون مثلِ نقشِ پا
تابوت جب اوٹھی کہ کسیکا ہو بارِ دل

مانندِ نقشِ پا تو زمین گیر کر دیا
لاشہ بہی اوٹھنی دیگا ہمارا وقارِ دل

ملکِ فنا بہی چھوڑ دین اہلِ فنا تمام
جائی عدم مین گرہرا خطِ غبارِ دل

ہوتی اگر زبان تو یہ کہتا دمِ ازل
دل تو نہ لونگا ای مری پروردگارِ دل

اب اور کیا دکھائیگی تیغِ نفس کی روش
ذری ترش ترش کے بنی ہین غبارِ دل

اس کہنی کو فقط گلِ بازی بنا وہان
یہان بہی نہین تو ہوگا کہان اب قرارِ دل

کہتا ہون مجہ سے بنکی خدا اسی دمِ ازل
ترپالے دل نہ دی مری پروردگارِ دل

شعلے زبان بنگئے فریاد کیلئے
دوزخ مین جا گری جو ہمارے شرارِ دل

کس کس کو کمسنی مین وہ سمجہائین کیا کرین
مجکو ادہر ہی نزع اودہر اختصارِ دل

سوفار تیر آتی ہین ہنستی ادہر سے پہر
منہ کو کبہی لگا تہا جو خونِ شکارِ دل

کس آتشین جمال نے دیکہا تہا حسن کو
جوہر بنی ہین آئینہ کے خود شرارِ دل

مین تو بستر ہون چین مجھے کسطرح نہ آئے
شیشہ بھی سرد ہو جو نکالے بخارِ دل

مٹھی سے زر کو پھینک کے کہتی ہی ہر کلی
دل ہی نہ منتشر ہون تو کیا انتشارِ دل

ہوتا ہی عیب بھی کسی جامے مین جا کے حسن
جوہر ہے آئنہ کا یہی انتشارِ دل

مرتے کے ساتھ کوئی بھی مرتا ہی دہر مین
مین کیون تڑپ رہا ہون دمِ احتضارِ دل

جوہر ہر آئنہ کی پھرین مین رچو نکی طرح
میری طرح اوسی ہی ہو گر انتشارِ دل

شبنم فلک سے حلق مین ٹپکا رہی ہی آب
اللہ ری تشنگی دمِ احتضارِ دل

غلطان گہر ہون کیون نہ کفِ دست پر مرے
جو دل لون ہاتھ مین او وہی ہو انتشارِ دل

اے بیخودی خیال تو آتا ہی یاس مین
بستی بتی خوب نام تھا جسکا دیارِ دل

مین اسطرف تپان ہون عروق و جگر ادہر
کس کی جان لیگا مرا احتضارِ دل

کافی تمام حشر کے مجمع کو ہے وہی
خالی کرے جو گوشۂ دل انتشارِ دل

کہتا ہون یہ تپک سے ہر اک آبلی کی مین
دل کتنی دیگا اے مرے پروردگار دل

جبتک ہی صبر و شکر جبہی تک ہے غم ہی شیر
منھ کھولدین رگین تو بنین ذوالفقارِ دل

مجروحِ دستِ دشمن جان ہی ہو تو سہی
شیشہ ہون سیر اہل نہین ہی فشارِ دل

کیا حسرتونکا دم تہا خدا مغفرت کری
کیسی چہل پہل تہی میانِ دیارِ دل

نکلی برنگِ وحشتی شعلہ قید سی
شیشہ مین گر بہر دن کبہی رنگِ بہارِ دل

بیدردِ دہر حیف ہی یاران کہین اوسی
منھ نکلی آسمان سی چوٹیکی بخارِ دل

ہمت سی مین ہی خم شیر دین ہون اگی فلک
اک دل کے لاکہ ہون تو نہو انتشارِ دل

پہلی نشانِ داغ یہ سے تہے اور ہی گمان
اب رو رہا ہون یہ کہ یہین تہا قرارِ دل

پشونکی طرح اوڑنی لگین جوہرِ حسام
فولاد کو ہو گر مرضِ انتشارِ دل

اب اسجگہہ سی دوسرے عالم مین جانیدو
سینہ سے ہاتہ اوٹہاؤ کہ جائے قرارِ دل

مینائی نیلگون فلک ہے اوسیکا نام
شیشہ جو لے اوڑا تہا ہمارا بخارِ دل

آٹھون بہشت کی ہو فضا مجتمع وہین
جس جا چھٹکدون دامنِ رنگِ بہارِ دل

ناخن سی ابرو ونکو جدا ہی جدا کری — کھنچتے ہین پاؤن ورہی دم اختصار دل

سیماب ضرب خوردہ ہون کیون ہین غم سے خوش نہون — اکدل کی لاکھ دل ہین غم نشا انتشار دل

غزل ۳۸

ماہر نفس کے ساتھ نکلیون طی ہواہ عمر
جاتا ہی باگ ودھتا ہوئے شہسوار دل

شعر ۱۸

ٹپکی عرق وہ خاکپہ آئے ہوئی دل — کاش آبلو ہمین ڈوب مرآبروی دل

لی اپنا نام دوست کہو آبروی دل — جو آبلہ ہی حوض ہی بہر وضوی دل

آبیٹھا ہے کوئی تو مری دل مین ناز سی — خون آج دوڑ دوڑ کے آتا ہی سوی دل

سیجاؤن آنکھون آنکھون مین کسطرح اونکو یون — مملو ہی جسطرح مئی جان سی سبوی دل

ترشا ہو جگر کا ہو ٹکڑا ہر ایک لفظ — منہ سی جو آپ کے ہین سخن گفتگوی دل

حسرت نکالکر ہی برا رہا ہون نیر کیون — نکلی ہے دم کی ساتھ مری آرزوی دل

سینہ مین ہر جگہ ہو رہ رہ کے کیون کھٹک — پھر پھر کے ڈہونڈہتی ہی تمہین آرزوئی دل

کیا ساتھ اسکو لیلی کی سی شبکو سوئے تھے | ہر عضو نازنین سی جو آتی ہی بوئے دل

او سوقت کیا عجب نظر آئے جمال دوست | ہو آب آئینہ سی اگر شست و شوئے دل

بی صورت ملال کھلینگے نہ اہل درد | منہ کو بغل مین ڈال کے سن گفتگوئے دل

ای ضعف کیا پسینے کی ہمراہ بہگیا | آتی ہی عضو عضو سے کیون آج بوئے دل

کیون پسلیان نہ ہجر کی راتومین ٹوٹ جائین | پہلو نکو مانگتی ہی تمہاری ہی خوئے دل

سینہ بلند دیکھ کے کہتی ہی آرزو | اللہ اسجگہ ہی کبھی ہو گا روئے دل

مایوسیونکی عہد مین حسرت یہ ہی مجھی | دم توڑونمین ادہر تو ادہر آرزوئے دل

یون ہی تڑپ تڑپ کے نہ نکلی کسیکی جان | جسطرح مرگئی ہی مری آرزوئے دل

آئے تو واہ کب مین مرتا ہون اسطرف | دم اوسطرف کو توڑتی ہی آرزوئے دل

سینہ پہ اپنی اپنی ہی ہاتھونکا پہیرنا | دیکھو اسیطرح سے بگڑتی ہی خوئے دل

کیون بادہ خوار سیمین با مست ہون

خود روح گے بھی منھ سی لگا ہی سوی دل

غزل ۹ | ردیف المیم | شعر ۲۸

ایسی خلوت مین بھلا کسکو بلائین ہم تم
شرم آے تو پسینے مین نہائین ہم تم

وصل کا لطف کبھی یون ہی اوٹھائین ہم تم
دل مین غش ہین اگر ہو شمین ائین ہم تم

عکس آئینہ صفت راز چھپائین ہم تم
منھ بھی کھلوا نیسے دل کے نہ بتائین ہم تم

تم ہنسو پھول سے بلبل کو مین ہکر چھیڑون
باغ مین آکے کوئی گل تو کھلائین ہم تم

چمک کے پہلو مین یہ کہتا ہون وہ خود بینی
آئینہ مین بھی تجھے اک جا نظر آئین ہم تم

رشک سی بیچ مین ہوتی ہین نگاہین حائل
آج سی غیر کی صحبت مین نجائین ہم تم

رنج مین رنج ہی شاید سبب تسکین ہو
آو روتے ہوے دل کو تو رولائین ہم تم

یا کبھی سوکھتے ہی عطر کے شیشہ کیطرح
یا اوسی دل کو کبھی منھ نہ لگائین ہم تم

شب ہجر آئے بلا نیکے نہ دہوکے مین
شمع کو ہاتھ سے اپنی نہ بجھائین ہم تم

آئینہ مین کوئی تمسے بھی بہتر شاید
کوئی ایسا ہو نہ آنکھو نکو لڑائین ہم تم

تم بھی اپنی داد اونکا مزا کچھ چکھو
ناز کے ظلم کبھی ملکی اوٹھائین ہم تم

ہمکو بھی خلق خدا ایک نظر سے دیکھے
سرمہ گر نرگس جادو مین لگائین ہم تم

دیکھو پھولی ہے شفق وقت سحر ہی سے یہ
آگ مین آگ چلو اور لگائین ہم تم

ایک مدت سے اسے چپ سی لگی رہتی ہے
چھیڑ کر آو ذرا دلکو ہنسائین ہم تم

بوجھ اپنا کوئی تنہا کسی پر ڈالے
ناز کے ناز نکیون ملکی اوٹھائین ہم تم

یون بڑھائین کہ نہ پروانی کبھی منھ دیکھین
شمع کو آج نئی طرح جلائین ہم تم

کشتی سرمہ کو دکھلا کے یہ وہ کہتے ہین
یون کہین چھپ کے سب سے تو آنکھون مین سمائین ہم تم

لاش اک ایسے ہی بیکس کی ہے آنیوالی
گھر سے کیونکر نہ چھپکے نکل آئین ہم تم

جان جانے لگے لوگونکی جو نکلین گھر سے
آئین چل چھپ کے تو [illegible] آئین ہم تم

اشک آنکھون سے گلا اپنا چھڑ کے دوڑین
غش مین اسطرح ہی الکو کبھی پائین ہم تم

ٹھوکرین کہاتی ہی دل راہرو کے آگے
نازسے گو دیوین جسکو کہلائین ہم تم

شمع و پروانہ مین ہوتی ہین کہے شمسے کیا کیا
دیر سے دیکھ رہے ہین جو ادائین ہم تم

لاش کا بوجھ بھلا کس سے اوٹھیگا میرجان
پھول رو رو کے سوم مین وہ اوٹھائین ہم تم

درد مین درد کے ہونگی یہی حسرت نہ رہی
آو دکھے ہوے دلکو تو دکھائین ہم تم

دل بھی ہاتھون سے گیا ہے یونہین یالا بالا
دوڑ کر کیون گل بازی نہ اوٹھائین ہم تم

جسطرح آئینہ مین شکل ہی داخل خارج
آرزو ہی یونہین جامے مین سمائین ہم تم

حق ہی ہم دونونکی گردنپہ گر انصاف کرو
آو روٹھی ہوئی اب دلکو منائین ہم تم

دلِ ماہر تو یونہین راہ مین پامال رہی
گل بازی ہو تو آنکھون سے اوٹھائین ہم تم

غزل ۴۰	ردیف النون	شعر ۱۶

نا توانی کب فقط ہی میری جسمِ زار مین
ہی سخن تکیہ پہ تکیہ بات کو گفتار مین

پرتو رخ سی صفائی ہی یہ قصر یار مین
دیکھتے لیجیے آئنہ کیطرح منھ دیوار مین

خلد کیون ہمکو نظر آئے نہ قصر یار مین
دوربین ہے صاف جو روزن ہے اوس دیوار مین

رو رہا ہون مین خیال صبح روی یار مین
خط ابیض کا ہی پرتو آنسوؤنکے تار مین

ذکر حق نی جب جگہہ پائی دل کفار مین
بنگئی تسبیح کا دانہ گرہ زنار مین

کفر دنیا مین ہر اک کافر کی دم کے ساتھ ہے
صورت تار نفس پھر کیون ہنوزنار مین

یہ لہو پانی ہوا ہے ایک رونے سے مرا
خون دل آیا ہے ملکر آنسوؤن سے تار مین

رہگئی ہین کچھ الجھکر یہ نگاہین خلق کی
کئی ہین تار عنکبوت اوس روزن دیوار مین

ناتوانی مین برنگ نکہتون اوڑتا پھرون
ہے ہوائے برگ گل آندہی مجھے گلزار مین

ہوتی ہین زردار باغ دہر مین اکثر بخیل
بند ہی غنچون کی مٹھی دیکھلی گلزار مین

ہوئین وہ آتش قدم آیا پی گلگشت جب
شمع کا شعلہ ہر اک غنچہ بنا گلزار مین

پڑھ نہ لون باہر سے کیون مین کتبہ ایوان یار
صورت عینک ہے جو روزن ہے اوس دیوار مین

عکس اسکا رخسیونکو چاندنی کیونکر ہو ہو
مشکل ہاتھ کی ہی قاتل تری تلوار مین

دین سے تجکو جو ہوتی بت پرستی دہر مین
اسقدر خامی نہوتی رشتۂ زنار مین

دشت وحشت نے سجہایا درد سیر اکبھی
آبلے پاکے نہ چھالے زبان خار مین

غزل

کسطرح رونے سے اے ماہر مین دیکھون روئے یار
آنسوؤن کے تار الجھے ہین نگہ کے تار مین

ستم

سفر کے رنج کو سینہ فگار سمجھے ہین
غبار راہ کو دل کا غبار سمجھے ہین

عدم وجود کو عبرت شعار سمجھے ہین
خط جبین خط لوح مزار سمجھے ہین

جہانکو قبر تری خواستگار سمجھے ہین
فراغتونکو یہانکی فشار سمجھے ہین

چمن جو اپنا دل داغدار سمجھے ہین
نفس کو موج نسیم بہار سمجھے ہین

حزین وہ ہون سے سب عالم کدورت مین
غبار آئینۂ روزگار سمجھے ہین

وہ ناتوان چمن روزگار مین ہم ہین
جو تن پہ سایۂ اشجار بار سمجھے ہین

امید نیستی کی آرام مین ہو گیا ہمکو
ہر ایک آہ کو دم کا شمار سمجھے ہین

نگاہ جوہریون سے بھی ہی فزون اونکی
جو اشک کو گہر آبدار سمجھے ہین

عدم سی آئے ہین جائینگے پھر عدم اکدن
اس ابتدا کو ہم انجام کار سمجھے ہین

ریاض دہر مین حال جنہین ہے رنگ سواد
خزانکو فصل کتاب بہار سمجھے ہین

جو دیکھتے ہین تامل سی ہر رگ تن کو
وہ راہ معرفت کردگار سمجھے ہین

مکان دوست ہے دل حال دل ہی ہم پہ عیان
نہان جو ہی وہی ہم آشکار سمجھے ہین

ریاض دہر مین جو دل گرفتہ ہین بلبل
وہ ایک رنگ خزان و بہار سمجھے ہین

جہان قیام نہین گھر سمجھتی ہین اوسکو
مکان اصل کو نادان مزار سمجھے ہین

وطن سی دور رہون ہم محال ہے گردون
کہ دود دل کو سواد دیار سمجھے ہین

کیا ہے ضعف نے باریک بین ہمین ایسا
کہ آبلونکو کف پا کا خار سمجھے ہین

بڑھی تو جاتی ہین آگی یہ قافلی والے
تھکے ہوؤنکا بھی کچھ حال زار سمجھے ہین

وسیع جنکی نگاہین ہین بحرِ عالم مین
ہر اشک کو وہ یم بیکنار سمجھے ہین

یہ بھول ہی کہین دیکھی نہین عدم والو
تمہاری سہو کو ہم یادگار سمجھے ہین

بیان ہو ہستی بنیادِ قصرِ تن کیا خاک
حباب سمجھی ہین جو استوار سمجھے ہین

نہان وہ نظرونسے سمجھے ہین جو کہ بینا ہین
وہ کور ہین جو تجھی آشکار سمجھے ہین

وہ ناتوان ہون کہ ٹوٹا نہ مجھسے اشک کا تار
نظر جو رکھتی ہین وہ حالِ زار سمجھے ہین

جہان مین غور سے دیکھا تو ہین قوی ہی لوگ
جو ایک تنکے کی احسانکو بار سمجھے ہین

غزل ۴۲ — شعر ۱۶

عنایتین ہین یہ احباب کی فقط ماہر
کہ خام فکر کو بھی پختہ کار سمجھے ہین

بیخودی سا بھی کوئی ہمدم و دمساز نہین
غم نہین عیش نہین سوز نہین ساز نہین

سوزِ دل کیسے ہے جو فریاد کا دمساز نہین
شعلہ ہی وہ نہین جسمین کچھ آواز نہین

گر شہین چشم کی کہتی ہین کہین جاگے ہو
سونیوالونکی تو آنکھونکا یہ انداز نہین

دل کو برباد کیا آرزوؤن کو نے گھر
تم سا عالم مین کوئی خانہ بر انداز نہین

کیون نہ غنچون کی چٹک شوق سے گلشن مین سنو
ٹوٹتے قلب کی آواز تو آواز نہین

کسکے چپ ہوتے نئی محفل کی یہ کی نوبت ہے
دم نہین چنگ مین طنبور مین آواز نہین

ہان اسیطرح چلا اور راہ کے چلنے والے
دل پہ گر پاؤن نہین چال مین انداز نہین

دلبر و جانکے تو مجھسے نہ پوچھو کوئی بات
دل ہی سینہ مین نہین جب تو کوئی راز نہین

کان پر ہات رکھین لوگ نہ کیون نالون سے
یہ صدائین ہین مری آپکی آواز نہین

آپکی حدِ خوشی کو کوئی کیونکر سمجھے
مسکرانیمین صدا ہنسنے مین آواز نہین

چاک پردہ کی نہ کسطرح سے آنکھین پھٹ جائین
سبکو دیکھا ہی مگر تم سا نظر باز نہین

عکسِ آئینہ پہ بھی طعن ہی اُف رے دیدے
اسپہ یہ بات کہ صورت پہ ہمین ناز نہین

کوئی تو باغمین دیتی مری نالونکا جواب
منھ مین کھلتی ہوئی کلیونکی بھی آواز نہین

باغمین آکے اسیرانِ قفس کیا بولین
سب ہوائین ہین ہوا پر پرِ پرواز نہین

ہی یہی تازہ اسیری میں پھڑکنا جو مرا
یا قفس آج نہیں یا پر پروانہ نہیں

غزل ۳۳ — شعر ۱۴

مدح احباب جو کرتے ہیں عنایت ہی فقط
نظم ماہر کی ہی جادو نہیں اعجاز نہیں

کب دل میں بھی اغماض غم مری تن میں نہیں
ہوں وہ گلچیں پہ نگاہ جاوے جسکی گلشن میں نہیں

لوث دولت سے بری ہیں جنکے دامن پاک ہیں
چھینٹ بھی بلبل کے خون کی گل کے دامن میں نہیں

گر طلب ہے آبرو کی تو نکل بہر سفر
دیکھ قدر گوہر نایاب معدن میں نہیں

خودبخود آراستہ رہتا ہی فراغوں کا چمن
باغبانکا کام ہرگز میرے گلشن میں نہیں

ہی تعدد ہی بتوںکا اوسکی وحدت کی دلیل
کب خدائی کا سماں ہے برہمن میں نہیں

آہ سوزاں سے حفاظت میں ہیں دل کے آبلے
برق بھی دہقان کے کچھ کم ہے خرمن میں نہیں

قتل ہو جسکو مرا اور دل آ جھیتی ہیں شہید
طوق ہیں جنکے خط آب تیغ گردن میں نہیں

مبتلائی رنج کا ہی عشق یہاں ترک وطن
دلفگاری کا الم گوہر کو معدن میں نہیں

کیون غمِ دنیا مین رو کر ہی گنہ آلودہ تو
دیکھ اشکون سے تری کب تر ہی دامن مین نہین

کیون نہ حاصل ہو برنگِ گل مجھی نشو و نما
طایرِ رنگ چمن ہی خون مرے تن مین نہین

صبحِ صادق کی ہی کاذب کہ مین ہون اے خورشید حسن
چھاون ہی چہرے کی تیرے روز روشن مین نہین

قتل ہو کر تیری کشتہ کی برآئی ہی مراد
ہین گلِ امید خون کی داغ دامن مین نہین

گرمیِ سوزِ درون سے دم الجھی کس طرح
موی آتش دیدہ ہی تارِ نفس تن مین نہین

غزل ۴۴

ہی عجب سرگشتگی سی اپنی ماہر بعد مرگ
گردشِ سنگِ فلاخن لوحِ مدفن مین نہین

شعر ۲۲

شمعِ وحدت کا مین بزمِ دہر مین پروانہ ہون
ہی جنون عین خرد جسکا مین وہ دیوانہ ہون

ہی مجھی پستی سی نفرت اوج کا دیوانہ ہون
خوشہ ہی عقدِ ثریا جسکا مین وہ دانہ ہون

شمعِ قدِ گلرخان ہر کا دیوانہ ہون
جسکو کہہ سکتے ہین بلبل بھی مین وہ پروانہ ہون

رخ باعث ہے سیہ رکا میری ہی ہر مین
شمع سی جس گھر مین ہی اندہیر مین وہ خانہ ہون

کیسی ہی الجھی مضامین ہون سلجھاتی ہین صاف
زلف پیچان سخن کی واسطی مین شانہ ہون

در ہو مخفی دل غنی کی قلب بامدرکا ہی قفل
گنج نی پنہان کیا جسکو مین وہ ویرانہ ہون

چشمک مژگان اشک آلودہ پیروین سی ہی
خاک بھی تجھ بن نہین مین غنچہ سپردانہ ہون

حسن قدرت کا ترے جلوہ گر تن مین ہر سی
ہون ترا عاشق جو اپنا آپ ہی دیوانہ ہون

قابض ارواح کیا آئین تن پر سوز تک
پر فرشتی کے جہان جلتے ہین مین وہ خانہ ہون

سوز غم مین مر کے نکلا مین لحد سی روز حشر
بعد جلنے کے ہوا پیدا جو مین وہ دانہ ہون

وہ مرا سینہ ہی دار العلم کہتی ہین جسے
قفل ابجد قفل ہی جسکا مین وہ کاشانہ ہون

زیست کے دن پورے کر کے نکلی میرے تن سی روح
جسکو بھر کے نے کیا خالی مین وہ پیمانہ ہون

ناتوانی سی قوی سرگشتگی پر مین رہا
آسیا کو پیس ڈالا جسنے مین وہ دانہ ہون

ابر دل سی میری گل مین جا اشک آب روان
سیل سی جسکی بنا قایم ہی مین وہ خانہ ہون

فقر مین بھی دل ہی دولت سی توکل کے غنی
گنج ہون باطن مین ظاہر مین گو ویرانہ ہون

الفتِ دندانِ دلبر سی بھرا ہی دل مرا
آبِ گوہر جسمین مملو ہی ہین وہ پیمانہ ہون

سنگِ اسود ہی سویدا دل جگہ اصنام کے
شانِ کعبہ کی ہی پیدا جس سے وہ بتخانہ ہون

داغِ عشقِ ساقیِ کوثر کا ایسا ہے یہی
دستِ دل سے جو نہین چھٹتا مین وہ پیمانہ ہون

عشق ہی اک عمر کن ہی میرے مکانِ تنگ کا
جو ستونِ آہ پر ٹھہرا ہی مین وہ خانہ ہون

منتفت ہو کیونکہ عشقِ ساقیِ کوثر پہ وال
قدِ خم گشتہ سے مفہومِ خطِ پیمانہ ہون

گھر سے میرے قابضِ ارواح کیونکر خوش نہین
جان دیدی جسنی مہمانکو وہ صاحب خانہ ہون

غزل ۴۵

سنکی ماہر تجکو جاگ اٹھتے ہین اہلِ بزم سب
جس سے نیند آئی ہوئی اُڑتی ہی وہ افسانہ ہون

شعر ۱۲

لب تبسم فقط ابنائی زمان رکھتی ہین
گرد ہٹ جاتی ہے ہم پاؤن جہان رکھتی ہین

بی سبب قبر پہ کب سنگِ گران رکھتی ہین
سختیِ راہِ عدم کا یہ نشان رکھتی ہین

کیا کسی دیکھی جب سوزِ نہان رکھتی ہین
اشکریزی کے لیے دل کا دھوان رکھتی ہین

بس وہی شستہ و رفتہ بھی بیان کہتی ہین	موج کی طرح جو پاکیزہ زبان کہتی ہین
بعد مردن بھی یہ حسرت ہی کہ سمجھا جاتا ہون	بات تربت پہ اگر فاتحہ خوان کہتی ہین
کام ہر ایک کا یہ خوبی تقریر نہین	جوہر حسن بیان سیف زبان کہتی ہین
ہین جو محتاط وہ کہتی نہین خال رو کو بھی غبار	ڈر یہ رہتا ہے کہ وہ بھی تو زبان کہتی ہین
کثرت ضعف مین کرتی ہین اشارون سے کلام	بات کرتی نہین ہی ہم بند زبان کہتی ہین
مرجع آتش غم کیون نہ کہین سینے کو	کرہ نار کا ہم دل پہ گمان رکھتی ہین
چپ ہین جبتک کہ نہین اہل سخن کو کچھ کد	بات آئے تو لب بند زبان کہتی ہین
نقد دل دیکی مجھی ملتی ہین داغ حسرت	کچھ مول کیسی ہین یہ قیمت جو گران کہتی ہین

غزل ۴۶	نظم اشعار مین ہی حسن بیان ہی ماہر جسکو کہتے ہین زبان ہم وہ زبان کہتی ہین	شعر ۱۳

اکری ہین ضعف سے پر گرم ہین روانی مین	چلی ہین سایہ کی ہم چال ناتوانی مین

ضعیف و زار ہین یہ ہم جہان فانی مین
بنی ہین تارِ نظر چشم ناتوانی مین

پھنسے ہین ضعف کے زندان بارِ فانی مین
عدم بھی جا نہین سکتی ہین ناتوانی مین

دہانِ یار کی ہستی کے جو ہوئے قائل
کمال تھا اونہین لوگونکو غیب دانی مین

یہ عرقِ شرم ہین اوسکی دہان و دندان سے
نہان ہی دُر تو صدف مین صدف ہی پانی مین

خزان نہو جسی ایسی کوئی بہار نہین
لکھا ہے ہر ورقِ برگ بوستانی مین

شفق نہین ہی نمایان نظر مین مستونکی
شرابِ سرخ ہی مینا ے آسمانی مین

کبھی نہ آتشِ گل قطرہ ہای شبنم سی
خدا کی شان ہی روشن ہی آگ پانی مین

ہے جسطرح سے کہ زیورِ عروس کی زینت
بیان کے حسن سے یون حسن ہی معانی مین

ضعیف وہ ہون یقین ہی خیالِ منزل سی
اوٹھین نہ پائی تصور بھی ناتوانی مین

سفر ضرور ہی چاہین جو قدر اہلِ صفا
ہزارون در ہین کہ بی آبرو ہین پانی مین

وہ ناتوان تھی اگر ساتھ قافلے کے چلے
تو دب کے رہ گئے ہم گردِ کاروانی مین

غزل ۴۷

نہ دل لگاؤ ماہر یہان کیسی گل سی
وفا کی بو نہین باغِ جہانِ فانی مین

شعر ۹

مرنے پہ ہے جو وصل تو ہو کچھ مزا نہین
پایا تو کب تجھی کہ جب اپنا پتا نہین

جو آئینہ ہی وہ ترا صورت نما نہین
یکتا وہ تو ہی جسکا کہین دوسرا نہین

فصلِ بہار آئی ہی صیاد رحم کر
قیدی کو بھی قفس مین ہماری سوا نہین

ہٹ بیٹھی آپ کیون مری پہلو سی کیا ہوا
سینے سے سانس آتی نہین دل ہلا نہین

نافونکی بو دماغ مین آتی ہی زلف سے
اب منھ سی کہدن مشک تو میری خطا نہین

پیری مین کیون فلک نے دئیے مجکو داغِ دل
گھر مین چراغ دنکو کہیں بھی جلا نہین

صیاد نے قفس مرا رکھا ہی باغ مین
وہ عندلیب ہون جو چمن مین رہا نہین

غالب نکیون ہو ضعف زمانہ مین پیر پہ
پیری سی کونسا ہی جوان جو جھکا نہین

ماہر ہزار کچھ ہو مگر دل ہی اوسکی پاس

شعر	فرقت مین بھی مین دوست سے اپنی جدا نہین	غزل ۱۴۸

مری صفائی باطن کا ہی جواب کہین	خبر مجھی ہو جو ٹوٹے دل حباب کہین
فریب گاہ جہان کا بھی ہی حجاب کہین	کسی جگہ پہ یہ دریا اور سراب کہین
فلک نے اشکو نسی گھر ہو ترا خراب کہین	روان ہوئی تو روکی ہی ہی سیل آب کہین
یقین ہی جوش تحیر سی سنگ ہو وہ بھی	جو دیکھلے دل نازک مرا حباب کہین
پس فنا بھی ہین رووان پہ یہ ڈر ہی فلک	برس پڑی نہ مری خاک پر سحاب کہین
دل شکستہ کو نا پایا کیون مین سمجھون	کسینے دیکھا ہی ٹوٹا ہوا حباب کہین
مقابل آکے تو ہوتا ہے دیدہ تر سے	گناہ سے بہو تر دامن سحاب کہین

شعر	یہ لہر رونیکی کہتی ہی دلمین ای ماہر تڑپ رہی تہی ی غم مین موج آب کہین	غزل ۱۴۹

کبھی وقت جوشش بکا چاہتے ہین	نگاہون سے آنسو گرا چاہتے ہین

مژہ سی یہ کاوش کیا چاہتے ہین
اب اشکون کے عقدے کھلا چاہتے ہین

نہین موتی ہین بلو مجرمون کی
جو بوئے تھے کانٹے اوگا چاہتے ہین

اُمنڈ آئے ہین میری آنکھونمین آنسو
حبابون سی دریا بہا چاہتے ہین

ڈہل آئے ہین آنکھون سے مژگانپہ آنسو
جہازونکے لنگر پڑا چاہتے ہین

نظر شمع پر ہے دمِ فکر میری
مضامینِ روشن ڈہلا چاہتے ہین

غزل ۵۰	سمندر مین طوفان ہے آہونسے ماہر جہازونکے پردے گرا چاہتے ہین	شعر ۱۳

آہ کی مضمون سراسر ہین مری تحریر مین
کسنے باندھی ہی سوا تیر کے ہوا تکبیر مین

حال میرے ضعف کا او سدم مصور پر کھلا
عکس بھی جب گر گئے پہونچا کاغذِ تصویر مین

تجکو دینے کو دیا تھا ورنہ تو کیا مال تھا
غیر کی قسمت تہی او منعم تری تقدیر مین

ہی زمین کو سبکی جو بنی اختیارانہ رجوع
سرمہ تسخیر کیا یہ خاک ہی تاثیر مین

کسکو عالم مین تلاش منزل مقصد نہین
گرد اوڑتی ہی ہوائے دامن رہگیر مین

دست گلچین مین اثر پژمردہ ہون ایک ایک پھول
شمع کا گل جسطرح افسردہ ہو گلگیر مین

شغل نالہ جبکو ہے دیوانے مین آباد ہین
بیکسی مین تہا ہی غل ہر خانۂ زنجیر مین

اہل غفلت کا گذر کب ہوشیارون مین ہوا
نیند آتے کسنی دیکھی دیدۂ تصویر مین

ہین جو آہن دل اثر صحبت انہین کرتی نہین
آگئی کسدن گدازی شمع کی گلگیر مین

قید مین بھی فیض بخشی کی ہی پابند ہم
نیل پاؤن کا ہی سرمہ دیدۂ زنجیر مین

سرکشی کا عیب بے اصلون ہی مین ہوتا نہین
کب بگولی اوٹھتی دیکھے وادی تصویر مین

رہنمائی جنون سے طی ہوئی وحشت کی راہ
تھی ہزارون پیچ ورنہ کوچۂ زنجیر مین

ہی اسیری آبروداران عالم کی محال
موج دریا کب پھنسی ہی دام ماہی گیر مین

قبر مین پہونچی تھی میت آئے جو دزد کفن
گھر پہونچنے پر تہا الٹا قسمت رہگیر مین

گنبد افلاک سی گذری ہماری آہ دل
کس ستم کا توڑ تہا یار ہوائی تیر مین

ناتوانی مین ہوئی ہین اپنی آنکھین پُر آب
ڈبڈبا آئے ہین آنسو دیدۂ تصویر مین

کشتِ داغِ گل ہری ہوتی ہی رونیسے مرے
ابرِ باران سے نہین کم اشک ہی تاثیر مین

ہین جو برگشتہ تہی قسمت نکیون ڈوبین بحر مین
ہی سوا گردش کے کیا گرداب کی تقدیر مین

روشنیِ شمع ہی محفل مین یار رنگِ بہار
پہول ہی منقارِ بلبل مین کہین گل گلگیر مین

شیب مین ہوتا نہ انسانکو جوانی کا جو غم
آہ کیصورت نہوتی پہر عصائے پیر مین

سخت ہے راہِ جنون کی دلیل اسیر یہ ہے
نقشِ پا ہوتی نہین ہین کوچۂ زنجیر مین

ضعف ہے میرا ترقی پر جو دنیا ہے تو دے
تابِ یارا رنگ ہی باقی ابہی تصویر مین

وہ زمانہ اور تہا قبضہ مین جب ملک و مال
اب ہی خرد و گز زمین کیا ملکِ عالمگیر مین

خاکسارون کے روابط کا نہین ہے اعتبار
گرد کب جمکر رہی ہی دامنِ رہگیر مین

بی سہارے غیر کے چلتی نہین ہین خاکسار
خود بخود کب ہی روانی سایۂ رہگیر مین

راہ چلتو نکو نہ ساتھی جانو اپنا دلا
راہزن ہوتے ہین اکثر پردۂ رہگیر مین

بی سلونون سی جہا نمین خاک ہوا امید فیض
چین پایا کسنی تھکر سایۂ رہگیر مین

خاکسارونکا سلوک اعجاز سی خالی نہین
بی چلی جادہ رہا ہمراہی رہگیر مین

جان ڈالے قالب بیجا نمین گر قدرت تری
رنگ دوڑی خون بنکر پیکرِ تصویر مین

شکل کھنچوا کر ہوا بدشکل نادم اسقدر
روغن تازہ پسینہ بنگیا تصویر مین

غزل ۱۵۱

فیضِ رحمت نی کیا آ ماہر عذاب و نیر حرام
تھی جو داخل مجرمانِ واجب التعزیر مین

شعر ۱۹

مرد غیرونکی لیی دل کو جلا دیتے ہین
صاف اسپند یہ آتش پہ صدا دیتے ہین

داغِ دل نزع مین کیون سیر ضیا دیتے ہین
نیند کیوقت تو شمعونکو بجھا دیتے ہین

نالی آواز کب اُنکو نہین سُنا دیتے ہین
قافلہ جاتا ہی جا وحش صدا دیتے ہین

قبر پر داغ دل آوارہ دکھا دیتے ہین
غولِ صحرا بھی منزل کا پتا دیتے ہین

نالے کب خوابِ جرانی سی جگا دیتے ہین
شب ڈراتی ہی نگہبان صدا دیتے ہین

پردہ رکھلی یوہین ستار گنہگار اسکے | چادر اسواسطی تربت کو اوڑھا دیتے ہین
قافلہ خیر سے پہونچیگا گنہگارونکا | زنگ اشکونکی بہی جہان صدا دیتے ہین
راہ لیتی ہین وہی راہبر ملکِ عدم | چار ملکر اونہین جس راہ لگا دیتے ہین
ساتھ آہونکے ملے کیون مجھے داغِ سوزان | آندھی آتی ہی تو آتش کو بجھا دیتے ہین
کب عبث دیتی ہین آواز گداکوچون مین | خیر جس گھر مین ہی وس گھر کو دعا دیتے ہین
ہان چلی آؤ یوہین سیاہ منی وہ منزل ہی | پا شکستونکو بہی زنگ صدا دیتے ہین
قلتِ سوز جگر مین نکرون کیون آہین | بجھنی لگتی ہی جب آتش تو ہوا دیتے ہین
دوستو ریخ کی وسعت کو نہ مجھسے پوچھو | زخمِ دل دامنِ محشر کا پتا دیتے ہین
قطع ہوگا یوہین اک روز کفن بہی میرا | چاک ہوتیمین بہی زخت صدا دیتے ہین
ہچکیان نزع مین آتی ہین تصور ہی ترا | تو سنے یا نہ سنے ہمتو صدا دیتے ہین
سرکشی چھوڑ سمجھکر یہی تو پیری مین | صاحب جرم و خطا سر کو جھکا دیتے ہین

زنگ کی طرح بھی دیتا نہین آواز کوئی
فاتحہ خوانون سے کیا قبر مین نالان ہون مین

لاکھ ہم قافلہ والونکو صدا دیتے ہین
نیند جب آتی ہی یہ لوگ جگا دیتے ہین

غزل ۵۴۲

نظر دوست سے بھی حفظ کر اپنا ظاہر
کبھی پروانے بھی شمعونکو بجھا دیتے ہین

شعر ۱۴

راحت کا قبر مین بھی تو پیدا نشان نہین
اللہ خیر کیجیو دل کی شباب مین
سوئی عدم ہی قافلۂ بوئی گل رواں

جور زمین ہی گر ستم آسمان نہین
تاریک شب ہے اور کوئی پاسبان نہین
بانگ جرس ہی نالۂ برگ خزان نہین

غزل ۵۴۳

اک رنگ کی سخن سے نہ ماہر کو کیون ہنوز
یہان غنچہ سان زبان کے نیچے زبان نہین

شعر

ہوتی ہین خوش ضعیف جو فرضی شباب مین
ہو قدر عاشقون کی جہان خراب مین

ہنستی ہین کھل کی موچھ اس خضاب مین
اونکا بھی دل جو آئے کسی انقلاب مین

گردش نہین حباب مئی لعل تاب مین
پھرتی ہین آسمان بھی دورِ شراب مین

انسان کا اُف رے کربِ فراق شباب مین
تھمتا نہین ہی ریش پہ تگ اضطراب مین

دو اشک ملگئی مری جیبِ اضطراب مین
بیٹھے ہوئے جہاز اُبھر آئے آب مین

بندش نہین ہی ریش پہ فصلِ خضاب مین
پیری چھپی ہی ظلمِ بشر سی حجاب مین

حیران ہون جاکے زور پھر آیا شباب مین
نکلی ہوئی شمیم در آئی گلاب مین

ٹپکے جو دل کے آبلے کیفِ شراب مین
انگور پک گئی طپشِ آفتاب مین

لب محوِ دل کے داغ ہین کیفِ شراب مین
تارے غروب ہو رہی ہین آفتاب مین

بدلا نہ رنگِ حسن کسی انقلاب مین
موجین ہی صورتِ رگِ گل ہین گلاب مین

لب سرخ می ہی ساغرِ آئینہ تاب مین
روشن ہی آگ جادوے ساقی سے آب مین

آخر کو ریش کھلگئی فصلِ خضاب مین
کھُل ملکی بھی نہ شیب کی گذری شباب مین

جاگی ہین رات بھر وہ اسی اضطراب مین
وہ دیکھتا نہ مری صورت کو خواب مین

سچ ہے کہ اشکِ شورِ غضب تھے شباب مین
مٹی ہوئی ملا جو نمک کچھ شراب مین

شیشے کا عکس صاف ہے پیدا شراب مین
شانِ خدا فلک سے عیان آفتاب مین

پیرونکی بال کھلگئی ہین جب خضاب مین
بجلی تڑپ تڑپ کے ہنسی ہے سحاب مین

ساقی بھلا ہو ڈالدے انگور آب مین
شیشونمین ہو شراب تو شیشی شراب مین

لب کچھ کھلی ہین ہوے محاسن خضاب مین
سرگوشیان سفر کی ہین شیب و شباب مین

یہ فکر کے طلسمِ جہانِ خراب مین
باقی رہا نہ مغز بھی فرقِ حباب مین

پرسش سی بیگناہ پڑے ہین عذاب مین
کیا جانی کیا کہا تر رحمت کے باب مین

رہتی ہین کیون حسینو کے عشاق منتظر
کم ہین عنایتین کہ یہ آتی ہین خواب مین

اپنونکی یون رجوع ہی ونسی دمِ کشش
کھنچنی سنی لہو بھر آتی ہی جیسی گلاب مین

مضمون تپے کے دیکھکے قاصد سے یہ کہا
کہنا ہم آپ آتے ہین خط کے جواب مین

کیون آئین جوش مین نہ شیشونکو ہچکیان
بیٹھے ہین مست دیر سے یادِ شراب مین

کیا ہوگا آگے پاک جو کردینگی محتسب
کچھ فرق پڑ گیا ہے ہمارے حساب مین

قاصد کے انتظار مین آخر ہوا یہ تنگ
لکھنے لگا مین آپ خط اپنے جواب مین

پھر پھر کے آپ سے نکھر رہا ہو دل مین اپنی بُو
باندھے وہ شعر رکھکی جو لپٹی تھی خواب مین

تربیتمین جو سوال کہ ہونے ہون ہو چکین
اولجھن سی ہے کی طبیعت چلی حاضر جواب مین

کس کس گناہ سی یارب ہون عدل اسقدر
رحمت کو دیکھتا ہون تو ہون اضطراب مین

کھائے کمر نہ جھونک جو کبھی تو روک لون
بل کھا رہی ہے زلف سی پیچ و تاب مین

تشریف آوری کی بس اس سی تو ہے امید
کچھ آج کل سی فرق ہے نا اضطراب مین

قاصد نے سمجھا ہے یہی بات کا نباہ
ہمزہ لکھا نہ وصل کا سارے جواب مین

مستونکی بزم گرم ہوئی میکدے مین جب
شیشے ترق ترق گئی جوش شراب مین

پورا ملا ہی سہم کسی باغ دہر مین
بو تک تو منقسم ہے دماغ و گلاب مین

وہ دن خدا دکھائے کہ قاصد یہ دے خبر
لیجیے وہ آپ آتے ہین خط کی جواب مین

جب کچھ کھلا نہ حال طلسمات دہر کا — موجین کلید بنگئین قفل حباب مین

مضمون تیرے لکھکے مجھے خوب بن پڑی — غصہ نکالنے وہ خود آگئے جواب مین

غش کے بہانے نے مجھے پایا ہے وصل مین — جی جاؤن گر زبان ہلا دین جواب مین

رکھے رہین تیرے ہات وہ چہرے پہ کسطرح — عادت ہی پیار کی کسی خانہ خراب مین

دنیائی منقلب کا نہ قایل ہون کسطرح — سیدھا ہوا افلاک نہ کسی انقلاب مین

مت کھینچ دلکو سینہ مین کیونکر نہو تکان — طاقو پہ شیشے ہلگئے جوش شراب مین

کہتی ہین میری لاش سی بچپن تو دیکھئے — کیا ہو گا گر زبان ہلیگی جواب مین

آنکھین بھی عجب چیز مگر صاحبان عشق — اشکونکی لڑ لگا گئی چشم پرآب مین

تا حشر اہل قبر نے منھ سے نہ بات کی — اتنا مزا ملا تھا سوال و جواب مین

آتی ہین لحد مین مری منکر و نکیر — مین ایک ہون وہ دو ہین سوال و جواب مین

بیخوف اسلیے مین چلا ہون سوئے جحیم — رحمت تیری دیکھ سکیگی عذاب مین

بیدرد اوسکی کون ہی ٹر ہکر جو یہ کہین — بلبل کے خون کی چھینٹ نہین ہی گلاب مین

اللہ ری شرم آئی جو تصویر بھی مری — آنکھو نپہ ہاتھ رکھدیئی فرطِ حجاب مین

کشتہ ہوئی ہی کوئی تو اسپی ہی آرزو — آنسو ٹرپتی آتی ہین چشمِ پر آب مین

بوسہ کسینی چھین لیا جب تو یہ کہا — عادت ہے یہ فقط اوسی خانہ خراب مین

شاخین بلائین لیتی ہین جھک جھک کے بار بار — عالم ہے کسکی نیند کا سبزے کے خواب مین

کیونکر سنبھل سنبھل کے نہ گویا ہون قبر مین — ہوتا ہے کسکا ذکر سوال و جواب مین

برہم تو میری دیدے ہین آفت ہے چھپنا — آنکھو نپہ اپنی ہاتھ رکھی ہین حجاب مین

اوٹھی وہ یون کہ مڑکے بھی دیکھا نہ میری سمت — کیا جانے مین نے کہدیا کیا اضطراب مین

رو رو کے فرطِ شرم سی آنکھین سمو جاتی ہین — اک بد نظر نے دیکھ لیا ہی جو خواب مین

خانہ نشینیون کی منافی نہین ہی سیر — عزلت گزین نکلتی ہی بو بھی گلاب مین

دیوانہ وار پھرتی ہین غواص بحر مین — کشتی صدف کی بیٹھ گئی ہی جو آب مین

سوتی ہین یہی خیال جو رہتا ہے آپکا | آنکھین مری کھلی ہوئی رہتی ہین خواب مین

تڑپون ہین وقت نزع نکیون لیکی ہچکیان | گھٹ گھٹ کے رو رہے ہین وہ مجھے حجاب مین

رضی ہوئین دیکھ میرا تڑپنا جحیم مین | رحمت تری جو دیکھ سکے اضطراب مین

ہر صبح شام وصل وہ بیٹھی ہین اسطرح | نیچی نگہ ہے فرق جھکا ہی حجاب مین

قاصد نے بھیجا ہی یہ بہت ہے یہ عذر وصل | سب حرف مفردات لکھی ہین جواب مین

رحمت سے گر نہ مے کو تعلق ہو واعظو | بارش بنی نہ لفظ شراب انقلاب مین

بخشے گئی جو لوگ تو بولا مین پر گناہ | پروردگار حکم ہے کیا میرے باب مین

مٹی چلو کسیکو اگر دی تو کیا ہوا | تم بھی شریک ہوگئے کار ثواب مین

قاصد کے ٹالنے کا و نہین بسکہ ہی خیال | خط لکھکے رکھدیے ہین بہت سے جواب مین

عالم مین کوئی دردسی خالی نہین کہین | ہی منتشر جو درد مرا اضطراب مین

ملنے قصد گھومے جاتے ہین اللہ رے ناز کی | بل کھا رہی ہے لٹ جو اک پیچ و تاب مین

لکھتے نہ مجھکو سخت ہنوتی نمودِ خط
بھیجا خدا نے خط مرے بدلے جواب مین

رحمت کو اضطراب ہی نالان ہین اہل حشر
یون سر کو خم کئے مین کھڑا ہون حجاب مین

شیشے بھی کیون نہ جام پہ اب قہقہے کرین
رہتی نہین ہی پنبہ دہانی جواب مین

مستون کے یاد کرنیسے جب آئین ہچکیان
شیشے اوبل اوبل گئی جوشِ شراب مین

کیون گردشِ جہان نہون مست مضطرب
شیشے بھی خون الٹتے ہین انقلاب مین

جب ہے یہون تو کیون ہنو زخمِ جگر رفو
سوزن ہی میرے زخم کا کانٹا شراب مین

مستون نے میکدہ مین جو پھینکی کلاہِ سر
شیشون کی ڈاٹ اوڑ گئی جوشِ شراب مین

کہتے ہین پھیر کے دانہ تسبیح وقت ذکر
کچھ ہو نہ نکلے ہاتھ سی دل انقلاب مین

دعوی مین فرق آئیگا شرمائینگے حضور
کچھ پوچھئے نہ مجھسے جو دیکھا ہی خواب مین

قطع امید عفو نہ اب ہوگی ای کریم
مجرم جو کچھ کہون تری رحمت کے باب مین

عارض کے پاس لائے جو وہ سونگھنے کو بو
ساری چمن کی بو سمٹ آئی گلاب مین

شعر ۷۵	مجمع ہی اک خدائی کا ماہر کے فن مین تم بھی چلو شریک ہو کارِ ثواب مین	غزل ۴۵

پرتوِ حسن ہو عاشق مین بھی تو دور نہین	روئی پروانہ پہ کس شمع کا کچھ نور نہین
بصر آنکھون مین نہین نورِ سرِ طور نہین	کون شی ہو مریحان پاس نہین دور نہین
کیون مصور کی طلب ہے جو وہ مغرور نہین	آپ اپنی بھی کھنچ جائین تو کچھ دور نہین
عذر بیکار کے ہین قبر تو کچھ دور نہین	لاش اوٹھانا ہی مریحان تمھین منظور نہین
جلوہ اونکا سا ہی تا بندگی نور نہین	آپ اپنے پہ گرے برق تو کچھ دور نہین
جذبِ دل وان جو موثر ہو یہ مقدور نہین	نازکی ہی تو مری قبر بڑی دور نہین
قطعِ رہ مین مین دمِ ضعف بھی معذور نہین	گر کے رہ جائے کہین سایہ کا دستور نہین
مے پری کب ہے گر افسردہ انگور نہین	انکی آنکھین ہین نشیلی ہون تو پھر چور نہین
کسکا دل سوزِ غمِ دوست سے رنجور نہین	شمع جلتی ہی تو ٹھنڈا دلِ کافور نہین

اتنی جا نہین پی می لون مجہی منظور نہین
خون دلونکا ہے یہ افشردہ انگور نہین

وصل کی صبح کا یہ قول ہو تو دور نہین
باتون باتونمین اوڑ جاؤن تو کافور نہین

سچ ہی گم کرکے مری دلکو نکیون ہو غافل
کہونا معمول تہا اور ڈہونڈہنا دستور نہین

لاکھ کوئی کہی پتلی کی ادائین ہین گواہ
نشہ آنکہونمین جوانی کا ہی مخمور نہین

چلتی تلوارونمین حیا ابروونکی تہمتا ہے
مرد میدان کہو آئینہ کو گر سور نہین

کیا وہ نادان ہین حیا کرکے صفت اک کہو نہین
آنکہین اولٹی ہوئی نیچی ہو لت تو مغرور نہین

جور گردون ستم دہر گوارا یہ سب
ناز یارون کے اوٹھانا مجہی منظور نہین

سرمگین اشک نے ڈالا ہی غضب کا لنگر
نیچی آنکہین ہوئین اب اولٹی ہوئی تو دور نہین

محتسب کو نہ کرین مست عبث ہی بدنام
کونسا شیشہ ہے نشہ مین جو خود چور نہین

دیکھیے اسکو سمجھ بوجھ کے دیجیے گا فشار
دل پر آبلہ ہے خوشہ انگور نہین

درد خود اوٹھکی اوٹھاتا ہے مری میت کو
بار احباب جو ہوتا مجھے منظور نہین

مہندی پاؤنکی نہ چھٹ جائیگی چلئے دو گام
آپ بھی پاس ہین تربت بھی مری دور نہین

دیکھکر ساقیونکا تجمل یہ مین کہتا ہون
شیشہ مے ہی یہ کچھ دانہ انگور نہین

گر پڑے پڑتے صفت عکس ہی آجاؤ کبھی
قبر بھی کاغذ تصویر ہے کچھ دور نہین

اپنے ہی سے لپٹو نہین نکیونکر شب ہجر
آنکھ سے دور ہو دل سے تو مرے دور نہین

کوئی ہی دل مین مرے آگ لگانے والا
آپ سے آپ جلی شمع یہ دستور نہین

نازکی نے وہی کی اک حرکت گر پڑے
عکس رہجائے اب آئینہ مین تو دور نہین

جس سے دن وصل کا بنجائے مرے ہجر کی شب
سحر وہ نرگس جادو کو بھی منظور نہین

کیا فواکہ مین مزا درد کی لذت نہین گر
کیا وہ انگور کہ جو زخم کے انگور نہین

دیکھکر سلک گہر کیونکہ ہو تسکین مجکو
کونسا قلب ہے جس قلب مین ناسور نہین

نامرادونکی مراد آئی تو کیونکر شب وصل
غش بھی نزدیک ہی اور نیند بھی کچھ دور نہین

پتلیان گردش سے یہ مقصد کہتی ہین
آنکھ مین جس نے پھرکیا ہے جو مخمور نہین

بادہ نوشی سی بھرون زخم جگر مین کیونکر — خود ہی ناسور سی خالی دلِ انگور نہین

لاشِ مفلس سی کہیتی ہی ہوے عالم — بو ہی کافور تو موجود ہی کافور نہین

درد کہتا ہے کہ تڑپا کے نہ مین چھوڑونگا تجھے — مین یہ کہتا ہون کہ کروٹ بھی تو منظور نہین

کوئی خوددار مصور سی کھنچا بیٹھا ہے — اپنے کاغذ پہ گری عکس تو کچھ دور نہین

اونکی تصویر کو یہ چھیڑ کے کہتا ہی قلم — بیٹھنا چین سی بیچین کا دستور نہین

پاؤن یار جو زمین پر نکل آئی پانی — ہم تو ہین قبر مین اور قبر بھی کچھ دور نہین

گر خطا ہو گئی ہو گئی تو بخشو اسکو — ناز پروردۂ غم ہے دلِ رنجور نہین

لن ترانی ہی ہی کچھ دیکھنے والونکی لئی — ارنی گو نہین جب طور نہین نور نہین

چپکی چپکی ہی جلا عود تو یہ بو پھوٹی — دل ہوا خاک یہ کسطرح کہ مشہور نہین

یون تو کچھ نام کو سینے مین ہے لیکن ہیچ ہی — کھوئی بیٹھا ہون جسے وہ دلِ رنجور نہین

رحم دل کہتی ہین مفلس کو اوٹھائینگی ضرور — لاش مچلی ہی کہ اوٹھنا مجھے منظور نہین

اونکی تصویر کا کیون رنگ نہ رہ رہ کے اُڑے
سے چلے بیٹھین کہین ہیچ پن یہ دستور نہین

اُستخوانونکو مری پھینک کے کہتی ہی ہُما
ایسے نا اہل کا رکھنا مجھے منظور نہین

ہم شگفتے تھے کہ دل ایسکے گرہ کھولے صبا
لکھ دیا یون کہ نشان دل رنجور نہین

برق بھی سی مرے ضعف مین بس تو نہین خوش
ورنہ دشمن کو بھی گرنا مرا منظور نہین

ہر جگہ ڈھونڈھ چکا وا کو مین اب تجھ تو اُٹھ
زیر زانو ہی نکل آئے تو کچھ دور نہین

ضعف سے ہون ہمہ تن صورت تصویر ضعیف
رنگ کے ساتھ خود اُڑ جاؤن تو کچھ دور نہین

ناز بردار یونکا بوجھ وہ سکار ہا کیا
یہ کہو لاش و بٹھانا تمھین منظور نہین

کثرت جرم سے نظر و نہین پی صورت میری
منہ کفن سے بھی چھپا ہون تو مستور نہین

مجکو تصویر جو بھیجی تو یہ مین پہلی ڈرا
وصل تو شاق تھا اب ہجر بھی منظور نہین

جنکی تصویر سے مرنا ہی ہے کہدے اونسے
آپ ہی اپنی سی تم دور رہو ہم دور نہین

زخم مین کرکمین کمتی ہوئی تھی دیکھی
مین پکارا کہ مری قلب مین ناسور نہین

دیکھیو اب گل بازی ہوئے دل پا گیا ہو
پھیر لینا نہ مجھے رکھنا اونہین منظور نہین

لوگ غیرون کی لیے پھرتے ہین خوش ہوتے ہین او
اپنی بھی چال پہ مین روؤن تو منظور نہین

عام ہوتی ہی خبر خلق مین جو مرتا ہے
مر گیا دل مرا کس طرح کہ مشہور نہین

غزل

سحر ۲۲

لیگئے خاک مین تارون کو فلوس باقی
یہ بھی مضمون ہو جو ماہ سر کا تو کچھ دور نہین

نظر کی بسکہ جھک جھک کر خم آیا پشت ابرو مین
تماشا کس غضب کا تھا طلسم چشم جادو مین

یہ تڑپی ہین جب آگئے ہین گہر وحشی کی قابو مین
کہ سم چھپ چھپ گئے ہین لب پہ اشاخ آہو مین

تھا اتنا سلیقہ مردمک کو ظلم کی خو مین
ستمگر کوئی تماشا ہی طلسم چشم جادو مین

اشارہ اونکا اٹھ ہوچکا ہو فتنگی جب ہر اک مو مین
چلی تیغ پچھی اک جنبش شمشیر ابرو مین

سمجھ کر کھچے شانہ زراز لف سیہ مو مین
دکھا دل بھی کوئی الجھا ہوا موئی گیسو مین

کوئی تو سر چڑھا دل تیری زلف سیہ مو مین
کہ شانہ خندۂ دندان نما کرتا ہے گیسو مین

بسایا تھا جسی صحبت نے اونکی بوی گیسو مین
وہی تکیہ ہی سینہ پر وہی تکیہ ہی پہلو مین

خوشی ہو عیش سچ ہے تو فلک اک سجگہ اٹھے مین
ادھر دل بیٹھتا ہے درد ادھر اٹھتا ہے پہلو مین

دل جانباز کو کیونکر نہ اب شوق شہادت ہو
سنین ہین پسلیان تیغین کھنچی ہین دونو پہلو مین

تمہاری مردمک کی گردشون سے صاف پیدا ہے
پہری کوئی پتلی ہی طلسم چشم جادو مین

نکالین کر نکلتا ہے نہ وہ سرمے کا دنبالہ
نیا اک پیچ پہ کیونکر بنے شمشیر ابرو مین

نہین ہے مردمک دیکھی جو ہین آئینہ مین سیرین
وہ خود جاتے ہین پھنس اپنی طلسم چشم جادو مین

وہی نکلی ہین بنکر اشکہای سرمہ آلودہ
بھری تھی کوٹ کر موتی جو اونکی چشم جادو مین

ہر اک زخم نہان دامن کو منہ پر رکھکے روتا ہے
پڑی ہی لاش بسمل سے جگر کی ڈالکی پہلو مین

تری مژگان نے کچھ ڈھلکا کی اشک سرمہ آلودہ
لگایا قفل بھی طرفہ طلسم چشم جادو مین

سنا ہے آئینہ مین بیٹھکر دیکھینگے وہ سیرین
تماشا پتلیونکا ہی طلسم چشم جادو مین

نگاہ مردمک تک اونکی جانا دیکھکر اے دل
ظفر تکیہ لیے بیٹھا ہی کوئی چشم جادو مین

خدا ہی رحم الٰہی دیکھیے اس بطا مین کیا ہو
اوُلجھتا ہی یہان دل وہان گرہ پڑتی ہی گیسوؤن مین

یہان مقصود اُٹھکر ہاتھ دلپر پھیر کے آتا ہے
وہان طلنی ہین رُکتا ہے جو شانہ اونکی گیسوؤن مین

معاذ اللہ اب ہین کس طرح انکے لقمین چھوڑ اونکی
بلائین شانہ لیتا ہے تو دل تھرے ہین گیسوؤن مین

ذرا دیکھے کوئی اس ضد کو دیکھے کی صفائی کو
لگا تا ہو نہین جب سے مہاوتی آئی ہین آنسوؤن مین

غزل ۵۶ — شعر ۲

خدا بخشے کہا اور دل کا اپنے خاتمہ سمجھا
لہو سا کچھ نظر آیا جو یا مہر محبت کو آنسوؤن مین

کی نظر باز تھی سب وصلت کی راہین ملگئین
ملگئے دل بہی جو دم بھر کو نگاہین ملگئین

تیری نظارہ مین عالم کی نگاہین ملگئین
یون الگ تھین جا سب کے منزل پہ راہین ملگئین

غزل ۵۷ — ولہ — شعر ۱۷

جنبش ہی شعر رشک سے عرش آہ مین
سچ ہی بڑا اثر ہی یتیمونکی آہ مین

بیکل ہے جان و دل جو ہی راہ گناہ مین
مضطر ہی نا خدا بھی جہاز تباہ مین

کیونکر پھراؤن آنکھ محبت کی راہ مین
برچھی گڑی ہی اونکی نظر کی نگاہ مین

آتا ہے محوِ ناز کوئی سیر گاہ مین
آنکھین بچھا ہین نقشِ قدم کیون نہ راہ مین

اُف ری تباہیان مری اُلفت مین چاہ مین
صورت جو دل کی تھی وہی ہی دودِ آہ مین

کہدو مسافرون سے نہ آئے کوئی ادھر
رہزن بھی لٹ چکے ہین محبت کی راہ مین

کافی ہی مجکو ضعف ہی قطعِ طریق کو
اوٹھتے ہین پاؤن گر دکے اوٹھنے سے راہ مین

ہی کس مجھ غریب کی لے آکے جو خبر
پھیلا ہے پاؤن سوتے ہین جادے بھی راہ مین

دیکھو نگاہ خلق سے ٹیڑھی ہو نیدو
دنیا اولٹ ہی جائیگی ترچھی نگاہ مین

کیون جان بھی بدن سے نکلتی نہ حسن سے
پامال مین ہوا تھا حسینونکی راہ مین

پلکین بلائین لیتی ہین کس چاہ پیار سے
صورت وہ پھر رہی ہی جو میری نگاہ مین

سیراب آبلون سے نہ کسطرح مین کرون
جادے زبانِ خشک دکھاتی ہین راہ مین

آئینہ دیکھنے سی ہوے خود بھی سبزہ رنگ
زہر اسقدر بھرا تھا بتونکی نگاہ مین

گر حسن ہو تو آئین خریدار غیب سے
یوسف کو ایک رات ہی گذرے تھے چاہ مین

ہر روز سرفراز تو کرنا محال ہے
اوسکو کبھی کبھی عذر جو ہو گاہ گاہ مین

تھکتے ہین جب غریب وطن جاکے نا تواں
آتی ہی یاد یار کی ہچکی ر ا ہ مین

غزل ۵۸

شعر ۱۵

ماہر شاہ تیرہ بخت تھین خوش نصیب کی
سرمہ نظر سی جسکی ہی چشم سیاہ مین

تاثیر درد ہجر ہے پچھلا پہر نہین
دکھی مری جگر ہی طلوع سحر نہین

کتنی شب فراق کٹی ہی خبر نہین
بگڑی ہوئی گھڑی ہی فلک کی قمر نہین

وہ نازکی نہین کہ جو غفلت اثر نہین
کیا ہو شمعین آئین کے اذان کمر نہین

جوہر کا وصف جسمین نہین نیشتر نہین
کسکی نہ باچھ قصۂ درد جگر نہین

تاثیر اشک شور ہے پچھلا پہر نہین
کچھ رنگ شب گیا ہے بیاض سحر نہین

بیدار آنکھین کھول کے دیکھین تو کچھ کھلے
فرقتین رنگ اوڑا ہی طلوع سحر نہین

اگر سیاہ خانہ مین ہیر سے ڈرانہ کون
شب کا بھی رنگ اوڑا ہے طلوع سحر نہین

معشوق مین بھی کسی شی کی مجال ہے
کیا جھک کے زلف دیکھتی ہی کمر نہین

اف ری درازیان کہ جوانی گذار کے
آئی ہی شام ہجر کی پیری سحر نہین

ہون مثل مرغ قبلہ نما قید ہی جہان
ٹکراؤن کیون نہ سر کو مری گھر مین در نہین

زلفین لٹک کے دوش پہ کیون پہنچتی ہین
جس سے ہی بچتی ہے چھونک وہ نازک کمر نہین

دنیا طلسم حسن حسینان دہر ہی
گردش ہی چشم مست کی شام و سحر نہین

ہی گھر مرا اگر آئینہ کسکا نہین گذر
مسدود بھی نہین ہی اگر باز در نہین

نادم وہ گر نہین ستم ہجر پر ہون
کیا بھیگتی بھی رات پسینہ مین تر نہین

غزل ۵۹

رہ رہ کے دل مین اوٹھتی ہی آہ کے کیون چمک
بجلی تڑپنے مین دل مضطر اگر نہین

شعر

ہی غول راہ دہر قمر بھی قمر نہین
اک مکر چاندنی ہی طلوع سحر نہین

بچپن کی ہی جو چال ردا پر نظر نہین — کسکی خبر انھین ہو جب اپنی خبر نہین

سمجھا نکوئی دہر مین برق و شرر نہین — بیچ ہے تڑپتے دلکی کسیکو خبر نہین

پھیلائے پاؤن سوتے ہین تکیہ پہ سر نہین — کیا کر رہی ہی کسکی نظر کچھ خبر نہین

سینہ کھلا ہوا ہے ردا پر نظر نہین — کیا جانے دل پہ کسکی ہین جنکی خبر نہین

سانس اولٹی پاؤن پھرتی ہے تابِ نظر نہین — کیا ہے جو غیر حالتِ قلب و جگر نہین

وہان اپنی اپنی کام مین کسکی نظر نہین — وہ سو رہی ہین یون کہ کچھ اپنی خبر نہین

اپنی تو ہی یہ رائی تمہاری خبر نہین — انگڑائیو نمین جو نہ کھنچی وہ جگر نہین

آنکھو نمین پھر رہے ہو جو دل مین گذر نہین — کس سمت ہو کہان ہو کدہر ہو کدہر نہین

مژگانپہ اشکِ چشم بھی ہین لختِ دل بھی ہین — اک نی نصیب ہم ہین کہ زانو پہ سر نہین

تصویر کو بھی اہلِ دل دیکھتے نہین — کتنا کھنچے ہین خلق سی اتنی خبر نہین

کہتے ہین رُوندھے ہوئے ہو دل شامِ ہجر کے — میلی سی چاندنی ہی ضیا ہی قمر نہین

مژگان کی صف مین دل ہی لٹاتی ہی حسن سے
افسر ملا ہوا ہے امیدِ ظفر نہین

جلتا ہے خود اگر کا بھی دل ہیر جال پہ
کھولے ہے بال قبر پہ کوئی چھور نہین

جاگے ہوؤنکی چشم کا ہی عکس چرخ پہ
آنکھین جھپک رہی ہین نجوم سحر نہین

پلکونکی بھی ہے بیا وہ آتی نہین کبھی
جس نیند کا حضور کی آنکھونمین گھر نہین

تصویر کھینچ رہی ہی نزاکت مین مست ہین
کھنچکر چلے کمان سے کمان کچھ خبر نہین

کیون نیند بند کر نہین کرتی ہی اہتمام
وہ چشمِ نیم باز اگر بابِ شر نہین

کرتا ہون چین پاکے جو آنکھونکو بند مین
کہتی ہے موت اب تو وہ دردِ جگر نہین

کیونکر تڑپ کے نہ رہجاؤن ہجر مین
جسکو مین ڈھونڈھتا ہون وہ دردِ جگر نہین

کی وشنی ہی نہ آکے عیادت مری کبھی
کیا نیند کو بھی ہے مرض کی خبر نہین

کاندھا بدلتی آتی ہین آنسو بھی سوے چشم
جاتی ہی لاش قبر مین لختِ جگر نہین

مثل حباب غنچہ ہون کبھی تو روؤن پہ
آنسو بھرے ہوئے ہین مگر چشم تر نہین

حرفون مین بھی نشان ہے نشتر کیون شگاف کا
زخمِ زبانِ کلک ہے زخمِ جگر نہین

کیون چھپین نہ چھٹکے دونونکے رخ دو نین
دو لاشین دونون سمت ہین قلب جگر نہین

عکس میان آئنہ کیون سبزہ رنگ ہی
گر زہر کا تمہاری نگہ مین اثر نہین

معدومی دہن کی تو خیر ایک بات تھی
کس پر کھڑی ہین ہات رکھے گر کمر نہین

ہی آج مجھسی وحشی نشتر مژگان سے سامنا
انجام کیا ہو دیکھئے دل بھی دہر نہین

کیا کس سی پوچھون ایک سفر ہے عدم کو
سوتے ہین سب کو کسیکی خبر نہین

لب بند کیون کئی ہون گلہ کیون نہین مجھے
کچھ میٹھے میٹھے درد مین لذت اگر نہین

دل چھپکی چپکی جان چھپ دیتا ہے ہجر مین
یون دم نکل رہا ہی کہ مجھکو خبر نہین

کچھ حال چھپاتی تجھسے ہین اپنے رنج مین
نیچی نگہ جو کہتی ہے اوسکی خبر نہین

کیون ہو گئی تن سی نکل آئی ہین مرے
ٹوٹی ہوئی ہی گو نہین انگشتر نہین

کیوان سانس چڑھتی ہی عرق آیا ہے کسلئی
بھاری ہی جرات آپکے بیمار پر نہین

جرّاح بھی چھوے تو مین کیونکر تڑپ نجاؤن
اونکی امانتین ہین یہ زخم جگر نہین

آئی ہی ڈھونڈھتی ہوئی اٹرتی تک اونکی زلف
سچ کہتی ہین کہ جسم مین اونکی کمر نہین

صیاد چھٹتی چھٹتی چھٹینگی وہ عادتین
کے دن ابھی ہوئے کہ مرے بال و پر نہین

وہ محوِ خوابِ ناز ہین نکلا ہی آفتاب
دکھلا رہا ہے آئینہ گردون سحر نہین

اچھّا نہ آئے تھے تو سمجھتے ہی میری قدر
کیا آپ مین ہی آنیکو اذنِ کمر نہین

نازک رگین تڑپ ہی ہین برق کیطرح
تعویذ کا تو آپکے بازو پہ سر نہین

سچ ہی کہ سب ہین صاحبِ خانہ کے دم تلک
گر دل نہین تو جان نہین ہی جگر نہین

کچھ ایسا پڑ گیا ہے محبت مین تفرقہ
دلکی ہمین تو دلکو ہماری خبر نہین

کچھ حسنِ اتفاق سے یون لگ گئی ہی آنکھ
آئینہ منھ پہ منھ کو رکھے ہے خبر نہین

سُنکر صدا گدا کی نہ رکھ ہاتھ کان پہ
سو در کھلے ہین باز اگر ایک در نہین

زلفین دبائی ہین کیون اتنی دور سے
گر دشمنون کو آپکے درد کمر نہین

سوز و گداز شمع مین گرچہ بھی ہی اثر
کافور کا بھی خلق مین ٹھنڈا جگر نہین

تھمتی نہین نظر دل مضطر پہ کیون حضور
پارہ نہین ہے برق نہین ہی شرر نہین

وہ اور کسیکی سامنی سر شرم سی جھکائین
ہیکل کا ہے یہ بوجھ کہ اونچی نظر نہین

اینٹھی ہین ہاتھ پاؤن تشنج کا حال ہی
تعویذ کا جو آپ کے بازو پہ سر نہین

کیون نیم باز رہگئی ہین خواب ناز مین
آنکھون مین میری نیند کا بھی گذر نہین

آئینہ لیکے ہاتھ مین گرتے ہین منہ کی بل
اس نازنین پہ خود انکی نظر نہین

آنکھین اولگئی ہین جوانی کے نشہ مین
ای شرم یہ سبب ہے کہ نیچی نظر نہین

اعضا چلے جب کھنچکے تو بولا مین نزع مین
جاتے ہو تم کہان ابھی میرا سفر نہین

کیون گتھین پڑ رہی ہین دوپٹے مین آپکے
حل دل کسیکے دست نگہ کی اگر نہین

دوڑی ہی مت ہوا و دہر ادہر سے چلی ہین یہ
سچ ہے کہ دلکی آہ مین کیونکر اثر نہین

کیون انکی روشنی مین نکلی بدن سے دم
اتنی ہی گرچہ چاک نہین درد جگر نہین

معشوقِ بیحجاب کو اُڑاتی ہی ہے سب — یہ شمع کے ہین اوٹ پتنگونکے پر نہین

بیدردیون سے پھینکتی ہو کیون اوتار کے — ہیکل کی تختیان ہین یہ لختِ جگر نہین

شکنین مٹی ہوئی ہین پیشہ مین کیون وہان — کھنچتی ہوئی رگونمین مری گر اثر نہین

اک آئینہ مین عکس ہی اک چشمِ صاف مین — حیران بیٹھی ہین کہ کدھر ہین کدھر نہین

اپنی جھڑکنا کو دلکی غریبی کو دیکھیے — دعوہ پھر اوسپہ کہ مین بیداد گر نہین

ایڑی کی نیچی لائی ہین چلنی مین کس لیے — گر ہو نہین آنکھونکی جو لختِ جگر نہین

تربت پہ بھی سکوتِ شبِ وصل یاد ہے — اب تم پکارتے ہو ہمین کچھ خبر نہین

آئینہ لیکے ہاتھ مین غیرونپہ طعن ہے — خود گر پڑی جو حسن پہ اوسکی خبر نہین

نازک جو تھے قلم کے اشارے مین کھنچ گئے — تصویر کا تو نام ہے اپنی خبر نہین

لڑ بھڑ کے کس سے سوئے ہین گیسو بگاڑ ہی — کون اونکی لے رہا ہے بلائین خبر نہین

مجھ بگڑے دل کی دھوم ہے چرچے ہین نام ہے — بن بن کے لٹنے کی کسیکو خبر نہین

دل لے کے جھوٹ موٹ کا سونا جو سوگئے ہین
یون مسکرا رہے ہین کہ جیسے خبر نہین

ایسے بھی اب نہین کہ سنین نزع او نہ آئین
کچھ دل پکارتا ہے کہ اونکو خبر نہین

غزل ٦٠

کٹنا شب فراق کا ماہر محال ہے
کچھ کھیت چاندنی نے کیا ہی سحر نہین

شعر ٢٥

غضب ہے سبزۂ رخ کہکی اوسکو ہٹاتے ہین
نگاہونکی جو پڑنیکے نشان کچھ پائے جاتے ہین

کوئی اونسی کہی جو ساتھ ہمر دفن جاتے ہین
مبارک ہو زمین شق ہوگئی ہے عاشق سماتے ہین

عبث کیون دوست مجکو بار احسان سے دباتے ہین
جو خود اوٹھی جہان سی اوسکا لاشہ کیون اوٹھاتے ہین

ہزارون حسن سے آپ اوسکی جامے مین سماتے ہین
اوسی بالیدگی سی آئینہ مین بال آتے ہین

نہین حاجت اونہین کچھ شمع کی جو دل جلاتے ہین
نمود اپنی روشنی مین تا عدم پروانے جاتے ہین

نزاکت اون تنونکی کیا مصور آزماتے ہین
قلم کے اک اشارے مین جو کاغذ تک کھنچ آتے ہین

بشریت کو بھی تا دسترس اپنی ستاتے ہین
بگڑ جاتی ہی جب صورت تب آئینہ دکھاتے ہین

وفا پروانون کی دیکھو عبث کب لپٹی جاتے ہین ⁂ سیاہی صبح ڈالی شمع کے منھ کی چھڑاتے ہین

دہن مین وہ زبان دیتی ہین یہ جب پاس آتے ہین ⁂ نجانے کیا پتنگے شمع سی باتین بناتے ہین

قیامت ہے غضب ہے بیٹھے آنچل سی ہین مٹاتے ⁂ نشان آئینہ مین کسکی نفس کے پائے جاتے ہین

رہین آباد و شادان جم جو شمعو نپہ کھاتے ہین ⁂ دہی ٹھنڈا ابھی کر دیتی ہین آخر جو جلاتے ہین

نہین معلوم جلنی مین وفا کیسی کھاتے ہین ⁂ زبان شمع پر کچھ نام پروانونکی آتے ہین

جلانیوالے تو تجھہ ہی تھے ذکر اونکا جانیدو ⁂ دل اونکی موم کب ہین شمع روشن جو بجھاتے ہین

نزاکت اونکی کام آتی ہی ہے مثل آئینہ ⁂ ذرا ہی جب کشش ہوتی ہی وہ دلمین در آتے ہین

نگاہونکو بچا کر شمع بھی لے لیتی ہی بوسہ ⁂ پتنگے جلنے مین کچھہ منھ سے یون منھ کو ملاتے ہین

ہماری اضطراب دلکی اب حالت یہ پہنچی ہی ⁂ نہین جمتی ہزار اپنی قدم آنسو جماتے ہین

رگین کیونکر نہ مثل ہوئے آئینہ مری ابھرین ⁂ کہ جوہر سے جگر و دل ٹوٹے ہوئے نشتر دکھاتے ہین

مثال عکس آئینہ تمہاری ساتھ ہم بھی ہین ⁂ چلو تم جاتے ہو تو گھر سے ہم بھی نکلی جاتے ہین

ہماری ناتوانی کام آتی ہی تو منزل مین
غبارِ دشت اوٹھ اوٹھکر قدم اپنی اوٹھاتے ہین

یہ رنگ بو کے غنچہ کیون نقاہت مین ہوش اوڑتے
نسیمِ صبح کی جھونکے مری دلکو ہلاتے ہین

ذرا آنسو مرے پونچھے ہین کچھ تسکین سی ہوتی
تڑپکر جب پتنگے شمع کے دلکو ہلاتے ہین

قیامت کے جب آنکھین نظر آتی ہی دیدارکو
زمین سے چلنے مین کھنچتا ہوا اون قد رہتا ہین

گلہ ہو سب کی بیرخی کا نہ شمع مین کیونکر
ہماری ہاتھ پاؤن جب ہمین سے اینٹھے جاتے ہین

ٹپک کر بے صدا تے ہین اشکِ شمع کافوری
جلین دل اوٹھے جو ٹھنڈے کلیجی کو جلاتے ہین

غزل ١٦١

سلیقہ مثلِ ماہِ صبر بات کرنیکا نہین جنکو
مثالِ عکسِ آئینہ وہ خالی لب ہلاتے ہین

شعر

یہ حباب آکے سرِ آب خبر دیتے ہین
دم جو لیتی ہین زبانہین وہ سر دیتے ہین

سچ ہے سختی سے دنی خلق مین زر دیتے ہین
چوٹ جب کھاتی ہین تب سنگ شرر دیتے ہین

شمع کہتی ہی کہ پروانونکا احسان کیا ہے
جان لیتے ہین تو ہم خود بھی تو سر دیتے ہین

اونکو گلہای سپر جانکی منظور کرو | ہات پر رکھکے تمہین نذر جو سر دیتے ہین

ہین نخیلان جہان بہی کوئی غنچہ شاید | ٹکڑے دل ہوتے ہین مٹھی نہی جو زر دیتے ہین

زخم کیطرح کبھی ہنس کے کبھی رو دھو کر | ہم خوشی آپکی ہر طرح سے کر دیتے ہین

وہ سلامت رہین یارب کہے اگر کیصورت | دفن جو مجکو مری خاک مین کر دیتے ہین

کوئی تو نکتہ ہے جانباز یونہین خاموں کی | لوگ لکھ لیتی ہین جسوقت یہ سر دیتے ہین

غزل ٦٢

شورش انکا مین کیونکر یہ سنون اے ماہر
کچھ خبر دلکی مجھے دیں تہ تر دیتے ہین

شعر ٢٨

ہم اون گلون کا قفس مین خیال کرتے ہین | ہوائی ترم سی جو منھ کو لال کرتے ہین

قدم کے نقش پہ کیون اپنا حال کرتے ہین | وہ ترتبین بہی جو ہین پامال کرتے ہین

چھری کو روک کے بیجا ملال کرتے ہین | یہ معنی ذبح کے ہین یون حلال کرتے ہین

اونہین کے عشق مین ہم انتقال کرتے ہین | ہٹا ہٹا کے جو زلفین جلال کرتے ہین

نہ خوش ہون وہ کہ جو دیدِ ہلال کرتے ہین
فلک کے کو چھُری سے حلال کرتے ہین

ہر اک سی رنج ہر اک سی ملال کرتے ہین
وہ اپنی شان کا کچھ بھی خیال کرتے ہین

عدم نہ منھ کو کہو تو ملال کرتے ہین
کہانکی بات کہانکا خیال کرتے ہین

لباس خون کی چھینٹون سی لال کرتے ہین
حلال کر نہین آتا حلال کرتے ہین

کسی طریق سی تھی بی سخن ہون وہ مشہور
زبان پان ہی کھا کھا کے لال کرتے ہین

اب آفتاب بھی پانی مین کیون نہ ڈوب مرے
وہ آج آئنہ مین دیکھ بھال کرتے ہین

بلائین لیتی ہی ہر بار زُلف چہرے کی
کچھ اس ادا سے وہ مجکو حلال کرتے ہین

کوئی ڈرے ہوئی لوگونسی کعبے ذبح کے وقت
یہی جھجک ہے تو پھر کیون حلال کرتے ہین

قفس کی خیر منا مثلِ غنچہ اے صیّاد
اسیرِ صحن چمن کا خیال کرتے ہین

یہ کیسی لوگ ہین یارب فرشتگانِ لحد
کہ جانکر ہمین بیجان سوال کرتے ہین

زبان نکلی ہزارون دعائین دیتا ہے
کچھ اس ادا سے وہ دل پائمال کرتے ہین

ہماری فرد میں منھ کا بھی پھیرنا تھا ضرور
جہانمین یون ہی کسیکو ملال کرتے ہین

فرشتگان لحد چھیڑنے سے کیا حاصل
جواب دو ہمین ہم بھی سوال کرتے ہین

کشیدہ کون ہو تیر افگنان عالم سے
کھنچی کمانکی یہ گوشمال کرتے ہین

خیال خاطر نازک تھا عفو ہو تقصیر
جگر کو تھامکے اب عرض حال کرتے ہین

غمزہ کے ہاتھ ہی کہتے ہین اوٹھکے اوسکی طرف
فقیر اوسکے اوسی سے سوال کرتے ہین

وہ لوگ ہی ہین جو ہین دور چشم کے کشتہ
چھری سے ہمکو تو ڈور حلال کرتے ہین

کسے نہ تم نظر آئے پناہ موسی سے
کہ دیکھکر ارنی کا سوال کرتے ہین

جو شامت آتی ہے پھولونکی اونکی ہاتھون مین
وہی ہمارے کلیجے کا حال کرتے ہین

عوض جواب کے دیتے ہی تجکو بنتا ہے
ترے فقیر غضب کا سوال کرتے ہین

ہوئی ہے باغ کی پھولون سے جب کچھ چشمک
وہ جاگ جاگ کی آنکھونکو لال کرتے ہین

شہ جا صدائے فقیران آسیا خوب ہے
یہ جتنا سیر ہو اوتنا سوال کرتے ہین

جناب موسی عمران پناہ دیدہ سے | یہ جسکی دید کا حضرت سوال کرتے ہین

غزل ۶۳

ادہنین کے عشق مین ماہر کی جان جاتی ہے
بچے ہوئے جو لہو سی حلال کرتے ہین

شعر ۴۴

جرّاح دردِ زخم سے رونا یہ خو نہین | دل ہنس رہا ہے بخیۂ تارِ رفو نہین
اب کیون ترے گدا کا سفر مشل بو نہین | حسرت نہین مراد نہین آرزو نہین
اب کیا کہون کسی سی کوئی آرزو نہین | حسرت ٹپک رہی ہی جگر کا لہو نہین
نا قدر دردِ غم کے نہونیسے شاد ہین | مین یہ ترپ رہا ہون کہ دل کیون لہو نہین
یون جا بسن دمِ کہیں ہین قفس مین اسیرِ باغ | شاخون مین پھول اک نہین پھولون مین بو نہین
پروانونکو جلا کے دکھا شمع کا نہ دل | اب بھی کہو سفیدِ جہان کا لہو نہین
سینہ پہ ہاتھ رکھکی کبھی پڑھ دو فاتحہ | میت ہے یہ بھی ایک مری آرزو نہین
وہیا لگا یا آپ مین کس احتیاط پر | اتنا بھی ہو نہ شوخ تو دل کا لہو نہین

آرام پاکے کہتے ہین دل سی مری دہ یہ
ناحق گلہ تھا ہمین بُری کی ہی خو نہین

مستون بغیر بزم مین کیا دل لگی مرا
شیشہ نہین ہی جام نہین ہی سبو نہین

رُوٹھی جو دل مرا تو کوئی اُوسنی یہ کہے
پھر کیون خفا کرو جو منانیکی خو نہین

کہتے ہین رنگ اوڑا کے حنائی کسیکے ہاتھ
جو چلوون نہ روز گھٹے وہ لہو نہین

ذرہ ہے میری خاک کا دامن سے جا پڑی
ای دوست میری اور کوئی آرزو نہین

شاید کہ مر گیا دلِ نالان مرا کہین
چپ چپ سی شہر مین ہے وہ غل کو بکو نہین

مجھتک تو عادتین تھین جگانیکی رات بھر
سونے نہ دی اونہین یہ مرے دلکی خو نہین

پر تو پڑا ہے دلکی چمک کا مرے ضرور
بجلی مین بے سبب یہ تڑپنے کی خو نہین

کمسن ہین گر نہ چال مین الجھین تو کیا کرین
گرنیکی عادتین ہین سنبھلنی کی خو نہین

اب کس امید پر مجھے ناوک لگائین وہ
رنگت پکارتی ہی کہ دل مین لہو نہین

کہتے ہے دل مین ڈال کے روزن مراد دل
اس در کی جو فقیر نہین آرزو نہین

دھارونکا زور دیکھ کے ناوک لگائیے
اولٹی پھرین نہ تیر تو دل کا لہو نہین

کہتا ہون تیرے مرد دیکھ کے حسرت زدونکو مین
سُن رکھیے سبب کہ مجکو کوئی آرزو نہین

دم ہو خفا تو ہجر مین دل ہی نہ تنگ ہو
معشوق کب ہے جسمین بگڑنیکی خو نہین

کیون مست خونِ دلکو سمجھین شراب سُرخ
مے کی نہ چھینٹ ہو تو لہو بھی لہو نہین

کہتا ہے دل جلا کے مرے درد کا مزا
وہ دل نہین کباب کی کچھ جسمین بو نہین

دل بے بساط ہو تو ڈرو اور ظلم سے
پھیکا سا ہو جو خون وہ لہو کیا لہو نہین

مستونکو کیون نہ درد ہو ٹوٹین جو ایسے دل
ہے کون جسمین شرکتِ خم و سبو نہین

خنجر کا منہ بھی رنگ کے پردہ مین ہے نہان
دیکھو سمجھکے تم بھی تماشا لہو نہین

دل مین ہی سمجھکے وہ رہتے دین سب اپنے تیر
غیرونکی آرزو ہی مری آرزو نہین

پیکا نہین رنگ پا کے مکدر نہ اتنے ہو
جو خشک ہو گیا وہ لہو کیا لہو نہین

وہ تیر پر لگا ہے ہمین تیر اسلیے
کہتا ہے جوشِ خون کہ ابھی دل لہو نہین

دنیا مین اتنی عمر بہی ای شفق یہ حال
مین بھی تو ایک ہون کہ مرا دل لہو نہین

گر درد زخم دل کا سنوگے تو ہوگا کیا
چھوٹی سی منھ کی بات بڑی گفتگو نہین

ظلم ہوا گلو نپہ ہی بلبل اسیر ہے
کیا ہو رہا ہے اب خبر رنگ و بو نہین

تولید خونکی مردہ دلی مین عبث ہے فکر
جو دلکی جان تہا وہ لہو اب لہو نہین

ایسے غریب دلکو نہ چہاتی سی کیون لگاؤن
خصلت یہین ضدونکی مچلنی کی خو نہین

جلاد روئینگے دل زخمی کے حال پر
باتین شکست بخیہ تار رفو نہین

زخمی دل سیے ہوے لب کی صدا سنین
ٹانکونکا ٹوٹنا ہے مری گفتگو نہین

جلاد جلتے خون کا ادنی یہ حال ہی
بجلی زمین پہ لوٹ رہی ہے لہو نہین

ہر عکس یون سے عکس کے الٹی ہین کیا نصیب
آئینہ اونکے آگے ہے پھر روبرو نہین

تفریح اوس سے ہو یہ رولائے جہان کو
غنچے کے دلمین ہی مری حسرت کی بو نہین

رنگت تو کہہ رہی ہی مرا طور ہی برا
ہمت پکارتی ہی ابھی دل لہو نہین

اتنا تو ٹوٹے دل کا نشان مجکو یاد ہی | غش کی سی عادتین ہین تڑپنے کی خو نہین
یہ کیا کہ میرے پاس تھین سو دلین حسرتین | اب اونکی پاس ہے تو کوئی آرزو نہین

غزل ۶۴ | گل دیکھی کیون خموش ہو ماہر شمع بزم
چھن جائے منھ کی بات تو کچھ گفتگو نہین | شعر ۳۴

مجھے اس شہر اسی ہی جگہہ گردون نے گلشن مین
گرے بجلی تڑپکر گر ہلے تنکا نشیمن مین
رگِ جان عین سوزِ غم نہ کیونکر ہو مرے تن مین
گلِ آتش ہو وہ بھی خس جو ہو شعلہ کے دامن مین
نشیب طبع کی تاثیر یون ہے شعر کے فن مین
عوض شیر و نکے جیسے بو رہے شیر و نکے مسکن مین
قدم ڈالے نکیون دل ہر طریقِ صاحبِ فن مین

اسد جاتے ہین ہشیہ کی طرح غیرون کے مسکن ہین

کوئی ہم دکر رہی ہے تیغ دست ترک پر فن ہین

رگون کو اپنی کچھ بھڑ کا ہوا پاتا ہون گردن مین

کوئی تو پوچھ دے یہ باغبان سے مجھکو گلشن مین

وہ کھٹکے آنکھ مین کیونکر جو تنکے تھے نشیمن ہین

معاذ اللہ کیسی منتین بانکی لڑکپن مین

غضب ہوجائے نیچا سر ہو ہنین طوق گردن مین

پھر آمد غم کی ہے دلین الٰہی خیر امیدونکی

اسد مایوس ہو کر صید سے آتا ہے مسکن مین

بندہین باندہی کسیکی اہل وحشت غیر ممکن ہے

ہوا کیا گر پڑی زنجیر رشتہ پائے سوزن مین

ترس کھاہم صفیرون پربھی جو ساتھ آئے ہین

مین جبس مُٹھی مین ہون گلچین چھپالے اوسکو دامن مین

ہواکے دم سے اتنابھی اگر ہے تو غنیمت ہے

مرے بدلے مرے پر آتے جاتے ہین نشیمن مین

اگر ہے طالبِ قطعِ سفر رہبر کے پیچھے آ

اولجھکر رہگیا رشتہ بڑھا جب راہِ سوزن مین

کسیکا راز افشا کر نہ اپنی بیحجابی سے

کہ عریانی پہ عادت پردہ پوشی کی ہے سوزن مین

خبر اونکو نہین باتون مین یون بیٹھے ہین تربت پر

بلائین سر سے پا تک لے رہا ہے کوئی مدفن مین

یہی تو ہین ادائین قتل کرتے ہین جو محفل کو

کہ خود بیٹھے ہین اور تصویر پوشیدہ ہے دامن مین

زبان سے کام کم لے گر بقائے دم کا خواہان ہے

کہ عمر رشتہ گھٹتی جاتی ہے رفتار سوزن مین

سمجھکر مال اپنا لیگئین اشکونکو بھی نظر مین

وہ رزق برق تھا دانہ جو کچھ تھا میرے خرمن مین

کبھی اونکی لحد کی سمت بھی ہو کر نکلجاؤ

نگاہین جنکی جالا بنگئی ہین چشم روزن مین

کبھی گرتے ہین جب دشمن تو مین سنکر یہ کہتا ہون

انیلی چال چلتے ہین الجھ جاتے ہین دامن مین

مری اک قید نے حالت یہ کی ہے ہمصفیرون کی

بھرا ہے خانۂ صیاد سناٹا ہے گلشن مین

تعجب کیا جو پھپھولے کی طرح دل بھی نکل آئے

لیئے بیٹھے ہین وہ مٹھی چھپائے ہین جو دامن مین

نظر مین کیون نہ اونکی نشہ آتا اونکی آنکھون کا

کرے مستون کے ہاتھون سی ہی گر پڑتی ہی دامن مین

عجب کیا اس بلانے سے چلا آئے اگر قاتل

اشارون کی ہے صورت جنبش رگہائے گردن مین

بدی غیرون کے آگے ہو رہی ہے کب سے تربت پر

ہمین دیکھو کہ ہم چپکے پڑے سنتے ہین مدفن مین

رہے قطرہ نہ باقی ہان دم شوق شہادت ہان

بدن بھر کا لہو کھچتا چلا آتا ہے گردن مین

دوبارہ ہون نکیونکر قتل یہ کہکر جو وہ روئین

بدن پر سر نہین ہم ہاتھ ڈالین کسکی گردن مین

جدائی انکین بہی کیا تیغ سے ہونے کو ہے قائل

گلے ملتی ہین آپس مین رگین جتنی ہین گردن مین

اب اس سے بڑھکے کیا شوقِ شہادت ہوگا ای قائل

رگین کہنچتی ہوئی ساری سمٹ آئی ہین گردن مین

فلک کے دور مین انسان رہے ثابت قدم کیونکر

دمِ گردش تو پتھر بھی نہین تھمتا فلاخن مین

خبر پائی ہے شاید قتل کی اے بیخودی کوئی

بدن سے خون جو دوڑا ہوا آتا ہے گردن مین

اوترکر زلف نے اوسکی جگہہ روکی ہے شانہ پر

کبھی مین نے جو باہین ڈالدی تہین اونکی گردن مین

محبت مین بھی اوسنکے قتل کا ہے اک نہ اک مطلب

جھکا کر سر دیا مین نے تو ڈالا ہاتھ گردن مین

کوئی اس سن کو تو دیکھے عوض مین کچھ چڑھانے کے

لحد کے پھول بھی چنکر لیئے جاتے ہین دامن مین

شعر ۱۶	بشر ہو کر فلک کی گردشین ہا ہمسر سہے کیونکر کہ چکر آتا ہے پتھر بھی جب آتا ہے فلاخن مین	غزل ۴۸

کُہر صفت اضطراب مین ہون جہان ہون اک انقلاب مین ہون

میان خشکی بھی آب مین ہون مین آبرو سے عذاب مین ہون

نکیون مین ساکت حساب مین ہون تری ہی داب و داب مین ہون

خموشش بس اس حجاب مین ہون مین اور گویا جواب مین ہون

سے اوٹھکر عذاب مین ہون محاسبہ کے خطاب مین ہون

مین خاک گویا جواب مین ہون کہ اونکے سن کے حساب مین ہون

مگر مین سبزہ خطاب مین ہون کہ رہرو وُنکے عذاب مین ہون

کہون تو کیا کس حساب مین ہون زمانہ روے کہ مین خواب مین ہون

لحد عجب اضطراب مین ہون صدمے اونکی عذاب مین ہون

مین اپنی فکرِ عقاب مین ہون وہ جانتی ہین کہ خواب مین ہون

گناہ پہ بھی ثواب مین ہون خموش رحمت کے باب مین ہون

کفن کے اس پیچ و تاب مین ہون مین بحجاب اور حجاب مین ہون

ہمیشہ آباد ساقیا تو نہ کیون ہو مینا کی طرح اچھو

ادھر ہون تا حلق اپنی ملوا ادھر گلے تک شراب مین ہون

برنگِ بوئے چمن جو بھویا مین بیٹھ کر دلکو خوب رو دیا

ہوا بس آتے مین کوئی گویا کسیکے رُخ یا گلاب مین ہون

نکیون لگی آگ جسم و جانمین سیہ زکھتا ہے استخوان مین

کبھی ہو نمین نبضِ عاشقان مین کبھی مین سیخِ کباب مین ہون

نہ ڈھونڈے مجھسا ہی کوئی بیکل کہ سارے دریا مین اک ہی ہلچل

ابھر رہی ہے زمین سے ریتیل غضب کے مین اضطراب مین ہون

بیان ہو کیا حالِ قلبِ مضطر ٹپک رہا ہے اوٹھا اوٹھا کر

جہان مین تجھیلے نہ در دیکھو نکر شبِ فراق اضطراب مین ہون

سقر مین کیا جی یوہین مین ہار اکیا تہا شعلون نے کچھ اشارا

مین دستگیر و نکو یون پکارا چلو چلو مین عذاب مین ہون

لحد کے دُکھ تو فلک نے ڈالے نہ منھ سے پر یہ سخن نکالے

چلین نہ اسطرح چلنے والے قدم کے نیچے مین خواب مین ہون

اثر دکھائے جو قلبِ مضطر تو سر پہ ہری صورتِ مقدّر

نکیون ہون غلطان مثالِ گوہر غرق خود اپنے آب مین ہون

سُنادے حکم ای حساب والے سقر مین جائین عذاب والے

جواب دینگے جواب والے کریم مین کس حساب مین ہون

شعر ۶۹	نہ خوش ہون ماہر ستا کے دشمن جو ہون مین گردش سے خستہ آہن زمانہ بھی تو بنے فلاخن جو دم کو مین انقلاب مین ہون	غزل ۶۶

صاحب بساط قدر سی خالی کہین نہین — تکیہ وہ کونسا ہے جو مسند نشین نہین

ہی دور کون دوست جو میرے قرین نہین — سینہ مین ہی وہ دل جو کم از دوربین نہین

احسان لے نہ تو مثل ترا ابھی کہین نہین — اکسیر ہے وہ خاک جو دامن نشین نہین

کس ہی نہ نامِ عشق کوئی نازنین نہین — مجنون تو ہین بھی لیلیِ محمل نشین نہین

ای چرخ کاملون کی جگہ کیون کہین نہین — تکیہ سی بھی یہ کم ہین جو مسند نشین نہین

کیا آنکھ مڑ کے دیکھتی ہی کیا کہین نہین — دنبالہ سرمہ کا ہی کوئی دوربین نہین

مجھا ہی شکل حزن تو جا تو حزین نہین
تقدیر کا لکھا ہی یہ چین جبین نہین

عاشق تو نکی شکل تو خود نازنین نہین
عکس انکا جسکے رخ مین نہین یا وہ حسین نہین

پینے مین مے سب کو یہ کیون ہی نہین نہین
شیشون کا ہی خون مے آتشین نہین

کیونکر مکان بھی باعث زیب مکین نہین
بجسین ہین یہ وہ حرف جو کرسی نشین نہین

نے روئے کیون نہ رو دل کہ مجھسا حزین تو نہین
آنکھو نہ یہ آستین ہے چین جبین نہین

بیچ ہے پناہ سبز خطون سے کہین نہین
یہ آب زیر کاہ ہین حسن حسین نہین

کیا اہل نام چین سے اپنے گھر نگین مین ہون
جب آشنا زمین سے پشت نگین نہین

ہو لامکان تو اہل فنا سے کرو نہ ناز
گر تم کہین نہین ہو تو یہ بھی کہین نہین

جام مہین مار کے ہون جو زہر جنون سے ہین
افعی کے تن کا پوست یہ ہے آستین نہین

گر ہون نہ صف ذات تو شہرت سے کیا حصول
اک نام ہے چراغ مکان نگین نہین

بوسہ کے ہین نشان یہ کیون نازنین خفا
شاید لیا ہو خواب مین مجکو نہین نہین

نامی جہان مین گر ہے تو کسبِ حیا ہی
گر آنکھ ہی مین آب نہین تو نگین نہین

مین اک فشارِ قبر کا شکوہ کرون تو کیا
دنیا مین کس کی خونکی پیاسی زمین نہین

زورِ جنون مین قید سے باہر ہو ممکن کیا
ہاتھونکی ہتکڑی شکنِ آستین نہین

ہے صاحبِ وقار تو کر ترک بانکپن
گر کج کلاہیان ہون تو حسنِ نگین نہین

کبتک چھپے رہو گے دکھا ہی چکو جمال
کیا خوب آپ تو سماتے ہین اک تمکین نہین

کر صاحبِ وقار پہ تہمت نہ ظفر کی
چشمک زنی پہ میلِ مزاجِ نگین نہین

طبعِ نفیس مائلِ مالِ جہان ہو کیا
فاسد غذا صدف کی ہی دُرِ ثمین نہین

ای چرخ خانہ زادونکی ور اتنی آبرو
قابل صدف کے گوش کے دُرِّ ثمین نہین

تکرارِ نفیِ وصل مین اتنا رہے خیال
اقرار ہو نجائے تمہاری نہین نہین

پرتو دکھادیا تو سراپا دکھا چکے
اب تم مری نگاہ مین پردہ نشین نہین

کھو جاتی ہو تم آنکھون ہی آنکھون مین کسطرح
آنسو نہین ہو سرمۂ چشمِ حسین نہین

جلتی زمین پہ کیا مرے وادی کی آئین وہ
ہین موم خام شمعِ غزالانِ چین نہین

ہون آتشین لباس گلِ شمع کی طرح
شعلہ نہین اگر تو مری آستین نہین

ہون عکس آئنہ تو نہ کھلواؤ منھ مرا
گر مین حسین نہین ہون تو تم بھی حسین نہین

ہے غرقِ مالدار کا باعث جہان مین مال
کشتی صدف کی کون ہے جو تہ نشین نہین

اولٹی نہ باتین ہون جو زمانیکی طرح سب
ہان سی بھلی لگے نہ تمھاری نہین نہین

ایسا برا ہو نہین کہ ہی چہرے مین جسکا عکس
صورت نما مرے نہین تو خود حسین نہین

کھتی ہی ہر کلی کی قبا چاک کرکے بو
جسمین نہ دستِ غیب ہو وہ آستین نہین

پروانی پوچھتی ہین اشارون مین کچھ جواب
کہتی ہے شمع سر کو ہلا کر نہین نہین

نامی بھی انتظار اجل مین مرین نہ کیون
پتھرائی جسکی آنکھ نہین وہ نگین نہین

ای ضعف دردِ ہجر مین رونیسی کام ہی
ابرو تو آنکھ پر ہی اگر آستین نہین

ڈھونڈھ آیا ہر طرف دلِ بیتاب بھی مرا
ای دوست تیرے درد کا درمان کہین نہین

پروانونکو قرین نظر آتا ہی کیون عدم
شعلہ جو شمع کا صفتِ دُوربین نہین

یون گر نہ آئے دیکھکے ارمانون ہی کو آؤ
یہ کیا یہ سب تو دلمین بسی ہین تمہین نہین

لاکھون ہی حسرتین ہین تمنائین سیکڑون
بستی جو میرے دلمین بسی ہی کہین نہین

دیکھو خرامِ ناز سے دبتا ہی دل مرا
پھر یہ کہوگے ہمسا کوئی نازنین نہین

رسوائے خلق ہی ہوئے منھ پر بھی آئی بات
وصلت مین اور کیجیے مجھسی نہین نہین

کھوئی ہی خلق آپ پتا کسطرح ملے
گر تم کہین نہین ہو تو کوئی کہین نہین

نامی جہانکی دور مین محتاج کیون ہون
دیکھے ہر اک کا ہاتھ نہ جو وہ نگین نہین

پرتو سے شکل دیکھنے والون نے دیکھ لی
سمجھے تھے تم کہ یہان کوئی باریک بین نہین

بیہوش لوگ دلکی نگہ سی ہون کیا نہان
یون چھپکے آج بیٹھے ہین جیسی کہین نہین

ظاہر کے خاکسارونمین عیب ہین بھی ضرور
پانی مرے نہ جسمین وہ کوئی زمین نہین

آنسو پونچھینگے کاہکشان شبِ فراق
عریان تنونکی آنکھ پہ گر آستین نہین

سایہ بھی ہو نہ پاس تو کسکا کرون گلہ — مین اپنا آپ ہجر کی شب ہمنشین نہین

جو چاہو اپنی منھ سی کہو مین سُنا نونگا — ہر جا ہو میری جان تو کیونکر کہین نہین

آوارگی کے لطف کو سورن پوچھیے — لاکھون بنائے گھر مگر اک مین مکین نہین

پھر پھر کے میری نیند کو ڈھونڈین پتلیان — گر آنکھ مین نہین تو جہان مین کہین نہین

جلوے سے یہ بھی دیکھنے والے جھجھک گئے — ظاہر کے سب حجاب ہین پردہ نشین نہین

اولٹی ہوئی ہے آنکھ ہے نیچی تو کیا کرین — بیکار کی ہی بات کہ وہ شرمگین نہین

کی تہی نہ لیکے قدر تو یہ کیا ضرور تہا — یون کھو دیا کہ دل کا ٹھکانا کہین نہین

کہتے ہین جاگے آنکھ کے پردے پڑے ہوے — یہ آنکھ وہ ہے اسپہ بھی جو شرمگین نہین

اولٹو نقاب منھ سی دکھا بھی چکو جمال — ایسا نہو کہ لوگ کہین تم حسین نہین

آنکھونکی آگے لاؤ تو دیکھو جہانکا حال — دنبالۂ سرمے کا بھی کم از دوربین نہین

تا صبح آنکھون آنکھون مین میری ہوا ہے لوگ — اہی نیند تیری طرح سے وہ بھی کہین نہین

تو یہین کہین چھپی بیٹھی ہو میری جان | یہ بھی کہین ہوا ہے کہ ہو اور کہین نہین

کر خاک نفس کو تو ہو عاشق تری ہی خلق | جسپر مری جبین سب جھکی ایسی زمین نہین

صاحب ہنر ہو نکمین تو قدم سے لگا ہی نام | حسن خرام کا کلک سے نقش نگین نہین

کیا چلتے پھرتے لوگونکا شکوہ ہو اے فراق | بیٹھا ہوا جو دل تھا وہی ہمنشین نہین

ای بیخودی کراہنے کا آج کیا سبب | سینے مین دیکھو دل کو درد تو میرے کہین نہین

ای کھوئے دل یہ سینے مین کیا ہو رہا ہے اب | کیا چیز کسکو ڈھونڈھتی ہین کیا کہین نہین

بیمار پڑ کے لوگ تو اوٹھ بھی کھڑے ہوئے | اللہ میری درد کا درمان کہین نہین

غزل ٦٧

بیٹھو گے لاکھ ہٹ کے جو ماہر سی ہو گا کیا
مژگان پہ اسکی اشک کم از دوربین نہین

شعر ١١

ردیف الواو

رلوا دیا ملائک عرش آلہ کو | کیا دل دکھا نہین یہ طولا ہی آہ کو

عمرِ رواں سی دُور رکھ ای دل گناہ کو | ہے قہر قرب کوہ جہازِ تباہ کو

اشکوں سی کچھ سکوں ہے مجھ پُر گناہ کو | تھامنا ہے لنگروں نے جہازِ تباہ کو

کہتی ہی چھو کی آہ یہ عرشِ الٰہ کو | دکھیں ملک بھی آج مری دستگاہ کو

دیکھا فلک کو توڑ کے عرشِ الٰہ کو | کیونکر کہوں نہیں تیرِ ہوائی اب آہ کو

کیوں اشک ہوں ضرور مجھ پر گناہ کو | لنگر سے روکتے ہیں جہازِ تباہ کو

دکھیں بشر جو چشمِ بصیرت ہے اک ذرا | ہر رگ دکھائے معرفتِ حق کی راہ کو

دروشِ طبع جو ہیں گذرگاہِ دہر میں | چلنے میں چھوڑ دیتے ہیں وہ شاہراہ کو

ای آہ دلکو پھینک تنِ بیسکون سی تو | لنگر سے کام کیا ہے جہازِ تباہ کو

کیوں دے وہ دلِ ستم زدہ دل مضطرب کہو | ہے بادبان قہر جہاز تباہ کو

غزل ۶۸

ماہر یہ غفلت کفن و قبر تا بہ کے
اب چھوڑ بھی جہانکے سفید و سیاہ کو

شعر ۲۳

سوزِ غم آہوں سی میرا تیز تر کیونکر نہو
آتشِ سوزان ہوا سی شعلہ ور کیونکر نہو

اشک سی ہیں پر مژہ لختِ جگر کیونکر نہو
آب دی جس نخل کوں وہ بارور کیونکر نہو

داغِ غم پیری میں میرا جامہ در کیونکر نہو
چاک دستِ صبح سے جیبِ سحر کیونکر نہو

سخت جانی میں مجھی سوزِ جگر کیونکر نہو
سنگ خلقت ہیں تو باطن میں شرر کیونکر نہو

شیب میں ہے نور ہر داغِ جگر کیونکر نہو
گُل چراغِ ماہ ہنگامِ سحر کیونکر نہو

داغِ دل وقتِ جوانی جلوہ گر کیونکر نہو
ضوفشان ہنگامِ شب نورِ قمر کیونکر نہو

دل سی پایا پھل نہیں ہے گر تو اسکا کیا عجب
جو شجر اک سرو ہو وہ بی ثمر کیونکر نہو

ہی شبِ کوتاہِ وصلت میں گذشتہ کا بیان
ذکرِ طولِ شامِ فرقت مختصر کیونکر نہو

عکسِ داغ سینہ سے پکی نہ کیونکر دل مرا
تابشِ خورشید سی پختہ ثمر کیونکر نہو

اوّل و آخر عدم ہے بندہ واحد ہو نہیں
مبتدا جو ہے وہی میری خبر کیونکر نہو

تن کی تاریکی سی گھبراتی ہی روح اے فرطِ غم
داغِ قندیلِ درِ زخمِ جگر کیونکر نہو

پڑھ چکا ہو جو کتابِ قصۂ زلفِ دراز / پھر مطول اوسکی آگے مختصر کیونکر نہو

مجھپہ تنہا کٹ رہی تھین ہجر کی راتین فلک / گرم پہلو کر نیکو داغِ جگر کیونکر نہو

جب کمالِ اوج سوزِ آتشِ فرقت کو ہو / شعلۂ سرکش نگاہونمین قمر کیونکر نہو

ختم کر دی عشق جب مجھپر جہانکی انقلاب / دوست دل سا دشمنِ بیدادگر کیونکر نہو

جب قیامت کا ہو پیدا وامرِ غمکو حصول / دشتِ محشر دامنِ زخمِ جگر کیونکر نہو

وار پیہم جب چلین گردونکی مجھپر زیست مین / پھر مری تیغِ اجل آخر سپر کیونکر نہو

خانمان برباد ہو کر مجکو مرنا ہی فلک / تیر بجانب سے زمین کے دلمین گھر کیونکر نہو

داغِ فرقت جا ہین دلچسپ اپنے سو جگر / یاد لطفِ وصل کا آخر اثر کیونکر نہو

بسملِ شمشیرِ طولِ شامِ فرقت ہون فلک / میری نظرونمین شفقِ خونِ سحر کیونکر نہو

جز وِ آفاتِ سماوی کو نہ بدلون گُل کسی کیون / شاق تر مجکو یہ دردِ نیم سر کیونکر نہو

فتحِ بابِ شوقِ صحرا مجھپہ جب کھو دے جنون / آہنی دیوارِ زندان ہو تو در کیونکر نہو

غزل ۶۹	یاد مین آہوئی چشم یار کی نکلا ہے دم مرگ ماہی کی خبر وحشت اثر کیونکر نہو	شعر ۱۹

کہان تاب کسافت صاحب طبع مصفا کو
کہ دستِ صاف ساقی سے بہی آتی ہے مینا کو

کیا ہی یاد کن مستون نے ساقی آج صہبا کو
کہ بنکر شورِ قلقل ہچکیان آتی ہین مینا کو

لگا اتنی تو آگ اے آتشِ فرقت سراپا کو
سپند آسا اوڑا دون مجمرِ دل سے سویدا کو

پلا دون کیون نہ آبِ آبلہ وحشت مین صحرا کو
زبانِ خشک سمجھا ہون نہین نقش کفِ پا کو

ملا خلقت سے خونکی لطف وہ قلب مصفا کو
مئی گلرنگ سے حاصل ہو کیفیت جو مینا کو

بصیرت سے کبھی دیکھی جو مجنون نے لگو صحرا کو
نہ سمجھے خیمۂ لیلے سے کم داغِ سویدا کو

یہی حسرت ہے اے دستِ جنون مجھکو دشتِ پیما کو
مثالِ گرد پھٹتے دیکھلون دامانِ صحرا کو

طمانچہ موج کا آخر پڑا مونھہ پر حبابو نکے
گرہ مین اور باندہے ہین ہمہ ہائے آب دریا کو

سوئی گردن دو نظر پڑتی جو میری نشہ مین
سمجھتا خوشۂ انگور مین عقدِ ثریا کو

فلک اوسکی ہین شمع بزم الفت کا ہون پروانہ
کیا ہے سیر فرش ارض جسنی کوہ صحرا کو

کمی ہی گر دعملی آنسو نکاین کیون ہو قلت
کر ساحل کا تو گھٹجانا بڑھا دیتا ہے دریا کو

اگر انکا بھی تو طیران چاہے صورت سیمرغ
پر پرواز پر کاہ ہون ہر کوہ صحرا کو

پیادہ چلتی او لیلی تو رتبہ اور بڑھجاتا
سمجھتا سجدہ گہ مجنون ترے نقش کف پا کو

بھی سکیں نے دقت غم آہ سرد کھینچی تھی
حباب اوڑھے ہین سب سر سی ردائے آب دریا کو

نکیونکر یہ محابہ دامن یوسف پکڑ لیتی
گریبان اپنا اکدن چاک کرنا تھا زلیخا کو

ترقی خواہ تو حسن اتنی ہی ہون عاشق
اندھیرے نکچہ کم تھی تجلی چشم موسی کو

تری بیمار کو دم توڑتی گر دیکھ لیتی وہ
مثال نبض تڑپن عمر بھر تہی مسیحا کو

تڑپکر ہجر کی راتین کٹین جب قید یوسف مین
ہنسی آئی ہی کیا کیا اپنی رونے پر زلیخا کو

غزل

کسیکے ناخن نازک جو یاد آتے ہین اے ماہر
گرہ ہر اشک کی کہل کر خجل کرتی ہی دریا کو

شعر ۱۴

اچھا یونہین سہی شبِ فرقت بسر تو ہو
یون رنگ ہو سفید کہ طالع سحر تو ہو

مانندِ شمع خلق مین سودا کے سر تو ہو
سر جسم پر رہے نہ رہے تاجِ زر تو ہو

کم ٹپکے آبرو ہو تو خیر اسقدر تو ہو
دریا سے نبٹی گھٹی تو بقدرِ گہر تو ہو

اے چشم اونکی عکس کا پتلی مین گھر تو ہو
پھر دیکھین باہر آنکھ کی تل بھر نظر تو ہو

اشکون سے کچھ نہ اور ہو حفظِ نظر تو ہو
جب گھر لٹے صدف کا گہر قفلِ در تو ہو

اے عشق دل مین آرزوون کا گذر تو ہو
سچ ہے کسیطرح مرا آباد گھر تو ہو

مرجائے دل جو سینہ مین نالان جگر تو ہو
جب لاش گھر مین ہو تو کوئی نوحہ گر تو ہو

وحشت کا عکس قیس مین پیدا اثر تو ہو
پھر دیکھین آئینہ کی نہ دیوار و در تو ہو

گردون نے سیہ سمجھکے دیے مجکو اشکِ چشم
لنگر سفینۂ صدفی کا گہر تو ہو

کام آئے دل نہ جنبشِ ابرو مین کسطرح
تلوار جب چلے کوئی سینہ سپر تو ہو

ہین سخت جان قیب سے آسیا سے کیا
کوئی مرض نہین ہی تو دورانِ سر تو ہو

گر ہمنشین کوئی نہین واقف نہین سہی	آگاہ دردِ دل ہی ہماری جگر تو ہو
گویا اگر نہین تو نہون یہ بہی اک ہی بات	سب کچھ سہی تم اونکی خدایا کمر تو ہو
دلکی جلا دکھاتی ہی ماہر جمالِ دوست	مجھسا کوئی سکندرِ آئینہ گر تو ہو

غزل ۷۱	وله	شعر ۲۰

تیغ جفائی چرخ کا کوئی اثر تو ہو	چھوٹا بھی داغ ہو تو بقدرِ سپر تو ہو
آئینہ لیکے جاؤن نکیونکر مین سامنے	اونکی کسیطرح سے اِدھر کو نظر تو ہو
اب دلمین گڑ گئی ہی مثالِ سنانِ تیر	وہ دن تھے اور آج سی ترچھی نظر تو ہو
باغِ جہان مین اہلِ ہوس ہین برنگِ گل	ہون داغ دل مین پائی نہون مٹھی مین زر تو ہو
بنتِ عنب کے عشق مین اتنا تو ہو اثر	شیشہ جو ٹھیس کھائے تو دل کو خبر تو ہو
بوی اثر تو کچھ ہو محبت کے رنگ مین	بلبل فغان کرے تو گلون کو خبر تو ہو
کتنا ہی پھیل پھیل کے یہ دُودِ دل مرا	اتنا فلک گھٹے کہ گلِ نیلوفر تو ہو

صیاد ہوش بھی اوڑ گئین تو کیا عجب
مجھسا ریاضِ دہر مین بے بال و پر تو ہو

بلبل کو اسقدر تو ہو صیاد عشقِ گل
چٹکی کلی چمن مین تو دلکو خبر تو ہو

غش آگیا کلیم کو یا دیکھ ہی لیا
کھلجائیگا وہ نور کہین جلوہ گر تو ہو

کٹتی نہین جو یون شبِ فرقت مری فلک
کافورِ زخم اوڑ کے طلوعِ سحر تو ہو

رنگین خیالیان نکرون کیون مین قید مین
آخر کسی طرح سی قفس مین بسر تو ہو

سب چلبسین گے دل سی بڑھا مین حسرتین
نکلیگا قافلہ بھی سرا سی سحر تو ہو

عشاق کو ہو صحبتِ معراج کیا پسند
پڑ رہیگی گر ادھر نہین کوئی ادھر تو ہو

سچ ہی نہ بدلین بزم مین پہلو وہ کسطرح
دنیا کسی طرح سی ادھر کی اودھر تو ہو

جاگا ہوا اٹھا ہی ہجر کا آتا ہون تھم ذرا
ای حشر قبر مین مری سیدھی کمر تو ہو

یہ بات اور ہی ہے قبول نہ بزم مین
کچھہ دل کے کھوئے جانسے تم باخبر تو ہو

چھاتی سی اوسکو بھی مین اسیطرح سی لگاؤن
دلکی طرح کوئی مرا سینہ سپر تو ہو

اوروں سے عرضِ حال کا تو امتناع ہے | ای دوست میرے درد کی تجکو خبر تو ہو

غزل ۷۲

ما ہمہ را امید عفو گنہہ عشق مین کہان
تر دامن اور ہو گا ذرا چشم تر تو ہو

شعر ۱۳

مسکن کسیکا مثلِ حباب رواں نہو | نکلے بدن سے سانس تو گھر کا نشان نہو
یون کھُنہ گھر کسیکا میان جہان نہو | لو شمع کی ہلے تو ہمارا مکان نہو
طے کر کے راہِ سخت قدم کیون رواں نہو | تلوار کیا ہو تیز جو سنگِ فسان نہو
مجھسا نحیف و زار کوئی ناتوان نہو | مین ہی نہ ہل سکون جو کوئی رگ طپان نہو
وہ ناتوان ہون سینہ سے منھہ تک نہ آسکی | لیکر عصا سے آہ جو نالہ روان نہو
یا بس مزاج سنی تواضع کی رکھ امید | جان اوسکو خشک چوب جسے جھک کر کمان نہو
بحرِ جہانمین ہو نہین ہوائے تہ حباب | گر مین نہون تو گھر کا بھی میرے نشان نہو
کسطرح اشک سینہ سے آنکھون مین میری آئین | پستی سی سوئے اوج جو پانی روان نہو

خدمت سے باغ دہر مین ہر شئے کی ہی بہار
صحرا ہی پھر چمن بھی اگر باغبان نہو

کہتا ہی سر کو ٹ کو کھینچکے میرا غبار دل
یا مین نہون زمین پہ یا آسمان نہو

دی ہی فلک نے باغ مین مجکو جگہ تو یون
تنکا بھی گر ہلے تو مرا آشیان نہو

کینہ سے منھ سے ہم ہون نہ نکلے جو دل سی بات
سب عیب ہون بشر مین مگر ناتوان نہو

غزل ۲۳۳ — چلتے ہوئے جو قافلے رکتے ہین راہ مین — ماہر سا پا شکستہ پس کاروان نہو — شعر ۱۳

دل مرا اب نگہ تند کو بر ماپندو
تیر خالی جو گیا دور کر و جاپندو

رنگ الفت جو کوئی چیز نہین جانیندو
اک کلی دل ہی ہی مرجھا کے تو مرجھانیندو

ذکر بحرین تو چھٹتا ہی سنا کر مجھکو
خیر آنکھون سے ہی دو آشک نکلجانیندو

اودھر سے سینہ پہ شکنجا سا یہ کیا کھینچا ہی
ولولے دل کے جو نکلین تو نکلجانیندو

شاید اونکو مری رنگینی اپنی سی ہو خبر
ٹوٹے تار ونکو کسی طرف کیطرف جانیندو

نزع مین پھر وہی باتین وہی جھوٹے وعدے
دل کو تم آج تو جی کھول کے گھبرا نیدو

ہو یہ خلوت تو بھلا کونسا انصاف ہی یہ
غش کو مین آپ نہ دون شرم کو تم آنیدو

نزع مین روتے ہو کیون یاد کرو ہجر کے دن
دل مرا آج ہی گھبرائے تو گھبرا نیدو

تھامنے والو قسم نزع کی الجھن کی مجھی
تا لحد جاؤن تڑپتا یونہین گر جا نیدو

مجھپہ تو طعن تھی آیا ہے اب آئینہ کیون
دل جو تنہائی مین گھبرائے تو گھبرانیدو

پیچ عشاق کی قسمت کو بڑہینگے اہی اور
کچھ دنون گیسونکو اور بھی بل کھا نیدو

چاند سی منھ کو نہ دیکھونگا ابھی نزع مین
روح کو جسم سی آنکھونکین سمٹ آنیدو

غزل ۷۴

نرگس مست مین یا بھر ہین کیب اشک شادی
نظر آتے ہین چھلکتے ہوئی پیمانی دو

شعر ۲۵

انسان کا دل بھی دوست کی دکھ سی حزین نہو
ضرب قلم جو باعث زخم نگین نہو

رونے سی ہو سکون تو کیون دل حزین نہو
آنسو پچھین تو چشم پہ کیون آستین نہو

گر میری حال دل پہ زمانہ حزین نہو — چشم فلک پہ کاہکشان آستین نہو

صاحب وقار بھی کہین کالک نگین نہو — رکھدی یہ جس جگہ قدم اوتنی زمین نہو

غلطان زمین پہ گرکے ہون کیون مثل اہل نزع — رشتہ جو گوہرون کا دم واپسین نہو

روکے ہون اپنی امنڈے ہوئی اشک اسلیئے — بچپن کی روئی آنکھہ کہین شرمگین نہو

چھرے پہ زلف آئے تو کہئے نہ منھہ سے کچھہ — یہ عاشقونکی آہ کی شوخی کہین نہو

اک تھی ہوا کی جسکی ہوس دلمین رہگئی — مین خاک اوڑاؤن گر تو جہانمین مین نہو

کھائی ہین ٹھوکرین مرے وادی کی سالہا — کیونکر دو نیم سم غزالان چین نہو

دامن سی پونچھتی ہین جو ہوتی ہین گوشہ نشین — وہ چشم دود دل سی مری سرمگین نہو

کیون دل کا حال کہنی مین کاٹین نہ میری بات — منظور ہے شکایت قلب حزین نہو

دل کا حجاب جال ہی باطن کا جانی کون — سب ہی کسی ہی آنکھہ مگر شرمگین نہو

اتنی ہین لامکانیان جاتی رہینگی کیا — دلمین تو ہو مکین مریجان گر کہین نہو

کہتی ہی پھر کے لاش مری اونکی روش سے
معشوق بیوفا ہو مگر نازنین نہو

آنکھونکو بند کرکے جو لیٹو تو سب سنو
دل کے کراہنے کا جو میرے یقین نہو

گر ہون شہ بادشاہِ اولو العزمِ ملکِ نظم
قرطاس کی زمین سے مرزیر نگین نہو

یہ کیا کہ پھر فقیر سے بدتر ہون بادشاہ
قبضہ مین گر ذرا سی زمینِ نگین نہو

بند آنکھین لوگ کرتی ہین میت کی اسلیئے
حسرت بھری نگاہ مری شرمگین نہو

کھد نہ نامیون سی گری جب زمین پہ عکس
سب وصف ہون نگین کے پہ ظرفِ نگین نہو

نہ تم ادا سکھاؤ نہ قاتل بنے کوئی
تلوار اوگلی کیون جو چڑھی آستین نہو

گر دفن اہلِ دردسون گرم دشتمین
تکمیدِ موکمِ ستمِ غزالانِ چین نہو

گوہر کو پاکے آب مین کہتی ہین ناتوان
یہ کوئی ڈوبتا ہوا دل تو کہین نہو

پاتا ہون کچھ فرار کی صورت سموم مین
پیچھے مرا کہین نفسِ آتشین نہو

وےکے سونمین تڑپتے ہوی دلکو اسلئے
وہ ہاتھ آئے گر تو کہین کا کہین نہو

ماہر مرے سے درد کی ہمت بڑی ہی یہہ
ہر عضو تن جو دل ہو تو مجھکو نہین نہو

غزل ۷۵ | ردیف الہاء | شعر ۱۸

محشر بپا ہے نالۂ آتش فشان کے ساتھ
پھنکتا ہے صور بھی مری شور فغانکے ساتھ

دیکھا غبار دل کو نہ اشک روان کے ساتھ
کیا دخل گرد ہو جو مری کاروانکے ساتھ

تھم کر چل اے نسیم چمن ناتوان ہون مین
اوڑ جاؤنگا شمیم گل بوستانکے ساتھ

اللہ آج خیر کرے عندلیب کی
صیاد بھی چلا ہے کہین باغبانکے ساتھ

ساقی مجھے بھی جام دے تا اب کبھی تھا مین
لہرائی اتبو موج مئی ارغوانکے ساتھ

ہی مستقل مزاج کو تحریک بجھو ل
آب گہر بہیگی نہ آب روانکے ساتھ

واماندہ وہ ہون راہ مین ایک ایک گام پر
تھمتا ہے قافلہ مری بانگ فغانکے ساتھ

گلشن کے بند و بست سے نالان ہے عندلیب
اوڑتے ہین ہوش بوی گل بوستانکے ساتھ

تاثیرِ جذبِ شوق شہادت کو دیکھنا
ہر تیر اپنی تن مین ہا اُستخوانکی ساتھ

اوجھل جو تو نگاہ سے ای ماہِ حسن ہو
یوسف تری تلاش کو نکلے کاروانکے ساتھ

سالک ہون وس طریق پہ آشوبِ عشق کا
رہزن بھی لٹ چکی ہین جہان کاروانکے ساتھ

اتنا خیال قافلے والو ضرور تھا
کوئی شکستہ پا بھی ہے اس کاروانکے ساتھ

تحریرِ خطِ شوق مین طاری ہے طرفہ ضعف
چلتا ہے ہاتھ جنبشِ نبض و انکے ساتھ

وہ سخت راہِ عشق تھی پہونچی نہ حد تلک
رہبر بھی خاک اوڑاتے رہے کاروانکے ساتھ

زخمی ترے جو پیاس مین دریا بہا گئین
کھنچ آئے دُر کی آب بھی ابروانکے ساتھ

واعظ کے ہوش اوڑ گئی محشر مین غل ہوا
مستون کے غول آئے جو پیرِ مغانکے ساتھ

تکلیفِ نغمہ قید مین صیاد کیا ضرور
ان چہچہوں کا لطف گیا بوستانکے ساتھ

غزل ۷۶	ہے ظالمونسے دہر مین اہلِ کرم کسے نجات ہر شاخ مین ہین خار گلِ بوستانکے ساتھ	شعر ۶

ردیف الیاء

یہ کسکو بزم مین نازِ معشوقانہ آتا ہے	کہ جان اپنی ہتھیلی پر لیئے پیمانہ آتا ہے
پھرین ہمراہ چشم مست کیون نظرین محفل کی	ہزارون ہاتھ بڑھتی ہین جدھر پیمانہ آتا ہے
بگاڑی چال کیتی ہی تم منہ سی کہو اپنی	تمھین طرز خرامِ نازِ معشوقانہ آتا ہے
مژہ کو ٹلی کرے کیونکر نہ گردش اونکی آنکھونکی	کہ ہاتھون ہاتھ محفل مین لیے ہین پیمانہ آتا ہے
جو ہو محتاج اپنا اوس سے تو کھنچنا قیامت ہے	کہ شیشہ بھی تو جھکجاتا ہے جب پیمانہ آتا ہے

غزل — **شعر**

صفین اولٹین نہ کیونکر مثل مژگان بزم مین ماہر
ادہر پھرتی ہی چشم مست اودہر پیمانہ آتا ہے

صدکے نازک ہو سہارا تو ہو چلنی کے لیئے	دل مرا تھام لو اپنے ہی سنبھلنی کے لیئے
اوڑتی منہدی کا اشارہ ہی یہی گر سمجھو	آگ دو ہاتھ سی اپنی مری جلنی کے لیئے
نذر مین پاکے جگر اونسی پسیجی نے کہا	پنکھیا لیجیئے یہ ہاتھ مین جھلنی کے لیئے

نزع ہی مر رہی ہین لگی مرادین دل مین
بیٹھی پھرتی ہی سر دم کی نکلنی کے لیے

خدمتِ صاحبِ ہمت مین ہین اعلی و دنی
ہاتھ ہی پاون مین تلوار کے چلنی کے لیے

ابر مین برق کی یہ جلوہ گری کہتی ہے
کوندتی ہین ہی پردہ کسی سے نکلنے کے لیے

غزل ۸ — شعر ۳

کہتی ہے ہاتھ مین اونکی یہ حنا اے ماہر
مہندی ملتے ہین کلیجہ مرا ملنے کے لیے

ملگئے ہین آج بی قابو جو وہ تقدیر سے
رنگ کیا کیا کر رہا ہے شوخیان تصویر سے

تم وہی ہین کے بیچین ہر صورت رہے
نچلے بیٹھے گر کبھی تو رنگ اوڑا تصویر سے

غزل ۹ — شعر ۶

طبعِ نازک کیون نہ کر دے اور ہی صورت کا حال
رنگ کچھ اوڑنے لگا ہے آپکی تصویر سے

فشار کیا کہ جو سرمہ ہر استخوان نکری
زمین نے ظلم کیا وہ جو آسمان نکری

وہ کون ہی کہ شہیدِ او فغان نکری
مری تو درد کو کوئی کہین بیان نکری

مزا اٹھا نالون کا بھی باغ ہی تک ہے صیاد
قفس نصیب کوئی ہو تو پھر فغان نکری

نہ آب خشک زمین نے بھی خاک مین پایا
خدا کسیکو مری طرح بے نشان نکرے

کہان وہ چال کہان خفتگان خاک کے دل
خدا کسیکو تمہاری طرح جوان نکرے

غزل

مسافران عدم یاد آتے ہین ماہر
ادہر پڑے تو کبھی کوچ کاروان نکرے

شعر

آلودہ ہون کیا اہل صفا گرد سفر سی
ہم صورت آئینہ نکلتی نہین گھر سی

ظاہر ہو پس مرگ کہ تھی حسرت دیدار
سلوائین کفن دوست مرا تار نظر سی

کیون ضعف سے ہم ہون نہ رہ عشق مین پامال
ہین نقش قدم خاک اوٹہین راہگذر سی

میخانہ مین بھی جائی تو مسجد کیطرف سے
دنیا مین گرے عیب بھی کوئی تو ہنر سی

گل سیکڑون کھائی ہین تلون پہ تمہارے
نسبت تن داغی کو ہی طاؤس کے پر سی

برباد ہوئی بادیہ گردی مین مری عمر
کیا حق نے بنایا تھا مجھے گرد سفر سی

دیکھی لبِ و دندان جو ترے ملگئی دولت
دامانِ نظر بھر گیا یاقوت و گہر سی

کیا دیدئی دانتونکی ہو سوزِ جگری کم
بجھتی ہے کہیں آگ بھلا آب گہر سی

زینت کے سبب ہوتے ہیں اسبابِ امارت
بی روپے وہ نہ گئے جو گرا خانۂ زر سی

بل سیکڑون کیونکر نہ وہ رفتار میں کھائین
الجھی ہیں مری تارِ نظر موئی کمر سی

غزل ۸۱

کسطرح ہون ماہر ترے اشعارِ رنگین
سینچا ہوا یہ باغ ہی خونابِ جگر سے

شعر ۱۱

جو شوقِ قتل میں دمِ تیغِ یار سی نکلے
تو مرحبا کی صدا خونکی دھار سی نکلے

کبھی جو کوچۂ گیسوئی یار سی نکلے
تو پھر نسیم ہو کر تتار سی نکلے

وہ دل جلا ہون جو ہو نقشِ قبر بعدِ فنا
دھوان غبار کی بدلی مزار سی نکلے

کھلے کسی پہ مرا تا نہ رازِ سوزِ درون
کبھی شرار نہ سنگِ مزار سی نکلے

جلا یہ خاک نے دی ہمسی صاف طبعون کی
کہ بنکے آئنہ تختیِ مزار سی نکلے

اثر بھی جسم کا باقی نہیں وہ لاغر ہوں
یقین ہے خاک نہ میری مزار سے نکلے

عجب نہیں جو گلِ روئے یار کی تعریف
زبانِ طائرِ رنگِ بہار سے نکلے

صفائے طبع کی تاکید ہے پس مردن
ذرا بھی دود نہ شمع مزار سے نکلے

ہمارے وادی پر ہول سے ڈرا ایسا
قدم نہ آہوونکی پھر تتار سے نکلے

وہ محوِ رخ ہوں عجب کیا ہے خاک کے بدلے
شفق جو نور کا میرے مزار سے نکلے

غزل ۸۲

کسی پہ بار نہ صد شکر تم ہوئے ماہر
بسانِ بوئے چمن روزگار سے نکلے

شعر ۱۳

جہاں سے حسرتِ زلف و عذار لیکے چلے
مزار میں بھی یہ لیل و نہار لیکے چلے

پسِ فنا بھی ہے دلکو رخِ صبیح کی یاد
یہ صبح ہم سوئے شامِ مزار لیکے چلے

خزاں ہوئے پہ نہ دیکھا ترا رخِ رنگین
چمن کے پھول دلوں میں یہ خار لیکے چلے

وہ صید گیر ہے تو گر چمن سے ہو کے نکلے
شکارِ طائرِ رنگِ بہار لیکے چلے

وہ ناتوان ہین گرے ڈگھڑا کے لاکھ جگہہ
صبا جو دو قدم اپنا غبار لیکے چلے

ہزارون بلبلین ہون سیکڑون ہون پروانے
چراغِ حسن جو وہ گلعذار لیکے چلے

شکستِ رنگ سے گل دیتے ہین ہمین صدا
خزان نصیبِ چمن ہم بہار لیکے چلے

وہ زار تھا مین کہ جب آئے قابضِ ارواح
سمجھکے روح مرا جسمِ زار لیکے چلے

جو قصدِ باغ کرین شب کو وہ قمر اندام
چراغِ لالہ چمن سے بہار لیکے چلے

جلا ہی دیکھ کے کیا چرخِ تفرقہ پرداز
کبھی جو ہاتھ مین ہم دستِ یار لیکے چلے

اوتار کر جو وہ گل پھول کان کے پھینکے
صبا وہ بہرِ عروسِ بہار لیکے چلے

لطیف مثلِ ہوا ہمکو لاغری نے کیا
گرا نہ سایہ جدھر جسمِ زار لیکے چلے

وہ عندلیب ہین تھا جنکی دم ہی لطفِ چمن
چلی جو اوٹھکے تو رنگِ بہار لیکے چلے

غزل ۸۳	جہانمین آئے تھے ما آہ تو تھے سبکدوشی چلی تو سر پہ گناہونکا بار لیکے چلے	شعر ۲۷

آج میخانہ مین یہ جوشش صہبائی ہی / مٔی گلگون شفق گنبدِ مینائی ہی

کسکو تقدیر پی عیش یہان لائی ہی / صبح بھی خونِ شفق تھوکنی کو آئی ہی

دل تو پہلو مین انیسِ شبِ تنہائی ہی / ورنہ ہر داغِ الم چشمِ تماشائی ہی

کم یہ کچھہ شوخیِ چشمِ بتِ ہرجائی ہی / سُرمہ تک گردِ رمِ آہوی صحرائی ہی

ابہی ساقی نی مٔی تازہ جو بھروائی ہی / مثلِ پنبہ سرِ شیشہ کفِ صہبائی ہی

نزع مین آمدِ عیسی کی خبر پائی ہی / دُور بالین سی ہو کیا موت کی شامت آئی ہی

سیر حب سے اونھین صحرا کیطرف لائی ہی / میلِ سرمہ مجھی ہر جادۂ صحرائی ہی

میری تیغِ نظرِ قہر سی یہ ہی ٹکڑے / دُودِ پُر موج سوادِ شبِ تنہائی ہی

آنکھین عینک سے مین کیون مانگون ترا فضل ہو جب / خود مری گردِ نگہ سرمۂ بینائی ہی

صبح مستونکو نکیون یاد صبوحی دلوائے / صاف خورشیدِ فلک پنبۂ مینائی ہی

دشمن زار کو کم زور نہ غافل سمجھین / خار کانٹا ہے مگر تن مین توانائی ہی

جو ہین تن پرور و مسرف وہ سخی ہین مشہور
نیکنامی کی عجب خلق مین رسوائی ہی

آنکھ کیا واقعی لڑتی مژہ قاتل سی
نظر شوق ہی مرد صف ہیجائی ہی

کیون رہے اسمین نہ پھر یاد بتان عالم
واعظو شکل ہر اک دل کی کلیسائی ہی

ہر جگہ جلوہ حسینونکا ہے گر کچھ ہو نظر
محمل چشم مین ہی لیلی بینائی ہی

کیون نہ مجرم کیطرح دل سی فراری ہو خوشی
خانۂ تن پہ مرے اشکونکی دوڑ آئی ہی

منتظر رہ کے ہوئی ہین مری آنکھین وہ سفید
چشم ہر روزن در جسکی تماشائی ہی

جبتک انسان ہے نظر کردہ خلاق حکیم
پردہ چشم ہی خود عینک بینائی ہی

ہاتھ ہٹتے نہین چہرے سی سیہ خانہ مین
آنکھ یہ روزن در نے مجھے دکھلائی ہی

کیون نہ چھاتی سی لگا رکھون داغ دم شیب
خلق مین سبکو عزیز آتش سرمائی ہی

تیری بیمار بھی ہین رشک مسیحا شاید
جانبری کے لیے اوتک جو اجل آئی ہی

کیا دکھائیگی مجھے بے نگہ لطف کریم
کور چشم آپ ہر اک عینک بینائی ہی

ربط دیرینہ خلقت نے کشش جب کی ہی
خاک اوڑ نیکی سوا کیا ہو مری تربت پر

خاک دم بھر کو مری قبر پہ بیٹھ آئی ہی
گرد بر خواستہ نے چھاؤنی وہان چھائی ہی

پیش رو راہ عدم مین ہین انھون سے مین
پتلیون نے مری پھر پھر کے یہ ڈھونڈھا ہے جنھی

یہان ضعیفی حسبی کہتی ہین توانائی ہی
کہ نظر آنکھون مین جالے کی طرح چھائی ہی

غزل ۸۴

روح کو تن مین نہ کیون سوز الم ہو ماہر
شمع ہر بزم مین جلنی کی لیئے آئی ہی

شعر ۱۱

ذات انسان جہان ثانی ہے
گرم اشکونکی گر روانی ہے

روز و شب پیری و جوانی ہے
سب کہین گے کہ آگ پانی ہے

فصل پیری مین کیون نہو دھڑکن
اب زمین پر قدم وہ کیا رکھین

دلمین یہہ ماتم جوانی ہے
بر زمین پوشاک آسمانی ہے

رو رہا ہون جو مین خجالت سے
اشک ہر ایک پانی پانی ہے

سوز دل کا سبب جو ہی گردون | رنگ دود دل آسمانی ہے
سنتے ہوا ے کلیم اونکی صدا | جنکو دعواے لن ترانی ہے
جاے کسطرح طنطنہ اونکا | ابھی اوٹھتی ہوئی جوانی ہے
تن مین قوت بھی آ نہین سکتی | کسقدر زور نا توانی ہے
جوش حیرت پہ کیون نہ حیران ہون | آب آئینہ مین روانی ہے

غزل ٨٥

کسی دریا مین بھی نہین ماہر
جو تری طبع مین روانی ہے

شعر ٣٦

مجھسا بھی کوئی زار جہانکی چمن مین ہے | یہ رنگ جسم کا ہی کہ بو پیرہن مین ہے
مجھسا بھی نالہ کش کوئی دار محن مین ہے | دل منھ کو آگیا ہے بات کب دہن مین ہے
عالم مین روشنی ہی وہ تن پیرہن مین ہے | فانوس مین ہی شمع ضیا انجمن مین ہے
سوزش فراق دختر رز سی یہ تن مین ہے | اشک کباب ہے جو پسینہ بدن مین ہے

کب مجھسا ناتوان کوئی دارِ محن مین ہے ۔ رعشہ عروق کی حرکت سے بدن مین ہے

غم دوست اسقدر کوئی دارِ محن مین ہے ۔ تعویذِ دل ہی داغ جو اپنی بدن مین ہے

یہان فقر مین بھی زحمتِ تکلف بدن مین ہے ۔ اُتّو سی کم نہین جو شکن پیرہن مین ہے

اسطرح یاد زلف دلِ پر محن مین ہے ۔ بو جسطرح سی نافہ مشکِ ختن مین ہے

امید وار ضعف سے اک بس ہنر کا ہون ۔ کیا کم یہ بات ہی کہ تکلف سخن مین ہے

کیون فکرِ زحمتِ تن ہو انسان کو دہر مین ۔ بی جسم ہو کے روح لباس بدن مین ہے

دستِ جنون سے کسنے مروڑا ہی دشت مین ۔ پیچ آجتک جو شاخِ غزال ختن مین ہے

مین اب وہ ہون چشم تصور مین بھی جہان ۔ انداز مردمک کا سوادِ وطن مین ہے

شبنم کے ساتھ گرتے ہین دیوار و بام و در ۔ بوسیدگی وہ اپنی مکان کہن مین ہے

سوزِ الم کا کر نہین سکتا بیان جو مین ۔ شاید زبانِ شمع کا کام اس سخن مین ہے

اخفائے عشق سی ہی فغان اپنی بی صدا ۔ سعید ور ہی کہ نالہ پرخون دہن مین ہے

خشکی میں مثلِ قطرۂ آبِ روان ہیں ہم
غربت میں ہی قیام سفر یان وطن میں ہے

کتنا خجل گہر کو کرینگے ہمارے دانت
جاری ہی یہ پسینہ کہ دریا عدن میں ہے

ہی شمع اشک ریز تو شعلہ ہی بیقرار
کیا ہمیر کے سوزِ غم کا بیان انجمن میں ہے

ہی اہتمامِ پردۂ لیلی جو قیس کو
ہاتھ آہوؤنکی آنکھ پہ دشتِ ختن میں ہے

شبنم کے بھی عرق نکل آتا ہے جسم میں
گرمی وہ اے ہوا مری بیت الحزن میں ہے

کوچون سے نابلد ہیں وہ خانہ نشین ہیں ہم
درکار راہبر ہمین اپنی وطن میں ہے

کیونکر نہ وقتِ نالہ کشی دل ہو بیقرار
جنبش دمِ کلام زبانکو دہن میں ہے

اچھی کہی یہ خلعت آخر میں کی فلک
ہاتھ آستین کی جا مرا بند کفن میں ہے

جانا مرا محال ہی مالوف ہوں کمال
زنجیر پاؤنکی ہی جو کوچہ وطن میں ہے

محفل کے انتظام کا کثرت میں کہ نہ دہیان
حلقہ نجومِ چرخ کی کب انجمن میں ہے

غربت ہماری ہی صفتِ جادۂ طریق
صحرا میں جاکے بھی قدم اپنا وطن میں ہے

یہ ہولناک ہی مری وادیکی سمت بھی ۔ منہ پھیرکے ہے اودہر ہرن ختن مین ہے

جوش بہار اسکی یہ ہی باغ دہر مین ۔ پھولونکا رنگ خون جہندہ چمن مین ہے

دندان یار سے ہوی ہین عرق عرق ۔ اک قطرہ آب کا ہی گہر جو عدن مین ہے

نا آشنائے خلق جہان مین ہون فلک ۔ رنج سفر نہ ہے مجھکو غربت وطن مین ہے

دیو سفید روز سی کہدو سمجھکی سے آئے ۔ کالی بلا ہی رات جو بیت الحزن مین ہے

مین تو کرون نہ درد دل اپنا کبھی بیان ۔ ہر آہ کو مگر ید طولا سخن مین ہے

بنتی ہی آگ آکے وہان صورت غال ۔ گرمی کچھ ایسا تہ حبس وہ بیت الحزن مین ہے

باندہا ہے دوستون نے یہ کس ہر ایک بند ۔ ایذا فشار قبر کی مجکو کفن مین ہے

ای یار تجھسی بزم ہو خالی محال ہے ۔ گر تو نہین تو ذکر ترا انجمن مین ہے

غزل ٨٦	تصویر گھر مین چھوڑ کے نکلا ہے شہر سی ماہر سفر مین یون ہی کہ گویا وطن مین ہے	شعر ١٧

کیون نہ توصیفِ لبِ لعل دہن سے نکلے | بات کوئی تو بھلا اپنی سخن سے نکلے

دل بھلا کیا تری گیسو کے شکن سے نکلے | مشک نافہ کی خطا ہی جو ختن سے نکلے

نشکہ ہی گردشِ گردونِ کہن سے نکلے | جی گئی مر گئے جب اس دارمحن سے نکلے

کیون ہو قدر سخن کی جو دہن سے نکلے | آبروئے گہر بھی جو عدن سے نکلے

باغِ عالم سی عملِ دورِ خزان کا نہ اوٹھا | موسمِ گل مین بھی کانٹی نہ چمن سے نکلے

تو عطا نطق کری گر تو غنا دل کیا مین | بات ہر رنگ کی غنچو نکی دہن سے نکلے

پانی پانی ہوئی ہم ضبطِ بکا سی کیا کیا | اشک جب بنکی عرق اپنے بدن سے نکلے

باغِ عالم مین ہے ذلت کا سبب ترکِ وطن | گل رسن بستہ ہوئے جبکہ چمن سے نکلے

صورتِ دانۂ تسبیح رہی گردش مین | گو سفر ہمنے کیا پر نہ وطن سے نکلے

غیر پھر غیر ہین اپنی جو ہین پھر اپنے مین | سایہ بھی ساتھ ہوا ہم جو وطن سے نکلے

آبرو تو جو بڑھائے تو بھلا مین کیا ہون | سیلِ آبِ دُرِ نایاب عدن سے نکلے

تنگ شان نہ بیست سے ای موت مسیحائی کر
جان آجائی اگر روح بدن سے نکلے

چار ناچار چلین کیون نہ پی سیر وہ اب
بوئے گل اونکی جو بے لینے کو چمن سے نکلے

مین فی وہ کہنہ کفن بخت کے ہاتھون پایا
چاک ہو نکہت کافور جو تن سے نکلے

تھا قیام اپنا بہار چمنستان کی طرح
وہ وطن ہی نرہا ہم جو وطن سے نکلے

ہی غربت وہ بلا عاشق جسمین رہگئی
ساتھ بلبل نہوئی گل جو چمن سے نکلے

غزل ۸۷

وصف خال رخ جانان جو بیان ہو ماہر
ایک نکتہ ہو وہ جو بات دہن سے نکلے

شعر ۱۱

غبار قلب کا اشکو نہین کیون نشان نہ ملے
یہ بحر وہ نہین ساحل جہان روان نہ ملے

حیات مین نہین ممکن ملین عدم والے
نشان اونکا ملے گر مرا نشان نہ ملے

اسکے جور و ستم سے جلا تھا دل میرا
فلک سے رنگ مین کیون آہ کا دھوان نہ ملے

کھلی جو آنکھ تو تنہا تھے بند مرقد مین
عدم مین بھی ہمین یاران رفتگان نہ ملے

فروغ دو دن جو بیانکو مین بزم عالم مین
سوای شمع کوئی میرا ہمزبان نہ ملے

مین بانقلاب جہانکا ہون دوستو کشتہ
تہ زمین بھی کہین مجکو آسمان نہ ملے

نہو جو چرخ خمیدہ تو جاے عرش پہ آہ
یہ تیر آور کرے پلہ گر کمان نہ ملے

کلام سخت سے رکھے نہ تا بشر کچھ کام
یہ بات تھی کہ زبانکو جو استخوان نہ ملے

تلاش ہی پس مردن ہی ایک یوسف کی
مری غبار سے کیون گردِ کاروان نہ ملے

گری ہین چاہِ ذقن مین تری ہزارون دل
یہ چاہ وہ نہین یوسف ہو کاروان نہ ملے

غزل ۸۸ — شعر ۲۳

فلک سے کوئی یہ کہدے مٹادے اسکو بھی
کہین مزار سے ماہر کا بھی نشان نہ ملے

جبکہ قطع منزل مقصد مین قسمت رہگئی
ہر قدم پر نقش پا کیطرح طاقت رہگئی

گل ہوئی پژمردہ بسکہ خاکِ تربت رہگئی
ہو گیا گلشن خزان حیران ہون نکہت رہگئی

سن ہی لینا گریہ مین آہ ہونکی شہرت رہگئی
تیر کے پرتاب پر آکر قیامت رہگئی

خود صبا کو لاغری پر میری حیرت رہگئی
یون اوڑا صحنِ گلستان سے کہ نکہت رہگئی

دیکھلینا سر درآہونکی جو عادت رہگئی
استخوانِ سخت بنکر شمع تربت رہگئی

کچھ ہوا حاصل نہ رہا نگے سی ندامت رہگئی
مطلب گردون برآیا میری حاجت رہگئی

محنتِ غم سی ہوئے آراستہ داغ الم
اس چمن مین باغبان بنکر یار صنعت رہگئی

شل شعلِ سوزِ غم سی استخوان جلنے لگی
جب ہوا سی بجھکے اپنی شمع تربت رہگئی

داغ غم مرجھا گئی جب بھی پُھکا جاتا ہون
کیا یہ آتش تھی کہ نہ بجھنے پر بھی حدت رہگئی

تب مین سمجھا سی ہی نکلیگی بیشک شکل رزق
گردہ نان بنکی جب گردش کی صورت رہگئی

منعمونکی گھر بنانے کا نتیجہ یہ ہوا
آپ سوئے کُنج مرقد مین عمارت رہگئی

جسکو ہنگام دعا شغلِ نظر بازی رہا
چشم بنکر قفلِ درہائی اجابت رہگئی

فاش پایا جبکہ راز عسرتِ ارباب فقر
پردہ رکھ لینکو دنیا مین قناعت رہگئی

سوزِ غم نے ایک شب مین ہڈیان یون کین تمام
صبح کو جسطرح گھُل کر شمع تربت رہگئی

گھر سے ہم نکلیں کبھی تو ہی اک امر محال
یہ بھی وجہ ضعف ہے دل میں جو حسرت رہ گئی

ناتوان وہ ہوں جب آئے فاتحہ پڑھنے کو دوست
تعظیم بھی اوٹھکے میری خاک تربت رہ گئی

دن [illegible] قربت پڑھتے ہی کلیم اللہ ہوئے
بن پڑے باتیں زبان میں جبکہ لکنت رہ گئی

بیخبر پاکر ہمیں گھر سے نکالا بیقصور
یہ عزیزوں سے ہمیں مر کر شکایت رہ گئی

ناتوان وہ ہوں جب آیا دل سے چہرے تک ملال
چین پیشانی پہ مثل خط قسمت رہ گئی

جب مزاج ناتوانکی صحتبو نکا پڑ گیا
اوٹھکے سو سو بار میری خاک تربت رہ گئی

جب ہوا قائم مزاجی پر مجھے اپنے سرور
رنگ بنکر میرے چہرے پر بشاشت رہ گئی

ہو وہ زار و ناتوان نکلی نکلنے کی جو شکل
آئینہ میں بال بنکر میری صورت رہ گئی

غزل ۸۹

کونسا آماہ گلہ مر کر عزیزوں سے رہا
خاکمیں ملنیکی شکایت رہ گئی

شعر ۳۰

مجھسا یہی عندلیب کم اس بوستان میں ہے
تنکے کیطرح جسم نزار آشیان میں ہے

بیجا نہین سکوت جو سوزِ نہان مین ہے
چھالا ہر ایک مُہر خموشی زبان مین ہے

گرم سفر یہ کون نزار ہر دو جہان مین ہے
صورت دھوین کی گردِ رہِ کاروان مین ہے

بہت غم دو ہون خموشی سی یہ کینہ جہان مین ہے
دل کیا گرہ کی شکل بہ اشکِ روان مین ہے

تاثیر کس کے ضعف کی یہ کاروان مین ہے
بانگِ شکستِ رنگ جرس کی فغان مین ہے

راہِ درازِ مُلکِ عدم طی کرینگے ہم
مر کر بھی اتنی جان تنِ ناتوان مین ہے

سینے سی کیون نہ قافلہ لختِ دل چلے
اشکون کا کاروان بھی کسی کاروان مین ہے

نامستقل مزاج سے کامل نہو گا تو
ناقص ہی نقشِ پا بھی جو ریگِ روان مین ہے

سوزِ الم سے کون گھلا ہے مری طرح
یہان تارِ اشک شمع کی شکل استخوان مین ہے

سینے مین دل کی ساتھ ہین داغِ الم مرے
یوسف کنوئین مین بھی تو اک کاروان مین ہے

جاتا ہی باغِ دہر سے کیا کاروانِ گل
آوازِ کوس نالۂ برگِ خزان مین ہے

سوزِ الم مین بات تو اولٹی نہین ہی شکر
زخمِ زبان سے جو دہن بیان زبان مین ہے

باساز و برگ کیون ہون قائم نہین جہان / ہو خاک دانہ سبز کہ ریگِ روان مین ہے

کیون ہو دل پسند خمِ ابروانِ یار / وہ عین راستی ہی کجی جو کمان مین ہے

اپنا ثبات بحرِ جہان مین نہ جان تو / مٹتا ہے جلد نقش جو آبِ روان مین ہے

مجھ ناتوان کی منھ سی نکلتی ہی اس سی بات / شکلِ عصا ہے صاف الف جو بیان مین ہے

یہ سوزِ عشقِ چشمِ بتان سے مین زار ہون / اندازِ میلِ سرمہ ہر ایک استخوان مین ہے

بحرِ جہان سے پار اوترینگی کیا ہو فکر / تابوت مجکو صورتِ کشتی جہان مین ہے

معجز بیان نکیون ہون دہن تنگِ یار ہو / اعجاز سی کلام کا دخل اوس دہان مین ہے

سمجھون یگانہ کسکو مین باغِ جہان مین / بیگانہ مجھسے سبزہ کے ہر بوستان مین ہے

کیونکر پڑی نہ آنکھ ہر اک کی لباس پر / اشکون سی جسم جامۂ آبِ روان مین ہے

آہون سے جب ہوئی ہی مشبک تمام سقف / تب فرش دہوپ چھاؤن کا اپنی مکان مین ہے

معنی مکین ہین لفظ ہین حجرے ستون ہین رُکن / اندازِ بیتِ شعر ہماری مکان مین ہے

وہ اس چمن میں بلبلِ رنگین مزاج ہون | تنکا بھی صورتِ گُلِ آشیان میں ہے

روزن کی روشنی کا گذر تک محال ہی | وہ تیرگی بھری ہوئی اپنی مکان میں ہے

آندھی کی طرح آتا ہے سینے سی تا دہن | شامل جو آہ دُودِ دلِ ناتوان میں ہے

کیون لاغری سی ہو نہ خلش جسمِ زار میں | کانٹون کا طور اپنی ہر اک استخوان میں ہے

ایسا ہے تنگ اپنا سیہ خانہ ہمدمون | وہ بھی گھٹا ہوا ہے دھوان جو مکان میں ہے

کیا منہ کھلی مراتبِ غم میں پی کلام | چھالا ہے جو وہ قفل کی صورت دہان میں ہے

غزل ۹۰

شاگردیِ اسیر سے مضمون کی قید ہے
ماہر وگرنہ رنگ بھی اپنی زبان میں ہی

شعر ۹۳

حیرت مجھے روانیِ عمرِ بشر میں ہے | لنگر پڑا ہوا ہی سفینہ سفر میں ہے

کیا محوِ طیِ ارض کوئی رہگذر میں ہے | پیچیدگی غبارِ طریقِ سفر میں ہے

فصلِ بہار اوج پہ اپنی نظر میں ہے | کب برق بھی یہ خونِ گلِ ابرِ تر میں ہے

پیری مین بھی چمک ہے مرے داغِ جگر مین ہے
حیران ہون وہ کون شب کیطرح ضو قمر مین ہے

پرتو جو ادے تکے رُخ کا مری چشمِ تر مین ہے
روشن چراغ کوچہ مدِ نظر مین ہے

نالی نہ کر زبانِ دل پرُ درد بر مین ہے
اچھا نہین ہے شور کہ بیمار گھر مین ہے

اوس کا عکسِ رُخ جو مری چشمِ تر مین ہے
ایک ایک اشک آنکھ کا تار نظر مین ہے

کیون سوزِ عشق دوست وہ مثلِ جانِ عزیز
ٹھنڈا ہے جس کے قلب وہ آتش جگر مین ہے

ہی دل مین یادِ قامتِ موزونِ یار کی
دیکھو نئی بہارِ شجر ہیان ثمر مین ہے

ٹھنڈک ہے زخمِ دلمین مرے رُخ کی یاد سی
یہ چاندنی بھی مرہم کافور اثر مین ہے

تصویرِ انقلابِ زمانہ ہون شیب مین
پاؤن مین ہی سکون حرکت جب سے سر مین ہے

ہوتا نہین ہے آتشِ غم سی جو کچھ ضرر
رختِ حریرِ شعلہ مگر میرے بر مین ہے

ہر روز تیری نذر کو ای بادشاہِ حسن
دینارِ آفتاب کا دستِ سحر مین ہے

سوزِ دل و جگر کا ہے رُخ جانبِ دماغ
اس آگ کا گرہ ہی کہ مغز اپنی سر مین ہے

عالی ہی اونکی طبع بہی عالی ہی جنکی قدر
مضمون بلند مطلع شمس و قمر مین ہے

دن زندگی کی کاٹ کے پہونچونگا تا عدم
راہی ہون مین عمر رواں کب سفر مین ہے

کیا جوش فصل گل کہی دریا ہے صحن باغ
کشتی کا طور موج نسیم سحر مین ہے

تپ مین ہی اہل فقر کی تبرید خون دل
تعویذ ابروؤں کی گرہ درد سر مین ہے

آئین فقیر خانہ مین سب کی نہ کیون قدم
گھر نقش پا کی طرح مرا رہگذر مین ہے

یارب ہوا ہی کونسا یہ سوختہ جگر
رخت سیہ دہوین کا جو شعلہ کے بر مین ہے

پڑ جائے جسطرح کوئی تا بو میان بحر
اشکو نسے یون کدورت دل چشم تر مین ہے

روشن ہی آگ شعلۂ دل کی دماغ مین
یہ پیچ ہی جو بل مری ہر موئی سر مین ہے

کام آئے فرط ضعف مین کیا اور کی شئی
منہ دیکہنی کو آئینہ جب اپنے گہر مین ہے

تیغ قدم سی کاٹونگا وہ تیز رو ہون مین
گو درع نقش پا رہ صحرا کے بر مین ہے

رونی مین دیکہتا ہون بخوبی کتاب غم
عینک ہی آب اشک یہ کب چشم تر مین ہے

دل ساجری بھی ہی سپر انداختہ یہان ... کیا آنچ تیغ کی مری سوز جگر مین ہے

نالان جو شام سے ہے موذن شب وصال ... کیا چاندنی سی رات لباس سحر مین ہے

محتاج دستگیر عصا بھی ہی راہ مین ... سختی نئی طریق کی میری سفر مین ہے

کیونکر نہ شمع عقل فروزان رہی سدا ... کم موم سے نہین جو مغز اپنے سر مین ہے

ساری کرامتین یہہ پریشانیونکی ہین ... مین ہون حضر مین اور دل محزون سفر مین ہے

اپنی جگہہ سی ہل نہین سکتا ضعف سے ... مین ہون مکان مین یا کوئی تصویر گھر مین ہے

بھرتا ہے دفن ہوکے سے زخم دل لحد ... انسانکا جسم کیا کوئی مرہم اثر مین ہے

بریان ہین سیخ آہ پہ نالے کباب وار ... حدت یہہ اپنی آتش سوز جگر مین ہے

پیری مین بھی ہین داغ مری جسم زار پر ... فصل خزان مین کثرت گل اس شجر مین ہے

جامع مقام و کوچ کا پرکار وار ہون ... اک پانون ہے حضر مین مرا اک سفر مین ہے

کیا آگئی ہتی فکر مین ماہر خزانکی یاد

مصرع جو شاخ خشک ہر اک شعر تر میں ہے

حسرت و اندوہ و غم کا گھر ہمارے دلمین ہے
دیکھیے جسکو وہ تنہا خانہ اس محفلمین ہے

ہاتھ چھپائے سے افصح ہی مضمون دلمین ہے
ہین لکیرین یا خطِ مطلب کفِ سائل مین ہے

کون ہے زیرِ زمین مضطر کشش کس دلمین ہے
نبض وہ چلتی ہوئی ہے جادۂ منزلمین ہے

کب فقط اک راہ غربت ہمارے دلمین ہے
گرد بہی خواستہ خاطر اسی منزلمین ہے

سوزِ غم سے سلگ گیا ہے فرقتِ قاتل مین
آبلہ کہیے اوسے جو اشک اپنے دلمین ہے

راہیِ ملکِ عدم ہر دم مین حسرکا دلمین ہے
قافلہ خاموش جاتا ہے خطر منزلمین ہے

کب شرر کا گذر اہلِ الم کے دل مین ہے
شمع اشک افشان شبِ شادی بہی ہر محفلمین ہے

ناز کیا کینہ اگر مجھسے دلِ قاتل مین ہے
اوس گرہ کی کھُلگئی قسمت جو اوسکے دلمین ہے

ہاتھ مثلِ موج لرزان ہے نقاہت دلمین ہے
کس تلاطم مین ہے جو کشتی کفِ سائل مین ہے

کسقدر سختی طریقِ الفتِ قاتل مین ہے
شور بالِ وحشِ ہر رہرو کو اس منزل مین ہے

ہے بجا راہِ عدم سے خوف اگر ہر دل مین ہے
رہ گئے ہین خضر بھی سختی وہ اس منزل مین ہے

دیکھئے جسکو اسیرِ لطفِ صحبت ہی ہی
طوق گردن سبکا ہی حلقہ جو اوس محفل مین ہے

عشق گیسو مین کشودِ کار ہے امر محال
ہی گرہ وہ بال کی عقدہ جو اپنے دل مین ہے

دل مین مجھ غمکش کے ہی دیدون کوئی دلبر جلے
داغ جسمین لگ گیا پھر لطف کیا اوس دل مین ہے

باطن باطن سی کھلتا ہو نہین عشقِ یار دوست
راہ یہ وہ جو نہان اپنے دل کی دل مین ہے

اب تو آکر دیکھ جا قاتل دل بیتاب کو
دم کو اُمید دم کے لیے مہمان تنِ بسمل مین ہے

گر نہین ہے ارتباط دوستان تازہ طلسم
کس لیے پھر درد دل یارون کا میرے دل مین ہے

گردشِ قسمت کا نکتہ تاکہ ہو سب پر عیان
اس سبب ہے دورِ خط کاسہ سائل مین ہے

طی عدم کی راہ کرنی مین مسافر کیون ہو شاد
ہی وہی سنگِ نشان سختی جو اس منزل مین ہے

شاخ ناقہ قیس بلبل نجد ہی صحن چمن
غنچے مین نگہت کہ لیلی گوشہ محمل مین ہے

دیکھکر شاید اسی کو ہو مکدر دل کوئی
یہ سبب ہے جو گلی کا نسخہ کفِ سائل مین ہے

رنج دیکر آشنا سب چل بسے سوی عدم
ہے غبارِ کارواں گردِ غم کب دل مین ہے

ساتھیون سے کہدو لین اوسکی خبر ٹک پہر ذرا
کوئی واماندہ ہی نالان جرس منزل مین ہے

کیون نہ روشن طبع پائین آگ کی صحبت مین جگہ
کیسی ہی کثرت ہو جا شمع ہر محفل مین ہے

بحرِ عالم مین نہ پہونچی کیون ہر کسکے وہ تلک
بادبان حرص و ہوا کا کشتیِ سایل مین ہے

خون کی دھارین نکلکر دیتی ہین اوسکو صدا
اوسکی بھی اک ہاتھ او قاتل کے دم بسمل مین ہے

موت ہے انسان کی دنیا مین خوشی کی یا تری
یہ وہ دریا ہے کہ خوفِ غرق بہیان ساحل مین ہے

عشق لیلیٰ مین جو سودائی ہوا دیوانہ تہا
تو مین مجنون اوسکا ہون محمل کی جا جو دل مین ہے

ساکنان قبر سی اتنا تو کوئی پوچھیدی
گھر بھی یاد آتا نہین کیا چین اس منزل مین ہے

حسن کی گرمی ہی اونکی سب کے سب بیتاب ہین
شعلہ جوالہ ہے حلقہ جو اوس محفل مین ہے

ناخن تدبیر کے بھی کہلگئی عقدے تمام
عقدۂ لاحل ہی وہ عقدہ جو میرے دل مین ہے

کیون نہ مجنون صورت بلبل نظربازی کرے
بیٹھکر ہی غنچے کی ہے پردا کب اوس محمل مین ہے

کیون نہ بھاگین عالم پیری مین مجھسی دوست
شکل دیوار خمیدہ یان قد مائل مین ہے

کونسی صحبت زمانہ مین ہے بمثل و نظیر
دیکھیے جسکو مثال آئینہ محفل مین ہے

بارش اشکونکی ہوئی خاطر مکدر جب ہوئی
خاصہ ابر بہاری کا غبار دل مین ہے

ناتوان وہ ہون کہ جبتک ضعف مین بیٹھا ہون
فرش ہی صاحب فراش دست و تکیہ محفل مین ہے

کرتی ہی صحبت اثر ظاہر ہو یا باطن مین ہو
کب نہیں ہے آواز جو کاسۂ کف سائل مین ہے

ہمنشینونکے کلیجونمین ہی چھالے لگ گئے
کسقدر گرمی الٰہی اپنے سوز دل مین ہے

قلب ماہیت کا باعث ہے بشر کی فرط فقر
ڈوب مرنے کی ہی کشتی کف سائل مین ہے

کسنے تھک کر راہ کو دیکھا تھا چشم یاس سے
صورت نقش نگہ ہر جادۂ منزل مین ہے

بعد وصلت بھی نہ چھوٹیگی یہ عادت رنج کی
داغ فرقت جو ہے شکل سویدا دل مین ہے

ہاتھ دیکھلا کر اونھون نے قتل کر ڈالا مجھے
کیا دم خنجر لکیر ایک اک کف قاتل مین ہے

دیکھکر حال شکستہ اوسکا یہ کہتا ہی دل
بال کیسی دسکو جو خط کا مسائل مین ہے

کسطرح اوس قد کا یون نقشہ مجھے اوترا ملی
سرو کی جسطرح صورت قمریونکی دل مین ہے

بحر دیکے کوئی دست موج سی جام حباب
تشنگی کے جوش سی خشکی لب ساحل مین ہے

ہی مزید فقر سے بحر جہانمین خوف غرق
کیا تعجب ہے اگر کشتی کف سائل مین ہے

آرہا ہی رنگ ہمدردی کا ایس عہد مین
زخم سب ہنستی ہین اور اپنا دل بسمل مین ہے

روح اپنے جسم مین کیونکر رہے بعد شباب
شمع کو دیکھا تو شب بھر کے لیے محفل مین ہے

کب کثیف الطبع لوث عیب سے ہین پاک صاف
دیکھ لے مٹی کا دہبہ دامن ساحل مین ہے

تیرے اوٹھ جانے سے یہ جمعیت منغص ہوگئی
لوگ کیسے فرش ہی چین جبین محفل مین ہے

سوکھ کر کانٹا نکیون ہوجاؤن باغ دہر مین
تلتی ہین پھولونمین جو اونکی محبت دل مین ہے

کیا مسافر اب نکھینگے وطن والونکو پھر
صورت پردہ یہ کیون گرد رہ منزل مین ہے

دیکے کچھ اسن پیشکش کو کرلے او منعم قبول
آبرو سی چیز کشتی کف سائل مین ہے

کون سے بیکس کی ہے تاراج کشت آرزو
جسکی غم سی دانہ ہر اک خاک بر سر گل مین ہے

گر یوہین کانٹے لگے روندنے مسافر راہ کو | انجھو جادہ وہ بتایگا جو منزل مین ہے

غزل ۱۹

غیب دان ہا ہمرکہا اونکو جو ہین تیری رازدار
بات وہ کہدیتی ہین منہ پر جو نہان دل مین ہے

شعر ۱۳

فلک سمجھا یہ کیا برہم جو دم مین صحبت غم کی
اودا سی ہی تو رونق تھی ہمارے بزم ماتم کی

دکھاؤن گر روانی بحر اشکِ چشم پرنم کی
بہی مثل کفِ دریا سفیدی صبح ماتم کی

مقابل وس سی کیا دیکھی جو دلہن سیر عالم کی
مگر ہان کاسہ گرسی کم نہین تھی آبرو جم کی

بیان قدرت ہو کیا اوس نخلبند باغِ عالم کی
ثمر کو دی وہ لذت جسپہ ٹپکے رال شبنم کی

جنون مین داغ سر زیب ہے یون قد پر خم کی
نگین سے خوشنمائی جسطرح ہوتی ہی خاتم کی

تجھی ہی ہان دلا زم اس چمن مین شادی و غم کی
فراموشین ہر آتی ہین یہان اثمار توام کی

کھلا جب یہ کہ دنیا ہے جگہ ہر صدمۂ غم کی
تو دریا نے بھی دستِ موج سی کی مشق ماتم کی

گرا تقدیر سی کہون کیا اوس سلیمان مکرم کی
کہ بارِ نامہ نے جسکے کمر خم کی ہی خاتم کی

مجھے ہو گئے آگے قدر کیونکر ساغر جم کی
کہ اک جام اسکا دکھلاتا ہے کیفیت دو عالم کی

شکایت پھر نہ ہوتی محنتِ گلزارِ عالم کی
نظر گر باغبان کرتا عرق ریزی پہ شبنم کی

ازل سے گوش زد ہے بے ثباتی باغِ عالم کی
برنگِ گل مری تن پر قبا کیون ہو نہ شبنم کی

دکھا ساقی مجھے وسعت جامِ مے مین سیر عالم کی
کہ ٹپکی آل شیشہ کی طرح جس جام پر جم کی

بہارِ باغبان جوبن پہ ہے یہ باغِ عالم کی
کہ گلشن برگِ گل سی نظر پڑتی ہی شبنم کی

حباب آسا ہون نازک مین بھی فرطِ ضعف خلقت سے
بھروسا کیا ہی مٹجاونگا تحریک سی یکدم کی

یہ بیدردی کہ اس گلشن مین شبنم اوسکو سب سمجھے
چمن مین اشک غم سی آنکھ نرگس نے جو پرنم کی

مین ہی وہ آہوے رم کردہ وحشت ہون اے صحرا
کہ جسکے سایہ کی تصویر مین ہین طاقتین رم کی

روارو رہگذرِ دہر کی ہی رہرو دیکھو
ملی فرصت نہ چلنے سے کبھی ہم کو بھی اکدم کی

جھکے کیونکر برنگ چوب خشکیدہ ہے ہر سرکش
کمر ٹوٹیگی پشت اسکی تواضع مین اگر خم کی

الٰہی کس صنم خوبی کی فرقت مین یہ حالت ہے
لگی ہین چھت کو آنکھین ہین حباب بحرِ عالم کی

نفس بے شغلی پیری مین دل بہلاتی ہین میرا
ہوا یہ ہے کہ فرصت بخش ہوتی ہے سحر غم کی

برنگ بوے گل نازک مزاجی مین ہین بیٹھا تھا
کہان سے آگئے صرصر طبیعت مین یہ برہم کی

شریک حال اہل غم نہین ہین کیون اے گلشن
جب آنسو دیدۂ نرگس مین ہین قطرے شبنم کی

نہ دیکھو گر تو ہون کم ظرف مثل جام جم بیشک
اگر دیکھو تو گنجایش ہی مجھمین دو عالم کی

بجز اعجاز حسن دوست اسکو اور کیا کہیے
تمنا مین زیادہ ہی جو کی تو تیغ ستم کی

تناسب کی رعایت مجکو ای افسانہ گو ہے
حکایت گر سنون ہی مین تو لیلے جام جم کی

سیہ روزی سے اے گردون سواد آخر شب ہون
فنا ہو جاؤنگا دیکھی ضیا گر صبح ماتم کی

عرق کے قطرون سے اوس گل کے ہے چشمی سی شبنم
یہ پانی ڈھل گیا ہی چمن آنکھون کا شبنم کی

یہ بیہم پھوٹ کر روے ہین کسکی آشنائی مین
کہ سوج آئی ہین آنکھین ہر حباب بحر عالم کی

مین محو ہون حرم دل ای کعبہ حق دار فانی مین
نہین ہے تاب جسکو دید غور علین زمزم کی

بنا ہون قدر سوز دل سے عکس برق اے گردون
تڑپ جاؤنگا مین سنتے ہی بجلی اگر چمکی

وفورِ ضعف مین اٹھنا چڑھ جبی دلکو آفت ہے ڈبو یگی مری کشتی کو گردشِ چشمِ پرنم کی

نہ ہمت کچھ تو اسنی ساقیا اوس سے اوٹھائی ہے جب آیا سامنے پیمانہ گردن شیشہ نے خم کی

نہ کیونکر اس اجل پھر آنکھ میری بند ہوجاتی دمِ پیری کی آہین بھی ہوائین تھین سحر دم کی

یہ ادنی سی صفت ہے اوس طلائی رنگ کی اونکے پڑا جب عکسِ رخ چاندی کندن کی طرح دمکی

کسی شکِ چمن کے انتظارِ آمد آمد مین سفید آنکھین ہوئی ہین قطرہ ہاے آبِ شبنم کی

مین ہی تھا موجبِ بیتابی سوزِ جدائی تھا زمین پر مین جو تڑپا آسمان پر برق بھی چمکی

دکھا دے اب تو اسکو ای صنم خوبی جمال اپنا کہ جان آنکھون مین آئی ہی حبابِ بحرِ عالم کی

بجا یارہر و دن تیرے شکوہ کرون ہے جب تو ٹوٹا تا یہ نوبت ہوگئی مرنی پہ خود جامِ سرِ جم کی

کٹیگی عمر ہی بس مین یہ جان اپنی وہ پھٹ گر ہے مثالِ تار گو ہی آمد و شد سینہ مین دم کی

کرین کس وقت کارِ دین و دنیا کا اہلِ عالم نہین ملتی ہی فرصت سانس لینے سے کوئی دم کی

دکھائیگا مجھے کوئی نکوئی سانحہ گردون کہ آنکھین تمک چپک کر رہی ہین مشقِ ماتم کی

کیں سجدے یہ طماعوں نے زر کو دار دنیا میں	کہ آخر آ گئی داغ جبین میں شکل درہم کی

غزل ۹۲	بنی ہیں دیدہ ہائے منتظر نقش قدم ماہر زمین بھی ہی یہ شائق مہدی ہادی کے مقدم کی	شعر ۱۴

نقش قدم بنا نہ کہیں پر جہان سے چلے	سایہ چلا زمین پہ کہ ہم ناتوان چلے
گھسٹ پڑی ہی یون زمین پہ ترے خستہ جان چلے	سینے میں جسطرح نفس ناتوان چلے
یون مجھ بلا نصیب کے اشک روان سے چلے	جسطرح چلیں خوف کی جا کاروان چلے
گر کچھ چلی ہی چال تو یون ناتوان سے چلے	اپنی جگہ پہ صورت نبض روان چلے
رفتار گر قلم کی ترا ناتوان سے چلے	ہو طرفہ سیر ساتھ قدم کا نشان چلے
مجھسا کوئی رفیق طریق آپ کو ملا	سایہ صفت قدم بہ قدم تا جہان چلے
سنکے غول آئین تو جلے ملال زر	ساغر چلیں تو پیر مغان کی دوکان چلے
ہاتھ اوس سے پھر جدا ہوا شام کی طرح	الکدن عصا جو لیکی تری ناتوان چلے

کیونکر نہ بات باتمین کاٹو ہر ایک بات — قینچی کیطرح سی جو تمہاری زبان چلے

یون گرد غم مین پہر گیا ہی ہمارا دل — ریتی مین جیسی ہا ہی ریگ روان چلے

وہ مست ہون جو ٹھیس شیشی مین لگ گئی — فریاد کرتے ہم سوئے پیر مغان چلے

فرقت کی شب مین یون ہے روان کہکشان چرخ — جسطرح سی کہ اثر در آتش فشان چلے

آئینہ سان سفر مین بہی نکلین نہ گھر سی ہم — گر ہم چلین تو ساتہہ ہمارا مکان چلے

بلبل وہ ہون پھڑک کی دیکہادون جو زور عشق — اوڑتا ہوا قفس کیطرف بوستان چلے

دامن سی خار اولجہہ گرے گل پاؤن پر گرے — صیاد اوجاڑنے جو مرا آشیان چلے

پہولا ہون گر ستارون بہری مانگ کو تری — آرے کیطرح سر پہ مرے کہکشان چلے

اندہیر اہل بزم کی آنکھون مین ہو گیا — محفل سے پہری آپ مگر شمع سان چلے

ہون دفن بسمل تپ ہجران جو دشت مین — جادہ ہر ایک صورت نبض روان چلے

مارا جواب دینے پہ اوسنے رقیب کو — سچ ہے کسیکا ہاتہہ کسیکی زبان چلے

اولٹی چلی خزان مین ہوا جب تو باغ سی
مثل طیور اوڑتے ہوے آشیان پہ چلے

لپٹین جو بو کی باغ سی نکلین ہوا بسی
بن آئی راہزن کی جہان کاروان پہ چلے

ای داغ دل جنھونمین بند ہے یہ ایکی دہن
اوس ملک مین چلو نھین سکہ جہان پہ چلے

بدگوی رقیب سیہ رو کو کیا کرون
گر قطع ہو تو اور قلم کی زبان پہ چلے

ہم وہ حزین ہین یونتو نجانا ہوا کبھی
پھولونمین بلبلونکے سوے بوستان پہ چلے

دانہ جو تیرے خال کا بھولا ہون مین کبھی
چکی کیطرح سر پہ مرے آسمان پہ چلے

یاد آئی گل کو آمد و شد عندلیب کی
پھر کر جو آشیانکو پر آشیان پہ چلے

مثل نسیم صبح مگر آپکی ہی چال
غنچونکے پاس پاس ہوے ڈال جہان پہ چلے

وہ گل چلا جو باغ کی نظارے کے لیے
طایر سمت کے سب طرف بوستان پہ چلے

رکھدون کبھی جو بار غم اپنا اوتار کے
جھک کر جہانمین پیر کیصورت جوان پہ چلے

کی بعد مرگ سا جو شش وحشت کی کشش
صحرا کو ٹھوکرون سے مری استخوان پہ چلے

بلبل وہ ہون بھر جو قفس مین گلونکا دم
اوڑ کر شمیم گل کیطرح بوستان سے چلے

یون باتین کرتے ہین ترے دیوانے ہجر مین
جسطرح جسے کہ گنگ کے منہ مین زبان سے چلے

وحشی وہ ہون کہ جھک کے گرے سایہ کیطرح
جن بھی جو میرے ساتھ ہم امتحان سے چلے

تاثیر ضعف سے ہم پیری کو دیکھنا
سایہ بھی بے عصا نہ چلا ہم جہان سے چلے

خالی کمان جو رہ گئی قاتل کے ہاتھ مین
تن سی نکل کے صورت تیر استخوان سے چلے

بلبل وہ ہون کہ قتل کو صیاد جب بڑھا
باہر چمن کے روتے ہوئے باغبان سے چلے

پچھلے سی مست بیٹھے ہین اس انتظار مین
پھولے شفق تو جام مئے ارغوان سے چلے

یون شوق مین ہے نخم مرے دل کی طرف روان
جسطرح کسی طیر سوئے آشیان سے چلے

دیکھا یہ انقلاب ترے لطف و قہر سے
تنکر چلے جو پیر تو جھک کے جوان سے چلے

صیاد کی تسلیون کا اعتبار کیا
کھڑکی سے کھلے قفس کی تو کہئے کہان سے چلے

ماہر کو فخر پیستی ہی یا ابو تراب

غزل ۹۳۰	جلد آئیے فشار ہوا استخوان سے چلے	شعر ۲۴

بہر طور اچھی بسر ہو گئی	گھی آبرو تو گہر ہو گئی
خجل جب نہ حرص بشر ہو گئی	ہوا خود پسینے مین تر ہو گئی
مرے اشک شور آئے فرقت مین کام	کٹا رنگ شب جب سحر ہو گئی
یہ اونکی پھری دل مین سب مجھسے آنکھ	کہ شب بھی ادھر کی ودھر ہو گئی
فقیری قناعت کا باعث ہوئی	بُری بھی تو اچھی بسر ہو گئی
بڑھاپے مین تختہ ہی تن قبر کا	مری جھک کے سیدھی کمر ہو گئی
مرا دل وہ لیکر یہہ کہنے لگے	کوئی شی ادھر کی ادھر ہو گئی
قدم رُک کے جب سر ہلے خوش ہون پیر	مُہم بھی جو پاونکی سر ہو گئی
سب اچھے رہے مر گئے جب فقیر	گدائی فقط دربدر ہو گئی
عجب رنگ مین رنگ اُلفت کھلا	شب وصل گھسکر جگر ہو گئی

سیہ خانہ میرا وہ تاریک ہی — شب ہجر جس مین سحر ہو گئی

مرے خشک تن ہی ہوئی یہ خجل — یبوست پسینے مین تر ہو گئی

نہ ٹھہری گی بو غنچۂ گل مین پھر — خبر اوسکی گر مشتہر ہو گئی

وہی میری پیری ہی ای آسمان — سحر مین جو شیر و شکر ہو گئی

یہ دیوانے ہی کیا تھے غنچہ کی بو — چلے جب تو دیوار در ہو گئی

مجھے خوف تیغ ہوس پھر نہین — ہی نان جو کر سپر ہو گئی

بلا گرد سر میرے یہانتک پھری — کہ آخر کو دستار سر ہو گئی

تری مردمک کا پڑا جسپہ عکس — وہی دیکھنے کی سپر ہو گئی

یہ سمٹی دم ضبط سوز درون — گھٹا دود دلکی جگر ہو گئی

جوانی سے بہتر وہ پیری ہی چرخ — جو کافور زخم جگر ہو گئی

تمھین ہی رہا تیغ ابرو کا ڈر — جبھی مردمک ہی سپر ہو گئی

سُوکھا یا کسی گُل کی فرقت نی یہ — کہ کانٹا ہر اک شاخِ تر ہو گئی

بتون نے کرم کی جو پھیری نظر — خدائی ادھر کی ادھر ہو گئی

اوڑا شب ہی کافور زخمِ جگر — کہ بیدر ونت سمجھے سحر ہو گئی

نہ کھنا مجھے صاحبِ رازِ عشق — جگر کو جو دل کی خبر ہو گئی

پڑی بحث جب کفر و اسلام مین — اِدھر بُت خدائی ادھر ہو گئی

مجسم گُنہ نے یہ آخر کیا — کہ دل کی سیاہی جگر ہو گئی

بدلتے ہی کروٹ کے اے آسمان — شبِ وصل دہر کی ادھر ہو گئی

دیا ساتھ مشکل مین فوراً امرا — اگر بیکسی کو خبر ہو گئی

مجھے خوفِ طُولِ شبِ ہجر کیا — اوڑا رنگِ رُخ جب سحر ہو گئی

نہ او تری فقیری کے اعجاز سے — کلاہِ گدا تن پہ سر ہو گئی

مقدر کی گردش سے آخر بلا — یہ لپٹی کہ شالِ کمر ہو گئی

سخن سے نکیون ہونین راس الرئیس		زبان شمع کے تن پہ سر ہو گئی

غزل ۹۴

بڑھاپے مین ماہر نہ چل راہِ جرم
ٹھہر جا کہ اب دوپہر ہو گئی

شعر ۳۶

مجکو مہمان سے مُروت بھی حیا بھی آئی
جان لیکر گئی گھر مین جو قضا بھی آئی

جان لینے کا جو تہا کام قضا بھی آئی
ہی ہوس پاس ہمارے نہ ہوا بھی آئی

میرے کہنے پہ ہوس کیا کہ ہوا بھی آئی
دم ذرا سا جو دیا سینے مین قضا بھی آئی

وای غفلت کہ نہ کچھ اونکو صدا بھی آئی
در کی زنجیر مری آہ ہلا بھی آئی

آج کچھ نکہت گیسوے رسا بھی آئی
مرضِ عشق بڑہا جب تو دوا بھی آئی

مین جو آیا تو زمانے مین بلا بھی آئی
بزم مین شمع کی آتے ہی ہوا بھی آئی

مجکو اوس وادیِ پرہول مین لایا ہے جنون
قافلہ کیا نہ جہان بانگِ درا بھی آئی

ہاتھ مین آئنہ و شانہ وہ لیتی ہی رہے
بگڑی نہ لفظونکو مری آہ بنا بھی آئی

عذرِ شکر کے مرا غیظ مین وہ کہتے ہین
تجکو بگڑی کبھی بات اپنی بنا بھی آئی

مجکو تھی بوالہوسی سے یہ جہا نین نفرت
حرص سمجھا اوسی کر پاس ہوا بھی آئی

رنگ سیوم مین کھلا اسکی محبت کا مجہی
رہگئے دست صبا پھول اوٹھا بھی آئی

بیپچدار ایسے ہین کوچے ترے گھر کے آید وست
ٹھوکرین کھائین جو فکرِ شعر ابھی آئی

خلوتِ یار مین بیگانونکا آنا کیسا
سر دھنا شمع نی گریا پہ جو ابھی آئی

اب تن زرد مین کس منھ سے دکھاؤن اونکو
زعفرانکو جو ہنسا تا تہا ہنسا بھی آئی

سیانِ نسیمِ سحری ٹھوکرین کہاتی ہی ہی
تیز دست آہ مری ونکو جگا بھی آئی

اپنی تنہائی سی مضطرِ دمِ نزع تہا مین
تھم گیا دل مرا جبسو قضا بھی آئی

مین نہین اک تری گھر دوڑ کے سب آتے ہین
سانس پھولی ہوئی تہی جبکہ ہوا بھی آئی

طاعتِ حق پہ نہ بگڑین یہ سمجھکر اصنام
تجکو بھولے سے کبھی یادِ خدا بھی آئی

مجکو تعجیل اوسی جان کے لینے مین ہے دیر
لو اداکرتی ہوئی مجھسے قضا بھی آئی

تنکے چننے لگا مین زردیِ تن سے اپنی
عشق مین لو کشش کاہ ربا بھی آئی

قتل سے تمنے جو کیا قتل کے مشتاقون کو
اس جفا سے ہمین کچھ بوئے وفا بھی آئی

مجکو بیخود یہ خطِ شوق کے آنے نے کیا
نامہ بر کا ہوا دھوکا جو صبا بھی آئی

ناز و غمزہ ہی کو دنیا مین غنیمت سمجھون
سامنا کیجیے گر قضا کا جلوا بھی آئی

مرسلون کو ہو نکیون خوف دمِ روزِ حساب
سب تو تجھسے امتِ محبوبِ خدا بھی آئی

ضد تری کونسی دنیا کی نہ شی نے رکھ لی
پاؤن پھیلائے جو تجھسے تو خفا بھی آئی

مثلِ شبنم چمنِ دہر مین روئی ہر شے
ایک کرنیکو لہو پانی حنا بھی آئی

رنگِ حاجت چمنِ دہر مین پھیلاتا ہون
سب تو سب دیکھنے کو ہاتھ حنا بھی آئی

جا کے اب دیکھ لئے پردہ اوٹھین جو تجلی کے
آہ آنکھون کا حجاب اونکی اوٹھا بھی آئی

اب مری لغزشِ پا کا ہے مزا سا ساقی
دیکھ لے جھومتی گردون پہ گھٹا بھی آئی

اب سکندر ہی کو صنعتین سب ہین بیکار
میری حیرت اونکی آئینہ دکھا بھی آئی

یون ہی کیا کم تھی و ہاتھہ اودنیا گل پھولا
شاخ مین شاخ لگانیکو حنا بھی آئی

تھا یوہین رنگ اسیری کا جہانمین کیا کم
ہاتھہ بندھوانیکو دنیا مین حنا بھی آئی

تیز دستی یہ ہی چپکی تھی نہ وہان آنکھ لگی
آہ پر دُود مری سُرمہ لگا بھی آئی

رغبت دل سی مری نزع مین آیا نکوئی
فرض ادا کرنیکو آئے جو قضا بھی آئی

باغِ عالم یوہین جلتا تھا جو نکلے ہاتھون
آگ مین آگ لگانیکو حنا بھی آئی

غزل ۹۵

اسقدر رہی کوئی تربت پہ ٹھہرا ماہر
کچھہ اگر ہی سے ہمین بوئے وفا بھی آئی

شعر ۲۱

عبث جہانمین کب زلزلے ہین آئے ہوئے
تڑپ رہے ہین لحد مین ترستے ہوئے

نہ پوچھو کچھہ یہ کون آتے ہین نہائے ہوئے
یہی ہین خنکی ہین ہم خاکمین ملائے ہوئے

عوض مین آہ کے ہنستے ہین منھ بھرائے ہوئے
نئی ہین لوگ جنازے پہ میرے آئے ہوئے

تم اہل بزم مین سے ایک کو تو دو بوسہ
فقیر بیٹھے ہین سب آسرا لگا کے ہوئے

طریق عشق مین آتی ہی یہ صدا مجکو
خطر کی راہ ہے رہرو قدم دبائے ہوئے

عصاے شیشہ وہ ہے ساقیا کہ زاہد کیا
سنبھل گئی ہین شرابی بھی لڑکھڑائے ہوئے

رقیب رستم دستان ہو گر تو کیا ہوگا
تری پچکیتیونکے ہم ہین مارے کھائے ہوئے

ندا ہی حشر مین دستار قاضیونکی بچاے
مغانکے ساتھ ہین مست انکے غول آئے ہوئے

نہ اوسکی بیان ہے کسطرح تیغ او قاتل
ہماری قتل پہ ہے آستین چڑہائے ہوئے

یہ کون لیگیا پہلو سی کیا ہوا یارب
ابہی تو دیر ہوئی تہی نہ دلکو آئے ہوئے

مین ہی نہین ہون تری ہی شمع رخ کا پروانہ
چراغ شام ہی تجہسے لو لگائے ہوئے

یہ شکل اونکی دم صبح شام صلوت ہے
نگاہ نیچی ہی بیٹہی ہین سر جہکائے ہوئے

صدا یہ ہچکیون سے دیکہے مر گئے عاشق
جنازہ ہا او وہ گہبرا رہے ہین آئے ہوئے

وصال کا تو بہلا ذکر کیا ہے فرقت کا
وہ داغ ہے جسے چہاتی سی ہون لگائے ہوئے

سبب ہے وہی مری آنکہون سے اشک بن بنکر
جگر کے زخم تہے پانی جو کچھ چہپائے ہوئے

دلونکو عاشقونکی سیج تو ہی وہ کیا جانین
کہین پڑے ہوے ہونگے جلے جلاے ہوے

اوتر رہی ہے گلی مین مثال آب جہری
کچھ اس ادا سی وہ دیئے کو ہین دباے ہوے

نشان وحشیو منزل کا مل ہی جاوے گا
چلے چلو کسی جانب کو منہ اوٹھاے ہوے

نہ پوچھو عشق نظر مین کہ کیا گذرتی ہے
تڑپ رہا ہون کلیجے پہ تیر کھاے ہوے

اونہین کا بوجھ نہ اوٹھ سکے یہ ڈرتا ہون
وہ لاش اوٹھاتے ہین اور لاش ناز اوٹھاے ہوے

غزل ۹۶

مثال وان رُخِ روشن ہی کسکو ای ماہر
چراغ شمس و قمر ہی ہین جھلملاے ہوے

۲۵ شعر

طپان ہون یون تمہی مژگان سے دل لگاے ہوے
شکار جیسے تڑپتا ہے تیر کھاے ہوے

وہی ہین پھر کے جفا زی پہ آج آے ہوے
ادہر جو دیکھتی ہین منہ اودہر پھراے ہوے

ادہر ہے ایک دلِ زار دیکھیے کیا ہو
مژہ کی صف ہی پرے اوسطرف جماے ہوے

تمہاری زلف کو دل دیکھکر یہ کہتا ہے
یہ ابر آیا ہے بجلی کہین گراے ہوے

گہر اونکے جا کے سنا یہہ عوض مین خط کے
سرا تہی کیا جو چلی آئی منہ اوٹہائے ہوئے

عقب مین اشکو نکے یون دل کا زور آتا ہے
کہ جیسے فوج کو آئے کومک دبائے ہوئے

پتا یہ کوچہ دلدار کا ہے سے اے قاصد
ہزارون بیٹھے ہین یا وہان دہونیان رمائے ہوئے

عبث گمان بد اونپر نہین ہی ای قمر
کہین وہ پانہ کہین بال ہین بنائے ہوئے

مناسب آپکو بھی ونہ حشر ہے آنا
اوٹھی ہین آپکے سب خطا کہین ملائے ہوئے

نصیب اسنو نین کہلتی ہین دیکہی کسکے
بڑھے ہین قتل کو وہ آستین چڑہائے ہوئے

ہزار حیف کہ مردہ کہین اوٹھین حیدر
کبھی جو سوئین ترے ہجر کے جگائے ہوئے

گناہگار ونکو دیتی ہین غسل کیون پس مرگ
یہ آپ ہین عرق شرم مین نہائے ہوئے

دل و جگر کی تمنائین قتل ہوتی ہین
اوجڑ رہے ہین مری گہر بسے بسائے ہوئے

اوبال اوبل کے دعا دے رہے ہین شیشے بھی
مغان چلی ہین جو ہر مست کو جہکائے ہوئے

دم وصال کچھہ آیا جو ہے خیال اونکو
بدن ہی سرد پسینے مین ہین نہائے ہوئے

دلوں میں بعد فنا بھی نکیوں رہے حسرتیں
چراغ شعلہ رخوں کی ہیں یہ بجھائی ہوئے

ان دل ہیں حسرتیں اب ہیں دل ہی سینے میں
بتوں کی راہ میں ہیں بیٹھے گھر لٹائی ہوئے

یہ گرم صحبت پیر مغاں ہی مستوں سی
شراب خانہ میں شیشی ہیں جوش کھائی ہوئے

انھیں سے کوئی ہماری فنا کا پوچھی حال
جو ذبح کر رہے ہیں آستیں چڑھائی ہوئے

تقاضہ سن کا ہے اڑہ تپے سی راہ چلو
ادا یہ کہتی ہی چال اور بھی بنائی ہوئے

علاقہ قطع نہیں گو لیی وہ جاتے ہیں
چلا ہے دل ہی تو پہلو مراد پائی ہوئے

دلوں کو دیکھ سکے ناوک فگن یہ کہتے ہیں
اوٹھا لو انکو نشانے یہ ہیں اوڑائی ہوئے

شب وصال وہ سرمکہ کے جب سے پوچھتی
تڑپ رہا ہوں وہ تکیہ گلی لگائی ہوئے

امید اب تری دیدار کی ہو کب قاتل
گلے پہ تیغ بھی رکھی تو منھ پھرائی ہوئے

غزل ۹۷	خفا اونھوں نے ملی گر تو خوب ای ماہر ملے شہید دہنیں خود ہی لہو لگائی ہوئے	شعر ۲۲

وحشی خجل ہین پاؤن جو گھر سی نکال کے
شیشے ہین آبلے عرقِ انفعال کے

بیٹھے ہین دلکو پھینک کے مشتاق چال کے
گھر سی قدم نکالیے گا دیکھ بھال کے

ہنگام حشر سامنی ہون ذوالجلال کے
سوچا کہان ہین پاؤن لحد سی نکال کے

وحشت مین کیا مین چال چلون دیکھ بھال کے
پردے پڑے ہین آنکھ پہ چشمِ غزال کے

اوس قبرِ تار مین ترے وحشی چشم ہین
جسپہ چراغ بنتے ہین دیدے غزال کے

وحشتِ جنون مین ہی ترے وحشی کا یہ جلوس
شیرونکے غول پیچھے ہین آگے غزال کے

سو دردِ سر اوٹھین ہوے بوسہ دو گلی ایک
سچ ہی بلا مین پڑتی ہین صیدِ قہر کو ٹال کے

مجرم وہ تھا کہ خوف سے تاثیرِ جرم کے
بھاگے ملائکہ مجھی دوزخ مین ڈال کے

اون مدفنون مین ہین ترے وحشی پس فنا
گنبد بنی ہین جن پہ نہ غنچۂ غزال کے

یہ تیغِ جان وہ شے ہے کہ انسان کا ذکر کیا
مر مر گئے ہین شیر زبانین نکال کے

خالق جزائے خیر دے مردان عشق کو
دیدی ہے تیغ میان سے اونکو نکال کے

کیون دامِ آسمان مین نہ عالم اسیر ہو | جنکو نجوم کہتی ہین حلقی ہین جال کے

جادے نہین ہین وادیِ آسیب مین مرے | دیکھا آکے ہین کوہ زبانین نکال کے

وحشت مین تیری چشم کا جب آگیا خیال | مژگان بنائی پاؤن سے کانٹے نکال کے

انجم ہین کب عیان شبِ فرقت مین افلاک | ذرے بنے ہین مری گردِ ملال کے

وصلت تو در کنار ہی مجنے جا قیس ابھی | محمل سے کوئی منھ جو دکھا دی نکال کے

نافے نہین ہین جا بجا وحشیِ چشمِ یار | دل رکھ گئے ہین قبر پہ آہو نکال کے

بی حسینونکا جب ترے ہی آیا مجھی خیال | بن تیرے سب بگڑ گئی نقشے خیال کے

احباب بھی گئی ہین لحد بھی ہوئی ہی بند | ابی دو ذرا سے ہم سے ہین جواب سوال کے

انجام کیون نہ وحشیونکی غم کا ہو خوشی | بنتی ہین چمن خشک سے نافے غزال کے

کھائی ہین سیر دشتِ جنون مین جو ٹھوکرین | دو ہو گئی ہین پیچ سے ہم ہر غزال کے

اشکون سی دل جو سر ہو ماہر سمجھ یہ تو

غزل	دی ہی صراحی چرخ نے شوری مین اچھالکی	شعر ۱۲

یوسف سے گھر چھوڑاتی ہین شہر جمال کے
بو لیچلی ہی گل کو چمن سی نکال کے

وحشت مین کیون نہ چال چلون دیکھ بھال کے
ہین آبلے بھی پاؤن کے دیدۂ غزال کے

کیونکر نہ زلزلے مین ہلین دل جبال کے
زیر زمین تڑپتی ہین طالب وصال کے

ایسے ہین قدردان ہی ہر اک کمال کے
خود او نگلیان اوٹھاتی ہین شایق ہلال کے

آیا نہ کام مین کچھ کسی خوش جمال کے
پہلو سی ہمنی پھینکدیا دل نکال کے

میکش کشیدگی سی خجل ہین یہ ساقیا
انگور شیشے مین عرق انفعال کے

کم تھے نہ وحشیون سے ترے گی حشم مین یہ
کیون گرد باد ہوگئے خیمہ نکال کے

گذری ہی آج دلپہ کچھ ای تیغ غم ضرور
انداز آنسوؤن مین ہین بسمل کی چال کے

کیا تیرے رند قہقہہ زن ہین بروز حشر
دستار گرد باد قیامت اچھال کے

عشاق کے سکوت یہ کہتی ہین ای بتو
دیگا خدا جواب تمہاری سوال کے

وحشی وہ ہون کہ جسکی درازیِ دست دسی — گوشِ آستین کے ٹنگے ہین دامن اچھال کے

رحمت خدا کی صورتِ سیل تڑپ گئی — کچھہ یون تڑپ کے سیلک گئے مجھے دوزخ مین ڈال کے

کیون ضبط سوزِ دل نکرون صورتِ سپند — معدوم ہو نگا سینہ سے مین نالہ نکال کے

ذکرِ غزال کیا تری وحشی کے دشت مین — جادے بھی رہگئے ہین زبانین نکال کے

مجھ دل دکھے کے دفن ہین اتنا وہ بول اوٹھے — کوئی اسی لحد مین اوترتا سنبھال کے

ہوگا ضرور قتل کوئی آج بیگناہ — خنجر وہ دیکھتے ہین کمر سی نکال کے

دیوانی کیون خزانۂ وحشت نہ لوٹ لین — ہین قفل سب کھلے ہوے چشمِ غزال کے

مشہور ہین وہ جادۂ صحرا کے نام سی — پھاڑے ہین وحشیون نے جو دامن اچھال کے

دنبالہ سرمہ کا ہو جو منظورِ چشمِ یار — رکھدین غزال منہ سی زبانین نکال کے

آیا مزہ کا وادیِ وحشت مین جب خیال — تلوؤن مین پھر چبھو لیے کانٹے نکال کے

یہ عشق چشمِ یار سی وحشت مین ہین غزال — پاؤن سی داب لی ہین زبانین نکال کے

کیون ہر قدم زغند نہ وحشی ہی اب ہرن
دینے کو غول بیابان کو دیے غزال کے

طالب نے بین سے شوق بین آیا ہی تا بہ عرش
پردے سے منہ کوئی تو دکھا دی نکال کے

پوچھی جو مجھسی قیس نی سختی راہِ عشق
پاؤن کے خار رکھدیے سر سے نکال کے

چھوڑا ہے دلکو لیلی مین آیا ہون قبر مین
اوجانے والے پاؤن کو رکھنا سنبھال کے

اک عاشقون کی بات تھی اسکو بھی کھو دیا
موسیٰ نے لی جواب ارنی کی سوال کے

غزل ۹۹

ماہر اونہین بھی آ گئی کچھ تپ خفیف سی
تڑپے مثال نبض جو طالب وصال کے

شعر ۳۰

مر گئے ہم نہ کہا اک نے قضا آتی ہی
شمع دامن مین چھپا کہ ہوا آتی ہی

حالتِ جرم مین بالین پہ قضا آتی ہی
مر کے کھولونگا نہ آنکھین کہ حیا آتی ہی

بخشند و دل سے اگر آہ رسا آتی ہی
ٹوٹتا ہی کوئی شیشہ تو صدا آتی ہی

کچھ نہ کچھ قیس پہ گذری ہی خبر لے لیلی
گرتی پڑتی ہوئی صحرا مین ہوا آتی ہی

بعد میرے جو نہیں کوئی عزادار مرا
قبر پر جا کے ہوا خاک اوڑا آتی ہی

ہر سحر کیون نہ چلے قافلۂ نکہتِ گُل
جو چٹکتی ہے کلی بانگِ درا آتی ہی

اونکو جب ہوتی ہی منظور نظر خود بینی
میری حیرت اونہین آئینہ دکھا آتی ہی

نیم بسمل ترے کیا خاک سی اوٹھین قاتل
برچھیان یہ نگہِ شوخ لگا آتی ہی

دیکھکر تجکو گنہ ہین نے کہی تہی یارب
بند کر دی کوئی آنکھین حیا آتی ہی

جنبشین ابرو دنکی کہتی ہین گو تم نہ کہو
تمکو تلوار کبھی عاشق پہ لگا آتی ہی

ای جوانو کبھی پیرون سی نہو نا گستاخ
انہین بندون سے خدا کو بھی حیا آتی ہی

گوش دل سی مری آواز کو سُنتے ہین ملک
میری پردے مین کہین کی جو صدا آتی ہی

غُول بہکا کے ہین گریزان ہین بیابان سے غزال
آبلو نکو مرے کیا آنکہ دکھا آتی ہی

دل دکھو نکو نہ ستا آہین ہی کڑی او ظالم
انکی وہ آہ ہی جو عرش ہلا آتی ہی

کچھ کہلتا نہین ای قافلۂ اشک روان
دل دہڑکتا ہی کہ آوازِ درا آتی ہی

حشر مین توڑ رہی ہین ترے وحشی قبرین
نکلو نکلو کی جو کانونمین صدا آتی ہی

مرسلونمین بھی دم حشر یہ غل ہی تہہ عرش
سب ہٹین امت محبوب خدا آتی ہی

یار و احباب سی تو قبر پہ آیا نہ کوئی
ہان اگر سی تو ذرا بوئی وفا آتی ہی

کہدو اونسی کہ خبر لین مرے دلکی جلدی
آج کچھہ ونکی پہلو سی صدا آتی ہی

نالہ حضرت مجنون کا اثر ہے ابتک
سائین سائین کی جو صحرا سے صدا آتی ہی

دلمین لیکر تجھی بند آنکھ جو کرتا ہون کبھی
میرے دم سی ترے سونیکی صدا آتی ہی

پاس کسطرح مرا آکے نہ دم لے قاتل
منزلون سے مری لینیکو قضا آتی ہی

زیر پا خار کو سمجھے نہ رگ گل کیعن قیس
ملکی رخسار سی لیلی کی ہوا آتی ہی

قتل کرنیمین مرے ضد نکری کیون قاتل
پاؤن پھیلاتی ہین جسوقت حنا آتی ہی

گر شہیدونکا جنازہ نہ اوٹھایا نہ سہی
لاش عشاق پہ ٹھوکر تو لگا آتی ہی

چھیڑتا ہون جو بھری بزم مین یہ کہتے ہین وہ
سچ بتادی کبھی تجکھو بھی حیا آتی ہی

قتل پر میرے جو ضد ہی تو کہہ دو اُنسے — خون پانی نکرین ایک حنا آتی ہے

کوئی تو پوچھہ لے نقاش ازل سی اتنا — دوسری شکل ہی تیری سی بنا آتی ہے

وا اے وہ نیر کہ جو محروم ہین آواز سی ہی — لن ترانی کی تو موسی کو صدا آتی ہے

غزل ۱۰۱	مُو شگافی سی کہلا ہمپہ عقیدہ ماہر عاشقون پر اوہنین زلفونکی بلا آتی ہے	شعر ۲۳

بنکی معشوق جو عاشق کی قضا آتی ہے — صاف خلخال کی گھنگرو سی صدا آتی ہے

مر دے جی اوٹھتی ہین زندونکی قضا آتی ہے — کس ستم کی تجھی اُو ترک ادا آتی ہے

توڑکر جب دلِ بلبل کو صبا آتی ہی — صاف غنچی کے چٹکنے کی صدا آتی ہے

منعمو عالمِ فانی مین خوشی ہی معدوم — کان بجتی ہین کہ نوبت کی صدا آتی ہے

زاہدو دل مین جگہہ دو نہ بتونکو کیونکر — دیکھتا ہون جنہین یاد خدا آتی ہے

نازنین نے جو اوٹھا تو شنا کیا اسکی — آپکو بھی تو مری لاش اوٹھا آتی ہے

لوٹی اونسنے کہے ویران جو دل کرتی ہین
اس زمین پر ہمین بستی ہی بسا آتی ہی

برہمن چھوڑکے کعبے کو ملا کیا تجھکو
دیر مین ہی تو نظر شان خدا آتی ہی

گل نکیون ہجر مین ہو جا مری شمع حیات
دل تڑپتا ہے تجھے یون جیسے ہوا آتی ہی

نا بلد ہین یہ خوشی سی غربائی عالم
دل دھڑکتا ہے تو نوبت کی صدا آتی ہی

باغ مین دیکھکے اونکے گل رخسار کا رنگ
پھول مرجھائین نکیونکر کہ حیا آتی ہی

تجھسے بی پردہ گنہ مین کیئی تھی یا رب
کیون نہ گڑ جاؤن زمین مین کہ حیا آتی ہی

وصل کا کیا مجھے اچھا نظر آئے انجام
دل جو ہنستا ہی تو رونیکی صدا آتی ہی

پیچھے ہٹجاتی ہی محمل مین ادا سی لیلی
آہ جب قیس کی پرد کو اوڑا آتی ہی

پردہ گوش مین کیونکر نہ چھپاؤن ای دوست
دلمین ہی تیری جگہ دل ہی صدا آتی ہی

حسن اور عشق مین پھیلا کے اڑائی گا جو رنگ
خون پسینی پہ گرا نیکو حنا آتی ہی

بیوفاؤنکی قدم کیون نہ اوٹھین چلنی مین
زیر پا تربت نقش کف پا آتی ہی

پردہ دید مین کیا کام نکالا موسی
اتبو کانونمین وہ مطلوب صدا آتی ہی

مجھہ گنہگار کے لاشے پہ نکیون منہ دہانپہین
مجکو رتے ہوی لوگونکو حیا آتی ہی

آنکھین محروم ہون دیدار سے تو ہون موسی
لن ترانی کی تو کانونمین صدا آتی ہی

کان آوازہ وحدت سے بھری ہین جو مرے
کوئی بولی مجہی تیری ہی صدا آتی ہی

لن ترانی تو کہا پر یہ ہوا کیا جانے
یہ نہ سمجھی مرے کانونمین صدا آتی ہی

غزل ۱۰۲	اوسکی رحمت مرے عصیان کو نہ بخشے ماہر مین نہ یہ منہ سے کہونگا کہ حیا آتی ہے	شعر ۴۱

آئنہ بنگئی ہی تن مین جو قدرت تیری
میری صورتمین نظر آتی ہی صورت تیری

آئنہ لیکی بھی بڑہتی نہین حیرت تیری
دیکھ تو دیکھ رہی ہی تجہی صورت تیری

تھوڑی دل کو جو بڑہادے تو عنایت تیری
نکلی جاتی ہی مری دل سی محبت تیری

میری وحشت ہو غضب چال ہو آفت تیری
حشر میرا ہو یہان وان ہو قیامت تیری

قیس کر دی مجھی کسطرح نہ الفت تیری
دل جو محمل ہی تو لیلی ہی محبت تیری

لیچلی ہی سوئی دوزخ جو عدالت تیری
لپٹی جاتی ہی گنہگارون سی رحمت تیری

ہاتھ تلقین مین مجکو نہ لگائے کوئی
ہون تہ خاک مین امیدوست امانت تیری

دور کسطرح گناہون سی ہمین ہو تا یارب
سرکی جاتی ہی مرے پاس سی رحمت تیری

جوش خون ہی جو کفن کو بھی ترے سوتی مین
پھوٹ نکلی ہی ہر اک پھول سی نکہت تیری

باتین کہنی کی ہین تلقین کہان کی اے دوست
مرکے بھی میری زبان پر ہی حکایت تیری

کیون لحد توڑ کی نکلین نہ گنہگار ترے
حشر مین ڈھونڈھ رہی ہی انہین رحمت تیری

اب بھی آغوش مین ہی یاد نکر دلکو مری
دیکھ دی گھر ہوئی جاتی ہی محبت تیری

کونسے جرم نی یہ ربط بڑھایا یارب
جب تڑپتا ہون تو چپٹ جاتی ہی رحمت تیری

وائی ناقدری مردم کہ اڑھا سکو کہین
کھپ گئی ہو مری آنکھون مین جو رنگت تیری

حشر مین اسکی سوا اور کہین کیا مجرم
ہمسے وہ کہ جو کبھی تجھسی مروت تیری

شبہہ غلبیت کا کیا مین نے تو وہ کہنے لگی
ہان تری سر کی قسم کی تھی شکایت تیری

آج تو خیر مری لاش جب اوٹھی او گل
رنگ اوس دن تو نہ لائی یہ نزاکت تیری

حفظ جان عشق مین اشتاق سے ہے بہت ایدوست
جسکو کہدی ہی آوے دیدہ و دل مین امانت تیری

خلد کو چھوڑ کے مرسل نکل آئین باہر
ہاتھ چھوڑ کے تو مرا حشر مین حرمت تیری

کے دیدار کی خواہش ہی خبر لی ہے
باتون باتون مین ہٹ جاتی تھی لکنت تیری

دل مرا لینی کو اور آئین خدا کی قدرت
غیر کے ہاتھ مین دیدی و ہمین امانت تیری

تو جو بالین پہ ہے اتنا نہین دیکھتا مجھ
جان تن سی یہ نکلتی کبھی حسرت تیری

جلوہ گر ہو کے نگاہون سے نہ کیون چھپ جاے
کچھ شرر مین نظر آتی ہی شرارت تیری

حشر مین آتے ہین اس شان سی تیرے مجرم
قہر آگے ہے پس پشت ہے رحمت تیری

یہ سبب ہے جو تری غم کو بھی کہتا ہون عزیز
دل جو تڑپی تو بہلتی ہی طبیعت تیری

گاہ بٹلین مین ہی گاہ آنکھونمین ہی گہی دامن مین
میری اشکونسی ٹپکتی ہی شرارت تیری

دو دلی کی مجھی ہی بہی تو یون حسرت ہے
تو ہو اک دلمین تو اک دلمین محبت تیری

عکس آئینہ مین جسطرح نظر آتا ہے
یون مرے دلمین اوتر آئی ہی صورت تیری

لاش ہی لاش نظر آئیگی اب مقتل مین
دیکھ اوٹھجائی نہ انگشت شہادت تیری

کیون نہ فرقت مین بھی اب لطف ملین وصلت کے
دل وہ پہلو مین ہی جسمین ہی محبت تیری

آہ ہر دم کی نکلکر یہ خبر دیتی ہی
اب سماتی نہین دلمین مرے حسرت تیری

دیکھتا ہون جو مین آئینہ تو وہ کہتی ہین
خوش نہو مرکے بدل جائیگی صورت تیری

دل کے جانیکا تجھے نزع مین کیون دھڑکا ہے
جان دونگا نہ دونگا مین امانت تیری

چاک ہون گل کی گریبان تو دل غنچون کے
باغ مین جامہ کے باہر ہو جو نکہت تیری

لن ترانی پہ بھی تکرار کی کر ای موسی
باتین کچھ اور بھی سنتو آئیگی لکنت تیری

قبض کرتا ہے مری روح تو خود کر یارب
تیری ہی ہاتھ مین دونگا مین امانت تیری

شکر کر عیب لسانی بھی ہنر تھا موسی
بھولی بھولی تری باتین ہوئین لکنت تیری

بعد مردن بھی کسیطرح نہ آنکھیں ہوئین بند | رہگئی طالب دیدار کو حسرت تیری
جان سی ہاتھہ اوٹھاتا نہ مین کیونکر اید وست | سانس لینی مین نکلتی تھی محبت تیری
جانکنی مین مری گر گئی یہ آتی ہی صدا | دیکھی چھینی لئی جاتی ہین امانت تیری

غزل ۱۰۳

نظم مین دیہیان تہا کیا اور یہہ اکیا ماہر
اور کچہہ بڑہگئی جلدی مین طبیعت تیری

شعر

مانتی موسی نہ کیونکر لن ترانی آپکی | کچھہ سمجھتی تھی زبان بیزبانی آپکی
کیون نہ ساکت ہو کہ ہی تصویر جانی آپکی | بند کردیتی ہی لب شیرین بیانی آپکی
گر نہ کیجیی قدر تو نا قدردانی آپکی | ہر ادا ہی ناز پرور د جوانی آپکی
حشر کے دن بھی ہی محروم ہم دیدار سی | سنتی تھی آنکھون سے دیکھی لن ترانی آپکی
دیکھیی پیری مین مجکو بھی ہین رنگ شباب | آگئی تصویر مین جیسی جوانی آپکی
درد دل سارا سمٹکر آگیا پہلو کی جا | داغ چھالے کا جو تھا تن پر نشانی آپکی

پنچ مین گردونکی خلق آتی اگر اچھی طرح
کیون چنی جاتی ردا ہی آسمانی آپکی

دو ہی چیزین ہین ہمین جنکا زمانی مین نظیر
موسم گل باغ کا فصل جوانی آپکی

کٹ گئی فرقت کی شب اوس طول پر اک آن مین
دل نی کچھہ باتین جو کین مجھسی زبانی آپکی

شور محشر سنکے ہوتا کسطرح مجکو عجب
کان مین میرے پڑی تھی کچھہ کہانی آپکی

کونسا انصاف ہی آئینہ رکھنا ہاتھہ سی
آپکی صورت نہ دیکھی نوجوانی آپکی

آجتک آنکھون سی اک عالم لگاتا ہے اوسے
مین نے قرآنمین جو رکھدی تھی نشانی آپکی

یاد رکھیئے دینگے نسبت پسینہ سی اوسے
حسن کا جب عطر کھینچیگی جوانی آپکی

وائی ناقدری عالم سب کہین غازہ اوسے
رنگ لائے گر زمانے مین جوانی آپکی

حسن کا جوبن ٹپک کر مجکو دیتا ہے صدا
روئیگی پیری کو میری نوجوانی آپکی

اب زمین پر پاؤن چلنی مین ہین رکھین کسطرح
شبکو منھہ پر تھی ردائے آسمانی آپکی

وقت تلقین قبر مین بلائی منھہ کو موڑتا
مین یہہ سمجھا کوئی کہتا ہی کہانی آپکی

کہتے یون ہم بھی ملاتے ہین ہان مین ہان ہین / دل مین جب گھر ہو تو کیسی لامکانی آپکی

کان مین مُردونکی بھی جائیگی آواز پا / روکیے حد سے گذرتی ہی جوانی آپکی

غزل ١٠٤

شعر ٢١

لہر پر سبزہ کی ماہر کی بھی پڑتی تھی نظر / کیون چھپی جائے نہ اب پوشاک دھانی آپکی

ہر ایک دانہ انگور آب ہو جائے / خدا کی شان ہی شیشہ شراب ہو جائے

جو سوزِ دل سی مِرے انقلاب ہو جائے / اولٹ پلٹ کی کلیجہ کباب ہو جائے

ہر ایک عرض پہ اونکا خطاب ہو جائے / مزا تو ہے کہ جو طول حساب ہو جائے

جو رُو نما اثرِ انقلاب ہو جائے / ہر ایک آئینہ چلو کا آب ہو جائے

خدا کی شان ہی انگور آب ہو جائے / ستارہ ٹوٹتی ہی آفتاب ہو جائے

بڑہا یا کاش مرا بھی ہو عکس آئینہ / رنگے جو ریش کوئی بیان خضاب ہو جائے

کہے تو کوئی وہ توڑین دلِ پرارمان جب / حضور آپکی بستی خراب ہو جائے

نگاہِ مست سے وہ دیکھتے ہین دریا کو — عجب نہین کہ جو پانی شراب ہو جائے

کوئی تو دیکھ کے مجھکو گلی مین اونسے کہے — جو کچھہ نہین تو گدا کو جواب ہو جائے

سہارا پاکے احبا کا قبر مین بولا — ذرا تھمو کہ سوال و جواب ہو جائے

منون ہی خاک گرانی کا وقت ہی مجھپہ — جو رہ گیا ہو شریک ثواب ہو جائے

مجھے ہو طالع بیدار بختِ خفتہ ہی — کسیکی آنکھ کا گر نیم خواب ہو جائے

جھٹک جھٹک کے وہ دامن کو کیون نہ جھنجلائین — وہ رخت خاک سی میری خراب ہو جائے

ہجوم حشر مین کہتا ہون سر جھکا کے یہ مین — کھڑا ہوا ہون مرا بھی حساب ہو جائے

پکارنے سے تمہارے نہ مر کے گر بولون — خموشیون کا کبھی کے جواب ہو جائے

اسی بہانے سے بخشا گیا مین حشر کے دن — مرا حساب نہ سبکا عذاب ہو جائے

نہین خبر کہ کیئے چلکے کتنے دل پامال — بنی وہ چال زمانہ خراب ہو جائے

لحد کی راہ مین رہ گئے تو ہین مجھے حجاب — کہین جنازہ نہ کشتیِ آب ہو جائے

نہ دیکھیں دیکھنے والی بھی اگر رہی جلوہ	کھلے یہ حسن کہ آخر حجاب ہو جائے
کریم مجمع محشر مین شرم مانع ہے	علیحدہ کہین میرا حساب ہو جائے

غزل ۱۵۰

جو تیری لاش کپٹ پٹ کھٹکے رہین وہ ماہر
اخیر ہچکیون کا کچھ جواب ہو جائے

شعر ۶۷

وحشیون کا نہ ہتھ خاک اگر دل ٹھرے	جادہ ایک ایک نفس سینہ بسمل ٹھرے
جو ہوا اک اشک وہ نہین کیا راہ کی مشکل ٹھرے	جب چلے چشم زدہ نہین سر منزل ٹھرے
مرتبہ عشق مین کیون دل کو نہ حاصل ٹھرے	جن جو شیشی مین اتاری وہی عامل ٹھرے
ناتوانی سے نکلیون راہ مین مشکل ٹھرے	گرد پاؤن سی جو لپٹی تو سلاسل ٹھرے
واہ رے بخت جو اپنا ہو وہ قاتل ٹھرے	جان نکلی جو بدن سے تو مرا دل ٹھرے
طائر قبلہ نما جب ہون تو کیا دل ٹھرے	جو سنان پر ہو علم خاک وہ بسمل ٹھرے
دوست یا دشمن معشوق یہ بسمل ٹھرے	بڑہ گئی شمع تو پروانون کے کچھ دل ٹھرے

ہمکو کیا طول مسافت سی جو بسمل ٹھہرے
جب چلی چال تڑپکر سرِ منزل ٹھہرے

پھر تو آنکھونکی لگانی ہی کے قابل ٹھہرے
دل اگر کسی گردن کی حمایل ٹھہرے

میری صحرا مین بھلا قیس کا کیا دل ٹھہرے
جو بگولہ ہو وہ دیوِ رہِ منزل ٹھہرے

نہ بگولے ہون نہ دیوِ رہِ منزل ٹھہرے
ٹھر ٹھرا دون کسی ٹیریکو تو مشکل ٹھہرے

ادنسی اور آئینہ سی رنج ہو مشکل ٹھہرے
عکس گر بیچ مین پڑنیکی نہ قابل ٹھہرے

چھوڑ کر ساتھ جگر کا نہ کبھی دل ٹھہرے
ٹھہری تو ہلکو بسمل ہی مین بسمل ٹھہرے

عنکبوت اک ہمن تو کیون جین مشکل ٹھہرے
راہ باریک پہ ہون پاون تو کیا دل ٹھہرے

دی جگہ دلمین تو یون غیر سب اپنے ہو جائین
جیسی محفل تری آئینہ کی محفل ٹھہرے

خس دریا ہی آکر ساتھ ندی عاشق کا
عین دھارے مین سمجھہ کے لب ساحل ٹھہرے

دھوپ مین دشت نورد دیکھو جو نکلی وحشی
گھولکر چتر بگولے سر منزل ٹھہرے

سالک مسلک ایجاد ہون ہو مکڑی کیطرح
راہین سو دل سی نکالون تو مراد ل ٹھہرے

دوست وہ کیا جو ہون کم دانۂ بازیچہ بھی
آگ سی دل پہ چلی گر تو نہ وہ دل ٹھہرے

طایرِ قبلہ نما نام نہین پھر میرا
تیری ہی سمت نہ ہر پھر کے اگر دل ٹھہرے

طبعِ روشن سے کیون رونقِ صحبت ہے نہین
شمع بجھ جائے تو برہم کن محفل ٹھہرے

پڑ گیا معرکہ جب آپکے جانبازون سے
یون اوٹھے دل کہ نہ پروانۂ محفل ٹھہرے

ساتھ ہوئے لیکے بگولون ہی کے کیون قیس عرب
تا بکی منتظرِ ناقہ محمل ٹھہرے

راہ تو خوب کٹی قطرۂ باران کیطرح
خاک مین مل گئی جب ہم سر منزل ٹھہرے

طایرِ قبلہ نما سے سر سوزن ہو نہین
خود تڑپنے لگون سینہ مین اگر دل ٹھہرے

عشق نے مجکو بنایا ہے اک آویزۂ گوش
چین سے وہ کہین بیٹھین تو مرا دل ٹھہرے

طبع روشن ہو تو ہو بزم تری وابستہ
شمع اوٹھجائے تو محفل کی نہ محفل ٹھہرے

کونسی عشق مین آفت مری دلپر گذری
جسکی غم مین نہ کبھی آنسو نکلے دل ٹھہرے

نقشِ پا ضعف سے ہون گو کہ ان مرا کوچۂ و مقام
تھک کے رہجاؤن جہان پھر وہی منزل ٹھہرے

رشتۂ شمع سے کہتا ہے یہ شعلہ ہلکر ۔۔۔ کھینچ دین دار پہ جس شب لگی وہ کیا دل ٹھہرے

آئی ہی جامے میں پروانوں کی روح مجنون ۔۔۔ شمع فانوس میں کیونکر صفا محمل ٹھہرے

صورت لنگر ساعت ہوں قرار آئے تو کیا ۔۔۔ عضو بیکار رہوں سارے جو مرا دل ٹھہرے

سچ تو کہتی ہیں کہ سولی پہ بھی نیند آتی ہے ۔۔۔ شمع پر سو گئے پروانے تو کچھ دل ٹھہرے

دفن صحرا میں اگر ہوں تپ ہجران والے ۔۔۔ نبض کی طرح نہ اک جادۂ منزل ٹھہرے

مثل رقاص ہے تم سوزن عیسی میں شکل ۔۔۔ کیوں چلو چال وہ جس سے نہ مرا دل ٹھہرے

شمع کا ساتھ نہ مشکل میں دیا داغ عشق ۔۔۔ جب ہوا آئی نہ پروانہ محفل ٹھہرے

شعلۂ شمع پہ مضطر ہو نہ کیوں پروانہ ۔۔۔ جان عجب لی ہے یہ جس دل لگی وہ کیا دل ٹھہرے

بیقراری سبب تنگی خاطر ہے ۔۔۔ جب گرہ کھل گئی کچھ آنسوؤں کی دل ٹھہرے

برق کہتی ہے ضیا ابر کو دیکر مجھ سے ۔۔۔ آگ لگجائے کلیجے میں تو کچھ دل ٹھہرے

جب جب ون شل کند سر دشمن میں سفر ۔۔۔ اک قدم گھر میں ہے اک سر منزل ٹھہرے

ناتوان ہم سی گئی ہی چیز کوئی ہین شاید
پھر پڑی قافلی جب ہم پسِ منزل ٹھہرے

جنبشین ابرونکی غیرون نی دیکھین اونکی
ہم نہ تلوار لگانیکی بھی قابل ٹھہرے

کوئی قاتل ہین یہ آخر کو روا رو دیکھی
پاؤن راہی مین رہے سر سرِ منزل ٹھہرے

سچ ہے آنکھون سی گری اشک تو برباد ہوئی
قافلی لٹ گئی جب چھوڑ کے منزل ٹھہرے

چشمِ عشاق کو تسکین ہو کیونکر اوسبت
عرق آجائی تو بیمار کا کچھ دل ٹھہرے

تیر کی طرح ہوئی ہمکو نہ تکلیفِ سفر
جب چلی اپنی جگہ سی سرِ منزل ٹھہرے

سچ ہی آنکھون نی دلِ زار کی لی جان آخر
روئین جب سر پہ تو بیمار کا کیا دل ٹھہرے

لاش پروانیکی فانوس مین یون آئی ہی
جیتی جی تاب کسیکا سرِ محفل ٹھہرے

گھر کے چھٹنے کا نہ انسانکو غم ہو کیونکر
نکلی تجھ سی شہر بھی تو نہ پھر دل ٹھہرے

شمعِ عکسِ رخِ روشن نی دکھائی جو کشش
جو آئینہ پروانہ محفل ٹھہرے

حسن برباد ہین چالِ سفر ہے اپنا
اوڑ کے پر دور گئی جب سرِ منزل ٹھہرے

صاف کر قلب تو ہو فیضِ بہشت تجھکو ایک آئینہ مین سو ہر دم محفل ٹھہرے

مجھسی وحشی کا جنازہ جو اوٹھا صحرا مین کاندھا دینی کو بگولی سرِ منزل ٹھہرے

کوئی ہمدرد اگر ہو تو سکون ہو شاید روئی پہلو مین کلیجہ تو مرا دل ٹھہرے

ہمکو او لونکی محبت کا طریقہ بھایا آب غیسیم سی اگر ہو تو نہ وہ دل ٹھہرے

مین نہ تڑپون تو رہا نہین تڑپے کوئی چین ہر ایک کو آئے جو مرا دل ٹھہرے

صفتِ دانۂ تسبیح ہون کیونکر ہو سکون چین اوس ہاتھ سی پاؤن تو مرا دل ٹھہرے

کشتیِ بحر ہون کیا ذکر روانی کا مری پاؤن منزل پہ جو رکھدون تو نہ منزل ٹھہرے

حبس آخر یہ ہوا جس دم مجنون سی محملون مین نہ کہین صاحب محمل ٹھہرے

عنکبوت اک ہون تو میرے لیے سو راہین ہین جسطرف جاؤن وہی جادۂ منزل ٹھہرے

ہون وہ شوریدہ سر آئے بھی اگر کانون تک شورِ محشر مجھی آوازِ سلاسل ٹھہرے

مجکو پھر درد کی باتونکا مزا ملجائے منھ مین دم بھر زبان نکلی اگر دل ٹھہرے

صرصرِ عاد کی مانند ہون پہونچون کیونکر
جب چلون اپنی جگہ چھوڑ کے منزل ٹھہرے

عنکبوت اک ہون مسافر مری راہونکو نہ پوچھ
جب ہوا آئے نہ جادی ہون نہ منزل ٹھہرے

جذب باطن سی کہانتک نہ اثر آوے گا
اپنی ہی دل پہ رکھیں ہاتھ تو یان دل ٹھہرے

واہ کیا خوب ہوا ختم سفر شل تگ کر
ہمین باقی نہ رہے جب سر منزل ٹھہرے

غزل ۱۰۶	دیکھتی جائین وہ چال اپنی نکیونکر ماہر پاؤن پڑ جائی مری دل پہ تو مشکل ٹھہرے	شعر ۳

داغون سی دل کی عیش جوانی بدل گئی
گھر مین چراغ شام کے ہوتی ہی جل گئی

آنکھون سی اشک جوشش غم مین نکل گئے
دریا جو بڑھ گیا تو کنوئین بھی ابل گئے

غزل ۱۰۷	جب آہ و داغ دل کا تصور ہوا ہمین گھر سے چراغ لیکے ہوا مین نکل گئے	شعر ۱۳

جب آئی نزع مین ہچکی سو مزار چلے
اخیر وقت بھی ہم دوست کو پکار چلے

نہ پوچھیہ کچھ کہ کدہر راہی مزار چلے
ادہر طرف کو چلے یہ جدہر کو یار چلے

گلی سے یار کی یہ کہکے جان نثار چلے
صدا نہ آئی فقیر آج بھی پکار چلے

گنہ کے بوجھ سے کیا کیا نہ شرمسار چلے
تھکے تو چار کے کاندہون پہ ہم سوار چلے

فنا ہوا مری آہون سے یون تن خاکی
ہوا کے زور مین جیسے کبھی غبار چلے

نہ منھ دکھانے کے قابل رہی جو عصیان سے
کفن سے منھ کو چھپا کر گناہگار چلے

عدم کے جادے پہ یون نابلد روانہ ہین
کہ جیسے راہ کوئی طفل نی سوار چلے

نہ بوجھ ڈالتی مرکر بھی دوستون پہ ہم
تھکے ہین نزع مین اعضا کہ ہم سوار چلے

رہ فنا مین کئی تھی جو ہر قدم پہ گناہ
قلم کیطرح جہان سے سیاہ کار چلے

اسی حجاب و ندامت سے گر گئے مرکے
ہمارے پاؤن نہ تھے کیا جو لیکے جا پہ چلے

جنہون نے سر پہ چڑہایا تہا راہ ہستی مین
وہی عزیز لحد مین ہمین اتار کے چلے

پئی غدیر مین جب ساغر شراب ولا
مغان کی خیر ہو یہ کہکے بادہ خوار چلے

غزل ۱۰۸

مثال دانۂ پیاکشت دہر مین ماہر
جب آسیا کیطرح چرخ کجمدار چلے

شعر ۱۵

فلک نے عیش رہا نہ شباب باقی ہی
اس انقلاب کا بس انقلاب باقی ہی

جگر مین داغ ہین وقت شباب باقی ہی
ظہور شام ہی اور آفتاب باقی ہی

ہمین امید رجوع شباب باقی ہی
ستم فلک جو یہی انقلاب باقی ہی

کھلے بندھے کا ہمیشہ عذاب باقی ہی
سیہ بلا ہی کوئی یا خضاب باقی ہی

فنا ہین اشک یہ چشم پر آب باقی ہی
غضب ہے خشک ہے دریا حباب باقی ہی

وجود بحر جہان ہی بقدر تاب و توان
بہت ہے یہ جو کوئی دم حباب باقی ہی

کھلے بندھے فلک کیون سر خضاب مرا
بشر کے دلمین خیال شباب باقی ہی

ہے آبرو کی طلب گر تو کر ہنر حاصل
بقائی بو ہے تو قدر گلاب باقی ہی

کسو یہ چرخ سی کچھ پھولدی خضاب مرا
یہ رنگ ہے تو نشان شباب باقی ہی

نہ فیض پائیگا اس خاکدان سے ای غافل | سراب پر تجھے امید آب باقی ہے

بندھیگا رنگ نہ اچھی طرح سے پیری کا | کھلا ہوا ابھی جو اپنا خضاب باقی ہے

نہ تن کو دیکھ مہر اک بار حسن کو غافل | یہ آب و تاب ہیں تا شباب باقی ہے

فلک کی دور میں طفلی تو کٹ گئی رو کر | ابھی شیب و خضاب شباب باقی ہے

شکستہ دل ہوں محیط جہان میں مت سے | خدا کی شان ہے ٹوٹا حباب باقی ہے

غزل ۱۰۹

میں لیکے نسخۂ اکسیر کیا کروں ماہر
جہان میں خاک در بوتراب باقی ہے

شعر ۱۲

کسطرح جان آئے بدن میں نظر کبھی | لیلی نکالتی نہیں محمل سے سر کبھی

حسرت ہے دو دل بھی ہو داغ جگر کبھی | گھٹکر نہ ہے فلک سے گل نیلوفر کبھی

ہوتا ہے سنگ میں بھی مرض کا اثر کبھی | چھینکی آسیا بھی پھرا ہے جو سر کبھی

بٹ بٹ کھٹیں نبرد میں کیا پر جگر کبھی | ہٹتی نہیں ہے جنگ میں پیچھے سپر کبھی

کیونکر تھے مژہ نہ تھمین لخت دل مرے
دم راہرو بھی لیتی ہین زیر شجر کبھی

نامی خراشِ غم سی نگین کیطرح ہوئین
گمنام ہون جو محو ہون زخم جگر کبھی

تابان کب آفتابِ قیامت ہے حشر مین
پھینکا تھا مین نی منہ پہ داغ جگر کبھی

سیلی ہوا کی پڑتی ہی گلزار دہر مین
بو بھی نکالتی ہی جو غنچہ سی سر کبھی

سب بھول جائین وسعتِ صحرای حشر کو
دکھلادون گر مین دامن زخم جگر کبھی

با آبرو کو دلکی جراحت نکیون ہو قہر
بھرتا نہین گہر کا بھی زخم جگر کبھی

غنچے چٹک چٹک کے یہ کہتے ہین باغ مین
مٹھی نہ بند ہو جو ہو ہاتھون مین زر کبھی

انسانکو کیون نہ ہجرِ وطن کے ملال ہون
تڑپا ہے خود شرر بھی جو چھوٹا ہی گھر کبھی

بیگانہ خود سی ہی یہ پس مرگ ہو گئی
ہم تک نہ آئی مرکے ہماری خبر کبھی

شعر	ماہر وہی جہان مین ہی اللہ کا فقیر دیکھا نہ غیر دست دعا جسنے در کبھی	عندل

سفید بال ستی جو بن شہر کے ڈہل جاتے
فلک سی برف جو گرتی نہال جل جاتے

ہماری آہ کے جھونکی کبھی جو چل جاتے
چمن سے بو کی طرح باغبان نکل جاتے

شہید تیغ یہ ہر طرح چال چل جاتے
قدم کی راہ نپاتی تو سر کے بھل جاتے

نہ خون دلکی غذا آنسوؤنکو دی افسوس
جو پرورش کو ہی کرتا یتیم پل جاتے

گلاب شک سی درد دل جہان کھٹتے
دوا مریض جو پاتے تو کچھہ سنبھل جاتے

کسی شہید سے باغ جہان مین تھی ہمرنگ
حنا کے حال یہ ہم کیون نہ ہاتہ مل جاتے

غزل ۱۱۱	عصا نہ ہاتہ جو پیرون کا تہا تہا ماہر وہ دو پہر تھے کہ سو بار دن مین ڈہل جاتے	شعر ۱۸

حرارت سوز غم آنسو ونمین آشکارا ہے
عجب خرمن ہی دل جسکا ہر اک شرارا ہے

ترقی بخش دریا اسقدر رونا ہمارا ہے
چراغ چشم ماہی جو ہی وہ گردونکا تارا ہے

دل سوزان سے جو نکلا ہی آنسو وہ شرارا ہے
عجب آتش ہون جسپر آب کا قطرہ بھی پارا ہے

عجب کیا اضطرابِ دل جو مجھ پر گوارا ہے
زمین ہلتی ہی میری قبر مجھکو کاوہ وارا ہے

پسِ مردن دلا گرمیِ محشر آشکارا ہے
کہ بیمارِ تپِ فرقت کا اک یہ بھی حرارا ہے

عجب کیا ضعف مین قسمت کی چالون نے جو مارا ہے
بیٹھی ہے دوران سر کو جسکی گردش مین ستارا ہے

پڑھی ہی اولٹی سیفی مینے جسم ناصر کی تیری
مری سر سے اوچٹکر تیغ نی دشمن کو مارا ہے

الٰہی خفتگان خاک کی یہ نیند کیسی تھی
اوٹھین ہین تب کہ جب شورِ قیامت نے پکارا ہے

پڑی ہی کونسی افتاد یارب طفلِ شبنم پر
شعاعِ مہر نے شیرِ سحر سی جسکو ڈہارا ہے

نہ کیون سینہ سی دم رک رک کے آئے مجھ لاغر کا
گرہ تارِ نفس کی سوزِ دل کا ہر شرارا ہے

یہ طغیانیِ بحرِ اشکِ غم کا ہی مری عالم
کنارہ جسجگہ کل تھا وہان آج دہارا ہے

اگر تو دادخواہِ جورِ دشمن ہی تو ساکت رہ
ستم پر چپ رہا ہے جو وہی سکو پکارا ہے

کبھی مردہ کبھی زندہ ہوا دل بزم مین اونکے
غضب کی وہ نگہ ہی او قیامت کا اشارا ہے

وہ ناخن اونکی ہین جیسی کہ ہر نقشِ انگشت
خطِ زیرِ نگین کیطرح بالکل آشکارا ہے

نہ کیون نیچا مین گرم باتین اپنی نالی ہی
زمانہ آتش سوزان غم کا دل ہمارا ہے

وہ ساعت کون تھی جس مین تپ طالب تجھے بھولا
دم آخر بھی گھنگرو کی صدا اون پکارا ہے

یہ ہین ہر عیب بین کے دیدۂ عیب ذات مین عاجز
نگہ کو خیر ممکن جیسی آنکھو نکا نظارا ہے

غزل ۱۱۲

جدا کیونکر کرون دل سے مین غم کو ای ماہر
شرر اس آگ کا جو ہی مری آنکھون کا تارا ہے

شعر ۱۷

بیجان کرینگے عشق مین اشک روان مجھے
لوٹینگے راہزنون کی طرح کاروان مجھے

شکوہ نہین جو ساتھ نہ لین رفتگان مجھے
اک بار بڑھ کے دیکھ تو لی کاروان مجھے

رکھیگی پھر کہین کا نہ تاب و توان مجھے
اب بھی پکار لے جرس کاروان مجھے

مر جاؤنگا عزیز ہی سوز نہان مجھے
ای چرخ پھیر دے مری دل کا دھوان مجھے

کیونکر فروغ پا کے نہ بجھتا مثال شمع
ناساز تھی کمال ہوئے جہان سے مجھے

ممکن نہین کہ زیست مین اہل عدم ملین
مین خود ہوں بے نشان تو ملی کیا نشان مجھے

دو پھول لا کے قبر پہ رکھے نہ ایک نے	آیا نظر چراغ تو بس گلفشان مجھے
کیون چھاؤنی غبار نہ چھائے مزار پہ	دنیا مین تھا خیال بنائی مکان مجھے
بدگوئیون نے خلق کی مجروح کر دیا	گویا زبان و لب ہوئی تیر و کمان مجھے
چنپے میان سطر جسے کیا خاک ای فلک	ملتی نہین لحد مین مرے استخوان مجھے
دلدادہ ہون مین جنبش ابروی یار کا	انگڑائیان نہ لیکے دکھائی کمان مجھے
کم اوس سی نوک جھونک نہین مری آہ کی	طعنے نہ دے جہان مین نیزہ ان بن مجھے
پنکھے تو لگ چکے ہین کلیجو مین خلق کے	اب داغ دل دکھائینگی کیا گریبان مجھے
کہتی ہی چشم تر مین وہ تازہ طلسم ہون	استادہ ہو کے دیکھینگے آب روان مجھے
ای بادپائے عمر روان جانتا ہو نہین	دکھلائیگی زمین تری شوخیان مجھے
ہنگام یاد موت جو کرتا ہون مین نظر	ملتا نہین زمانہ مین میرا نشان مجھے

ماہر نہ تیر ظلم فلک کا ہدف ہون

شعر	سیدھا بنا رہی ہی کجی کمان مجھے	غزل ۱۱۳

دامن مین تھمین اشک کیونکر مژے جا کے
منزل پہ اوترتا ہے یوہین قافلہ آ کے

باعث ہین بانیمین نفس میری بقا کے
وہ شمع ہون روشن جو ہی دامن سی ہوا کے

سرخ آندھیان سمجھی اوسی سید رو سدا کے
اوٹھے جو بگولے کبھی خاک شہدا کے

دامان شفق کون کو نہ دھو منہ سی فلک تو
چھوٹینگے نہ دھبے کبھی خون شہدا کے

تکلیف عدم جانیکی جب کرتی ہی پیری
کس عجز سے کرتا ہون نہین کو ہلا کے

کسطرح تھمی دم جسد زار مین اپنے
اولجھا ہے کبھی خار بہی دامن سے ہوا کے

سید رد جہان رنگ شفق کا اوسی سمجھے
چھینٹے جو فلک تک گئی خون شہدا کے

شعر ۴۷	امید وفا جنسے پس مرگ تہی ماہر بیٹھے ہین وہی فاتحہ سے ہاتھہ اوٹھا کے	غزل ۱۱۴

آتش قدم ہون قید عجب کا مقام ہے
زنجیر اشک ریختۂ موم خام ہے

ہم لاغرونکی دفن مین کیون اہتمام ہی — لوگونکی ایک خاک کی چٹکی کا کام ہے

میخانے مین وفا کا طریقہ جو عام ہی — شیشے کے انقلاب سے گردش مین جام ہے

ہر بار ادب سے پاؤنکا سر پر مقام ہی — اسکا سُم غزال کی مُہرون مین نام ہے

فاقہ کشونکی قید مین کیون اہتمام ہی — دانہ تو خود نہین گرہ تار دام ہے

ایک ایک دم مین عمر بشر کی تمام ہی — آنفس کی ہی کہ اجل کا پیام ہے

اوس گرم بن مین اہلِ جنونکا مقام ہی — ایک ایک سُمِ غزال جہان مُہرِ خام ہے

بدنام وہ ہین بُرون سے قتل عام ہی — تلوار کاٹتی ہی سپاہی کا نام ہے

نہ پھر جفا ہے اور نہ وفا کا مقام ہی — بعد اپنے حسن و عشق کا قصہ تمام ہے

پیری مین ہین وُہ کونسے عضو بدنکو مین — دل مرچکا ہے آنکھ کا لبریز جام ہے

کی ہی جو وحشیون نے زد و کوب پاؤن سے — صحرا تمام تختہ قرطاسِ خام ہے

بُو دوستی کی ہی جب آگ پہ ہم پر کھلا یہ راز — جلنے سے پختہ کار ہی دل مومِ خام ہے

ہو جو یہ زبانکی جنبش نہین حضور
دیکھیے جواب شمع لگن ہمکلام ہے

اللہ رے تاب و تب مری دودِ آہ کی وحشیو
کالے ہرن ہین سایۂ تن تیرہ فام ہے

مجھ دل جلے کی قبر کی جا کا ہی یہ پتا
ہی آگ اگر جہا نہ جلے وہ مقام ہے

کہتا ہون دلکو ڈھونڈھکے ہاتھون سے ضعف مین
پروردگار کونسا دل کا مقام ہے

پروانونکی لاش سے کہتا ہی پائے شمع
سر جسپہ جھکے جو مرے یہ اوسی کا مقام ہے

حسنِ بتان کا خانۂ عالم ہی طلسم ہے
ہی دور چشمِ مست سحر ہے نہ شام ہے

پہلو پکڑ کے ہجر مین تڑپون نہ کسطرح
اے دوست یہ گئے ہوئے دل کا مقام ہے

خورشید کیطرح ہمہ تن مین جو داغ ہون
سایہ مین میرے خلق کو مشکل قیام ہے

رونق کا بھی گذر نہین تابوت تک مرے
لاشے پہ حسرتون کا غضب اژدہام ہے

آخر شباب ہو تو کھلین کیون نہ استخوان
پچھلی پہر کو شمع لگن ہی تمام ہے

اوترا ہون وہان مین قافلہ والونکو چھوڑ کے
کوسون ہی بستیون سی الگ جو مقام ہے

کس کس حجاب مین نظر آیا جمال دوست
کیا حسن ہے حجاب مین دیدار عام ہے

جلباسی الٹ یان سے عاشق ہف اف کرین
ارشاد ناز کا ہے ادا کا پیام ہے

کانٹون پہ تڑپ کے کیونکہ نہ شب فراق
مجھکو خواب تیرے لیئے حرام ہے

طالب ہے نام کا تو گوارا کر انقلاب
اونٹا لکھا ہوا جو مہر نگین نام ہے

نازک لبونکی لب بھی لٹتی ہین پیاری
وہ جبسے لب پہ مری مٹی کا جام ہے

کہائے ہوئے ہے سم جو چشمونپہ حسن سبز
لالہ رخون کا خط سیہ سبز فام ہے

مقتل مین آج دیکھی کسکا گلا کٹے
اولٹے ہین آستین وہ چھری نی نیام ہے

عاشق مین کچھ نہ کچھ صفت حسن ہے ضرور
بو جسکی ہو نہیں ہی مری مٹی کا جام ہے

مستونکی فرق پر ہی جہی ترک کلاہ سر
جبتک کہ طاق مین شیشہ ہے جام ہے

پوچھو مسافرونکی کچھ بود و باش کو
غربت کی چھاونی ہی جہان وہ مقام ہے

کرتے ہین ہمکو دن جو دو آستین چڑہای
لوگون کا ٹھٹھ لگاہی تماشائی عام ہے

عشاق کو یہ شرع محبت مین حکم ہے
گردن پہ ہو چھری تو تڑپنا حرام ہے

منزل سی اوتر پڑھے کہین قافلے کے لوگ
کوسونکا جو تھکا ہی یہ اوسکا مقام ہے

آنکھون مین جان اٹکی ہی اتنی کے واسطے
میری قضا مین ایک اداکا ہی کام ہے

شبنم سی کوی تنگ تھا آزردہ شمع سی
حسرت بھرے ہین گھر مری دنیکا نام ہے

بیسخت جان سوگئی ہین اتفاق سی
مرنے کا عاشقون پہ عبث اتہام ہے

مفلس ہر اک سی رنج فقط کیون تہ مول لے
خیر داغ پاس کوئی درم ہی نہ دام ہے

پروانون سی جب آتی ہی جلنی کی کچھ صدا
کہتا ہے جھک کے شمع کا شعلہ سلام ہے

طی کی رہ دراز عدم ہم نی بعد مرگ
میت مین اتنی جان عجب کا مقام ہے

اتنا تو اختلاج ہو عاشق کی قلب کو
ٹھہرے وہان نہ ہاتھ جو دل کا مقام ہے

رگ رگ مین جان آتی ہی یعنی تپ ہای دل
میری لحد پہ کون یہ مجو خرام ہے

کس سی پکارئیگا یہ کس سی جواب دے
دل کا میری لٹی ہوئی بستی ہی نام ہے

سینہ پہ میری ہاتھ بھی رکھا کبھی یوں | آیا وہاں نہ ہاتھ جو دل کا مقام ہے

غزل ۱۱۵

ماہر تو ان کے حسن کی دنیا بھی ہی طلسم
ہی دورِ چشمِ مست سحر ہے نہ شام ہی

شعر ۷

کعبہ مین کون ہی جاتا ہے کہاں خیر تو ہی | خود ہی کو جا جو وہاں جا کے تو پھر سیر تو ہی

جسطرف جاتے ہین واعظ وہ رہِ دیر تو ہی | برہمن شیخ ادھر آج کہاں خیر تو ہی

ہین حبابِ لبِ جو دید تو ہی سیر تو ہی | ٹوٹتے دیکھتے ہو دل تمہین کچھ خیر تو ہی

رازِ دل کہتی ہو ہماری کچھ خیر تو ہی | نہ سہی غیر کوئی حال مرا غیر تو ہی

مین نی گھبرا کے کہا وہ جو اچانک آئے | نے بلائے ہوے آئے ہو کدھر خیر تو ہی

ہمنے تو آکے یہان کچھ بھی نہ دیکھا واعظ | گھر مین اللہ کی بی سیر ایک کے سیر تو ہی

غزل ۱۱۶

غل ہوا واعظ نے کیا گھر کو خدا کے بھی خراب
دل جو ماہر کا شکستہ ہو تو پھر سیر تو ہے

شعر ۶

ایک ہون گر بلبل و گل عشق کی اعجاز سے
لاکھ کلیان چٹکین آواز پر پرواز سے

کسطرح کہدون یہ ہین عشاق وحدت باز سے
دی تجہی کوئی صدا بہی تو تری آواز سے

نالۂ بلبل ہی الفت نے نہ رکہا بے جواب
دی صدا گل نی شکستِ رنگ کی آواز سے

آفرین ای زورِ بازو مرحبا ای جذبِ عشق
لے اوڑا کنجِ قفس زورِ پرِ پرواز سے

ہم صفیرِ دیو ی غنچہ کیطرح چٹکا ہی جب
سو قفس توڑے ہین اک زورِ پرِ پرواز سے

غزل ۱۱۱ — شعر ۹

کون یہ مارے کی ولنے جو پہرتے ہین عبث
ایک تربت پر بہی تم چلتے اسی انداز سے

فنا کا اپنے حبابونکو ہوش آتا ہے
جنازہ موج کا جب تا بہ دوش آتا ہے

مجہی جو فصلِ بہاری مین ہوش آتا ہے
لہو کو رنگِ گلستان کے جوش آتا ہے

رہ وا روی کا غل تا بہ گوش آتا ہے
حباب بحر مین خانہ بدوش آتا ہے

شبِ فراق مین وہ مساز اک ہی ہی بہت
کہو غشی ہی کہ رخصت ہی ہوش آتا ہے

ادہنین کو ایک نہین عذر مجہہ تک آنیمین
ادا سی غش تو کرشمون سی ہوش آتا ہی

شب فراق مین یہ کہتا ہی کب فلک تنہا
غشی اٹھی نہین جاتی کہ ہوش آتا ہی

نہین ہی کوئی جو فرقت مین پوچھنی والا
غشی ہی مجکو اوٹھانیکو ہوش آتا ہی

غشی کے بعد نہ انسانکو کیون یاد اجل
کچھ آنکھین کھلتی ہین جسوقت ہوش آتا ہی

غزل ۱۸

نہ بیکسی کی ہو حالت نہ ہو یہ ای ماہر
تری غشی کی خبر سنکے ہوش آتا ہے

شاالعر

ذکر دو چشم مست یار اگر دم بھر چلے
صف کے صف مستونکی گر کے بزم مین ساغر چلے

قبر مین ہم آئے ارمان دلکو ویران کر چلے
شب ہوئی احباب اوٹھکر اپنی گھر چلے

اتحاد و واقعی ہی عشق کا دم بھر چلے
ذکر تیرا آئے گر دم تیری بات سی کر چلے

نزع مین محبوب کی مژگان کا تصور کر چلے
وقت آخر اک رگ جان پر کئی نشتر چلے

ساقیا خود اوسکی مستی کا بیان ہو کسطرح
آنکھ کی گردش سی جسکی بزم مین ساغر چلے

جان دینی کا مزا بھی اوس سی پوچھو قاتلو
جسکی گردن پر تمہاری ناز کا خنجر چلے

جو بتون کی عشق مژگان مین ہوے صحرا نورد
پاؤن مین کانٹی ور آئے فرق پر تیشے چلے

جادۂ شمشیر قاتل ہے وہ راہ خوفناک
ہاتھون ہی جس راہ مین پاؤن کے آگی سر چلے

گر تپ فرقت مین اپنا ترپنا کچھہ لکھون
کلک کی نبضین چھٹین ایک اک رگ مسطر چلے

کم نہین ترمی بھی کچھہ سختی سی اہل جور کی
جب فلک کا دل پسیجا خلق پر پتھر چلے

غزل ۱۱۹

ٹھمک کے چل ماہ ہر اک سی رہگذار دہر مین
کھائی ہے ٹھوکر اونھون نے جو اوٹھا کر سر چلے

شعر ۲۹

ہوش آفات سی دنیا کی نہ خود سر مین رہے
موج جا ہے تو حباب اک نہ سمندر مین رہے

حرص جنمین تھی وہ تحریص تونگر مین رہے
کانٹین کوئی نہ ہونکے ہما سر مین رہے

طرفہ اعجاز ہو دوران اگر سر مین رہے
سر سفر مین رہی اور پاؤن مرا گھر مین رہے

کیون ترقی نہ صدا حرص تونگر مین رہے
اور غباری ہوا اونچی جو ہوا سر مین رہے

آبرو دارونکی صحبت بقا کا سبب ہے
کیون نہ رشتہ کی جگہہ دُرل گوہر مین رہے

مستحق جان نہ تو سائل سر گردانکو
آسیہ کا جو بھرے پیٹ تو چکّر مین رہے

گرکے غبّارے یہ صحرا مین صدا دیتے ہین
پست یون ہوتے ہین وہ جنکی ہوا سر مین رہے

نیند یون آئے کہ جانیکا نہ لے نام کبھی
آپکے جسم کی بو بس کے جو بستر مین رہے

شیب مین حال جوانی کا تہہ و بالا ہو
پاؤن چلنے سے جو رہ جائین تھکان سر مین رہے

جلکے غبّارے یہ گر نہمین صدا دیتی ہین
آگ دل مین جو لگے پھر ہوا سر مین رہے

آکے منہہ تک جو پلٹجا ہی کبھی ساغر سے
جان ہستونکی کھنچے یون کہ نہ پیکر مین رہے

حسن وسعت کو اگر چھوڑ کے تنگی چاہے
ساری گلشن کی شمیم ایک گل تر مین رہے

تھا مین وہ تشنۂ دیدار قسم ساقی کی
سوندھی ہو جائے جو مے بھی مرے ساغر مین رہے

یون ترے فرش پہ دل اپنا پڑا رہتا ہے
پھول الٹا ہوا جیسے کوئی بستر مین رہے

بوئے غیر آئی اوٹھین قہر ہو ماتھا ٹھنکے
چھپ کے پھولونمین مرا دل نہی جو بستر مین رہے

شاق ہوتا ہی حسینونکو بھی باہم کا فراق / رنگ اوڑی گر تو نہ نکہت بہی گل تر مین رہے

ہم الگ رکہے نگاہون سے زمانیکی گرے / وہی اچھے رہے جو مجمع محشر مین رہے

صفت جیب سحر چاک کرین وحشی عشق / ہاتھ انکا ہی اگر دامن محشر مین رہے

نامہ بر دھوپ کی ہی راہ مین تکلیف نہو / تو اگر سایہ شہبال کبوتر مین رہے

آگے موجون نی حبابونکو طمانچہ مارا / اونکا انجام یہ ہے جنکی ہوا سر مین رہے

حال لکھون جو تپ ہجر کی مین حدت کا / حرکت نبض کی ایک اک رگ مسطر مین رہے

عقل سی رنج زمانیمین پہونچتی ہین سدا / گر نہو ہوش تو کیون درد مرے سر مین رہے

مین تو کیا منھ کو اوٹھا مین نہ کبھی تکیے بھی / بو تری بس کے کبھی گر مرے بستر مین رہے

اونکی تو نے دکھین کیا کیا نہ مکانٹین ہونگا / اتفاقات سی شب کو جو مرے گھر مین رہے

اذن لے لے کے اگر شمع سے پروانے جلین / جس سی پیدا ہو نہین وہ حرکت سر مین رہے

اہل جوہر تو سبھی اپنی جگہ بنتی ہین / قلعی کھلجا ئی نہ آئینہ اگر گھر مین رہے

عدد جوہر آئینہ بھی کم ہین اوسنے
پاس والونپہ تو وہان و ستم ہوتے ہین

جتنے ارمان دل پُر درد سکندر مین ہے
ملگئے دل وہین پھولونکی جو بستر مین ہے

غزل ۱۲۰ — شعر ۷

دلکی توصیف کی حاجت نہ کبھی ہو ماہر
آئنہ ایک اگر دست سکندر مین ہے (رہے)

حرص کسطرح نہو روح جو پیکر مین ہے (رہے)
تن انسان مین دم ہو ہوا سر مین ہے (رہے)

کیون طاقت مین قلت ہی ہو جو پیکر مین ہے (رہے)
آب گھٹتا ہے مٹی کے جو ساغر مین ہے (رہے)

آبرو جبکہ گردش ہی مقدر مین ہے (رہے)
ذرہ وہ غلطان نہین دوران کے سر مین ہے (رہے)

مرکے ہر ست نہ کیون دوسرے پیکر مین ہے (رہے)
روح نکلی ہی شیشونکی جو ساغر مین ہے (رہے)

زخم کیونکر نہ ہر اک پیکر جوہر مین ہے (رہے)
زنگ کٹجائے لہو گر ترے خنجر مین ہے (رہے)

تشنۂ حسن ہو تو صحبت دلبر مین ہے (رہے)
آب پر بند نہ پانی ہو نہ گوہر مین ہے (رہے)

نام باقی رہا تا حشر جو یہ گھر مین ہے (رہے)
آئنے آب بقا حق سکندر مین ہے (رہے)

تو اگر باغ مین دونون کبھی بر مین رہے
بو ہوا مین تو ہوا بوئے گل تر مین رہے

سب سے جھک جائے تو کیا ہوش مرے سر مین رہے
بادہ کس طرح سے الٹی ہوئی ساغر مین رہے

دلکو حسرت ہی وہ دیدۂ دلبر مین رہے
نیند سا ہو نہ حسین ورنہ اوس گھر مین رہے

نیند بھی نشہ ہو گر دیدۂ دلبر مین رہے
بادہ بس وہ ہی جو اوس چشم کے ساغر مین رہے

دل بیتاب مین کیا عیش تہی اے گردون
بادہ کس طرح سے ہلتی ہوئی ساغر مین رہے

عہد دولت مین ہون گردون کے مین اس سے غلطان
کہ تڑپنے کی نہ حسرت دل گوہر مین رہے

صفت رشتۂ تسبیح جو تھی حسرت دید
ایک ہی وقت مین عاشق ترے سو گھر مین رہے

کون غواص سے ہے بڑھکے ہمیون یہ شفیق
غرق ہونے پہ بھی دلجوئی گوہر مین رہے

کون ہے تجھ سے وہ حسین جو ہو ہمسر تجھسے
پھول بھی باغ کے دیکر ترے بستر مین رہے

چھوٹ نکلی تری آب بھی بوسے کے لیے
گر نشان انکی لبون کا لب ساغر مین رہے

آبرو جس سے ملی زخم بھی وہ اچھا ہے
کیون نہ مرے کی جگہ کچھ دل گوہر مین رہے

صاف دل ٹوٹنی کی آتی ہی گرنی صدا — جان یون بھی کسی مست کے ساغر مین رہے

شب وصلت ہی گئی تیر گئی شام فراق — چاندنی پھیل کے کیون اب سحر مین رہے

زنگ دوڑے صفت مورچہ جوہر پہ پڑا — جان بسمل کی جو دم بھر ترے خنجر مین رہے

دم مین ہو جائے فنا میری طرح سے وہ بھی — بو تری تجھسی جدا ہو کے جو بستر مین رہے

حق تو یہ ہی کہ اب آئینو نکی تقصیر نہین — دل بھی تیرے ہو یہ یاد سکندر مین رہے

خاک بھی کھینچتی ہی خاک کو اپنی ساقی — تہہ نشین درد نکیونکر مری ساغر مین رہے

تام سی دل کے کنارے جو پڑا رہتا ہے — کبھی بادل کے وہ گل بھی ترے بستر مین رہے

کھولکر دیکھ سکی منہہ نہ نسیم سحری — آپ اسطرح سی لپٹی ہوئی چادر مین رہے

پتلیان جھکتی ہین یون دیکھنیکو وہ آنکھین — عکس جسطرح سر مست کا ساغر مین رہے

دشمنو نکی تن نازک مین نشان پڑتے ہین — حکم ہے پھول نہ کوئی مری بستر مین رہے

دو دلو نمین جو ترا حسن جدائی ڈالے — بو ہوا مین ہوا بوئی گل تر مین رہے

اونکا خط دیکھ یہ قاصد کو دعا دی مین نے
تو سدا سایۂ شہبال کبوتر مین رہے

آئی غنچونکی چٹکنے سی صدا نغمون کی
روح بلبل کی جو بو ہوکے گل تر مین رہے

اوج پیچ اونکو زمانیکی دکھائی کوئی کیا
مدتون آنکھونمین برسون دل مضطر مین رہے

نہ یہ غل ہو نہ یہ غوغا ہو نہ یہ فریادین
اک ترا ہاتھ نہ گر دامن محشر مین رہے

غم دیے جتنا مجھے گردونکو بھی اوتنا ہوتے
عکس داغون کا مری گر دل اختر مین رہے

رہکے آنکھونمین اشارونکا وہ کرنا سیکھی
نام بچپن ہوا جب دل مضطر مین رہے

وہ لیے بیٹھے ہون جسکے لیے گھر مین قینچی
نامہ بہلی سی وہ منقار کبوتر مین رہے

وہی آشوب جہان تھے وہی تھے فتنۂ حشر
اپنے جو یار مری ہمراہ جو محشر مین رہے

دم پرواز یہ کہتا ہے تڑپتا سایہ
ہو یہی حال اگر یاد کبوتر مین رہے

آپ کاندھے سے اگر کھینچکے آنچل چھوڑین
بو کا اوڑتا ہوا دم بھی گل تر مین رہے

ڈھلکے پاس آگئے وہ ایکتا ایک پہلو سے
دور زانو سی جو تکیے ترے بستر مین رہے

کچھ کا کچھ ہو گیا ہنگام حساب عشاق
کس سی باتین تھین کہ ہر مجمع محشر مین رہے

رنج ہر شی مین اثر اپنا دکھا دیتا ہے
صدمہ کھینچے تو تشنج رگ مسطر مین رہے

قید وہ شی ہے کہ انسان تو کیا پانی بھی
بال بھر پاے جگہ گر تو نہ ساغر مین رہے

کہین مصنوع کی صانع سی بھی چھپتی ہین عیوب
آئنہ پردے مین کیون عہد سکندر مین رہے

ڈھونڈھتی آپکو کسطرح ہم اوس کثرت مین
آپ کھوئے ہوئے ہم مجمع محشر مین رہے

آپکی بو نہ بسی رات کے سونے سے اگر
چین سی چین نہ لپٹے ہوئے بستر مین رہے

دلکو اسواسطے روکے ہے صفائے باطن
آئنہ کی نہ جگہ قلب سکندر مین رہے

قید و آزاد تھے ہم نکہت غنچہ کیطرح
آپ ہی کہئے کہ باہر رہے یا گھر مین رہے

جوہر روح جہان ہون تو جگہ کو روکین
پھیل کر آب نہ کیون اب ترے خنجر مین رہے

چلکے دیتی ہے بلندی یہ ہوائی یہ صدا
سر تراق جاے جو دنیا کی ہوا سر مین رہے

عینک آنکھونکو تری ڈھونڈھتی عالم مین پھری
چاند سا منہ ترا مستور جو چادر مین رہے

ایک نے حق مین ہماری نہ کہا کلمۂ خیر
سب کا منھ دیکھتے ہم مجمعِ محشر مین رہے

دیکھ بجال اوسکی ہمیشہ کی تو یہ کہتی ہی
آئنہ قبر مین بھی دستِ سکندر مین رہے

مثلِ فانوس ہی گھر روشنیِ شمع ہین خود
کیا کہو تمکین وہ باہر رہے یا گھر مین رہے

فراز آپنے یون سبکو کیا جلوہ دہی
جسطرح چاندنی اک چاند کی ہر گھر مین رہے

کام اوسکا بھی تو ہی جنبشِ ابرو سے تمام
جان بسمل کی نہ کیونکر تری خنجر مین رہے

کسطرح بعدِ فنا حال وہ دیکھے اپنا
آئینہ جب نکوئی قبرِ سکندر مین رہے

آئنہ لیکے گئے آئے تو کیا کیا احسان
مین رہا آپکے گھر آپ مرے گھر مین رہے

پاسِ خاطر ہے نزاکت کا تری شبنم کو
پھول سوکھا ہوا کیونکر تری بستر مین رہے

بو برہنہ نکل آئی تھی بدن کی اوسکے
کون پردا کرے گر چین نہ بستر مین رہے

آئنہ سامنے رکھکر بھی کھلا کچھ نہ تمھین
اپنے گھر مین ہی یا غیر کے تم گھر مین رہے

محبس قبر مین تنہا لیے جاتی ہی اجل
عکس کیا آئینہ قصرِ سکندر مین رہے

گر بنایا ہے تو کچھہ حسن کو اپنے روکے
آبرو آئینہ کی ذہن سکندر مین رہے

پتلیان پھر رہی ہین کام مین ہے آمدِ اب
نیند سا ہو کوئی مہمان شب اوس گھر مین رہے

ذبح مین چالاکی ہو تو نکو یہ مین کہتا ہون
جان نکلی مری اور دم ترے خنجر مین رہے

وصل کے بعد حیا اونکو نکیون ہو تاری
شرم کی شان جو سمٹی ہوئی بستر مین رہے

بو جو بیخواب تری ہو تو پڑے کیمخن نہ شکن
آخر اوسکا بھی تو تکیہ کوئی بستر مین رہے

ہجرِ ساقی مین یہ کہہ کہکے ٹپکتا ہون مین سر
جام مین مے نہو اور ہوش مرے سر مین رہے

چرخ اوسی دھوپ سے منگوا لے بنا کے شبنم
گر پسینے کی تری کچھہ تری بستر مین رہے

تیرے ہی بوئی بدنکی مین قسم کھاتا ہون
دم نہ میرا تری اوڑھی ہوئی چادر مین رہے

نازنین ہاتھ سے شکنونکو مٹایا جلدی
جب نشان وصل کی سمٹی ہوئے بستر مین رہے

غزل ۱۲۱	پلنگ جھولے کی طرح اونسے بڑھے جب ماہر گھڑیون آنکھونمین تو پھرن دل مضطر مین رہے	شعر ۱۰

چمک جو درد کی دل سی نکل گئی ہوتی
لحد پہ آپسے ہر شمع جلگئی ہوتی

ہماری گھر مین جو آکر دہل گئی ہوتی
اندھیری رات بہ کھلے سر نکلگئی ہوتی

ہوائی گرم جو آہونکی چل گئی ہوتی
ہر ایک شمع لگن بجھکے جلگئی ہوتی

تمہاری تیغ جو دو ہاتھ چل گئی ہوتی
کجی ان ابروونکی سب نکلگئی ہوتی

نجانے جنبش ابرو مین دلبہ کیا بنتی
ہنسی ہنسی ہی مین تلوار چلگئی ہوتی

وہ میرے عکس سے کیون ڈر کی چھوڑتے نہ نقاب
غضب ہوا تھا کہ صورت بدلگئی ہوتی

نہ آتے آپ جو دم کو تو اور کیا ہوتا
تڑپ تڑپ کے طبیعت سنبھلگئی ہوتی

ہزارون آپکی ہوتین ادائین وسمین ہی
بری بھی بات جو منھ سے نکلگئی ہوتی

بھلا ہوا کہ چھپے تم مجھسے آتشین رخسار
نگاہ بال کے مانند جلگئی ہوتی

شعر ۱۵	وہ آتے نزع مین ماہر تو یہ غضب ہوتا بگڑ بگڑ کے طبیعت سنبھل گئی ہوتی	غزل ۱۲۲

حسن بھی ہاتو نہین کھلتا ہے تو پردا کیا ہے
دیکھین معراج کی شب چھپ کے نکلتا کیا ہے

مرتے دم آئنہ آیا ہے یہ نقشا کیا ہے
مین تو اچھا ہون الٰہی ابھی بگڑا کیا ہے

ہاتھ اوٹھنے کی فقط دیر ہے پردا کیا ہے
یون ہی جائی شب معراج اب ایسا کیا ہے

یوہین مرتے ہین ہر شو نزع کا چرچا کیا ہے
تمنے دنیا کا مری جان ابھی دیکھا کیا ہے

ہم نہ سمجھے کہ یہ عشاق مین چرچا کیا ہے
دل کسی کہتی ہین اللہ کلیجا کیا ہے

خود بھی تصویر بنے ہو یہ تماشا کیا ہے
مُنھ اوترتا ہی چلا جاتا ہی نقشا کیا ہے

حال پر اپنی ہی کرتا نہین تربت مین نظر
بند آنکھون سے نجانے مری دیکھا کیا ہے

لاش بھی ساتھ نہ اوٹھے تو مرا نام نہین
درد سینے مین مریجان ابھی اوٹھا کیا ہے

دیکھکر مُنھ جو ہنسا مین تو یہ فرمانے لگے
جھائیون کے یہ نشان ہین تجھے سوا کیا ہے

سب کے ہمراہ جھکے دیکھ رہے ہین وہ بھی
جان کا ہیر سے نکلنا بھی تماشا کیا ہے

آج تصویر ہی تصویر اوترتی ہی وہان
اپنے سے آپ کھنچے جاتے ہین نقشا کیا ہے

بند وہ کرتے ہیں در بند نہین ہو سکیتن
مرتے دم آنکھون نے یارب مری دیکھا کیا ہے

کھینچکے ابرو نہ کیون ناخن پا ملجائین
جان عاشق کا نکلنا ہے تماشا کیا ہے

جگر و دلکو تو کھوئے ہوئے گذری مدت
پھر نجانے کہ یہ سینہ مین تڑپتا کیا ہے

غزل ۱۲۳

غم سی گر خار بنی تھی نہ رگ جان ماہر
دامن تار نفس سی تری الجھا کیا ہے

شعر ۵

چرخ گو نجا آہ پُر تاثیر سے
رات بولی نالہ شبگیر سے

جب بدی کرتے تھے وہ نخچیر سے
کچھ کمان کہتی تہی چلتی تیر سے

کلک بھی فارغ ہوا تحریر سے
ہم نہ نکلے خانہ زنجیر سے

وحشیو نکلے عکس کی تاثیر سے
سب تو سب گھر چھپ گئے تصویر سے

کم نہ تھی چال اوسکی محبہ نخچیر سے
دل ملے کیونکر نہ میرا تیر سے

شوخیون کا اونکی تھا یہ بھی اثر
رنگ جا اوڑ نیلگا تصویر سے

چرخ اگر میری طرح پیسے اسے
مغز نکلے ناخن تصویر سے

اے الجھے حلقے اب سلجھین کسطرح
دیو سے لپٹے ہین مری زنجیر سے

کچھہ تعجب ضیق دنیا سے نہین
خون جو ٹپکے ہر رگ تصویر سے

یون تری پلکون نے کی ہی دلمین جا
جسطرح کھنچتا ہے ترکش تیر سے

دشت وحشت مین شرر اوڑتے تھے جب
برق الجھی تھی مری زنجیر سے

زور دکھلایا ترے وحشی نے جب
حلقے کھل کھل گئے زنجیر سے

دل کے ٹکڑونکو تو چھوڑے وہ نظر
پر کہان جائینگے اوڑکر تیر سے

حسن کی غیرت نے بدلا اونکی شکل
رنگ جب ملنے لگا تصویر سے

چھیڑتا کاغذ کو کیا دیوانہ تھا
باتین سنتا آپکی تصویر سے

کھڑکھڑا دی تیرے وحشی نی جہان
دیو بھاگے نالۂ زنجیر سے

یون شب فرقت تھمی ہی آہ سے
جیسے باندہین فیل کو زنجیر سے

بیٹھنا نچلا اگر آتا نہین	سیکھ لیجیے اپنی ہی تصویر سے
یون مژہ پر مین لیی ہون لخت دل	آگ وٹھائین جیسے آتشگیر سے
میری دل مین دیکھکر اونکا خدنگ	کسطرح تڑپا گیا نخچیر سے
اشک آنکھون سی مری پونچھے تو خیر	بچتے رہنا خون دامنگیر سے
ملتے ہین ہاتھون سے وہ کاغذ کو یون	چپ رہا جاتا نہین تصویر سے
آپ دکھلاتے اگر صورت اوسے	پردے اوٹھتے دیدہ تصویر سے
میرے گھر کی راہ مین جلدی یہ کی	پھر گئے پہلے مری تقدیر سے

غزل ۱۲۴	اونکو جب پایا نہ ماہر اسطرح کلک لپٹی دامن تصویر سے	شعر ۱۴

مرغ تصویر چمن سی نہین گر سا نہ مجھے	رنگ اوڑتا ہوا کیون کر ہے پروانہ مجھے
کہتے تھے شل ہوت کل تو نظر باز مجھے	آج کیون تاک رہے ہین قدر انداز مجھے

مثل اسپند بھی دی دل نی نہ آواز مجھے ‏ ‏ ایسے جلنے پہ اوس ضبط پہ ہی ناز مجھے

لن ترانی سے کھلا ناز کا بھی راز مجھے ‏ ‏ پردا ہوتا تو سناتی نہ وہ آواز مجھے

مرض موت ہوا دہر مین آغاز مجھے ‏ ‏ مین تو کہتا تھا ہوا ہے کی ہی ناساز مجھے

تیر کیطرح سی جاتا ہون جدہر وحشت مین ‏ ‏ ہر در بند بھی ہوتا ہے در باز مجھے

بخت نے میکدہ دہر مین مثل شیشہ ‏ ‏ سرنگون گاہ کیا گاہ سرافراز مجھے

مرغ تصویر ہون پوچھو مری حسرت کچھ ‏ ‏ پر تو ہین بھی مگر آتی نہین پرواز مجھے

تیر ہی مثل ہدف اوسنے لگایا مجھپر ‏ ‏ کر لیا جسنے جہان مین نظر انداز مجھے

مجکو اپنے دل مضطر کی چمک یاد آئی ‏ ‏ آئی بجلی کے کڑکنے کی جب آواز مجھے

چپکے چپکے شب فرقت مین نہ کیونکر روون ‏ ‏ تیرگی ہوگئی ہی سرمہ آواز مجھے

مجکو عشاق ہی نفرت ہے تو معشوق سے عشق ‏ ‏ سوز پروانون ہی ہے شمع سی ساز مجھے

توڑتا ناوک سی نگہ کا نہ فزون گر ہوتا ‏ ‏ تیر انداز نکرتے نظر انداز مجھے

حفظِ بدنامیِ معشوق ہی الفت مین ضرور	داغِ دل کیون نہو اب مہرِ سرِ راز مجھی
کان یہ شورِ اسیری سی بھرہین میرے	اپنے اوڑنیکی بھی آتی نہین آواز مجھی
سوزِ الفت کے مزے کو جو کبھی مین بھولا	آئی پروانونکے جلنے کی کچھ آواز مجھی
دلِ وابستۂ گیسو مجھے یاد آتا ہے	آتی ہے رات کو جب دور کی آواز مجھی
آہ فی رعد کی سنوائی کبھی مجھکو صدا	برق کے گرنیکی آئی کبھی آواز مجھی
غیر لیستی جو ندیکھی تھی لحد مین کوئی شی	خاک اوڑا کر مری کرتے ہین سرافراز مجھی
دکھتے دل سی جو کیے باغ مین مین نے نالے	آئی منہ بند کلی سی بھی کچھ آواز مجھی
ایک نالے نے فنا مجھکو کیا مثلِ سپند	ڈھونڈھتی کیون نہ نکلکر مری آواز مجھی
مثلِ چقماق کہان جاکے سر اپنا دے پٹکون	سنگ ملتا ہی تو وہ بھی شرر انداز مجھی
طائرِ بو کی طرح غیر سی بازو ہین قفس ہی	جنبشِ موجِ ہوا ہے پرِ پرواز مجھی

نزع مین پاؤن نہ پھیلا مین رگین کیون ماہر

غزل ۱۳۵	یاد آتا ہے کسی نیند کا انداز مجھے	شعر ۲۲

گھٹ گھٹ کے دل لحد مین کیون ہی بیقرار ہے
دی ہی ہین نے سانس شکستہ مزار ہے

تن ضعف سے جو اک تن گرد تار ہے
ناوک تو کیا ہوا ابھی کلیجے کے پار ہے

تن خاک ہی تو زیست کا کیا اعتبار ہے
جو عضو ہے غبار کا نقش و نگار ہے

ناخن سے وحشیون کا بدن سب فگار ہے
زخمون کے گل کھلے ہین جنون کی بہار ہے

شکل اونکی سنگ آئینہ مین آشکار ہے
کیا حسن ہی کہ ایسے کلیجے کے پار ہے

کہتے ہین ٹہکے وہ کہ یہ کسکا مزار ہے
تھمتا نہین ہے پاؤن یہ دل بیقرار ہے

جوہر سے آئینون کا کلیجہ فگار ہے
پتھر مین کس نظر کا نشان آشکار ہے

حال اپنا اپنی خاک ہی سے آشکار ہے
ظاہر ہے جی جگہ سے کلیجہ فگار ہے

نقش و نگار خاک سے صورت نما ہون مین
آ اے ہوا فنا کو ترا انتظار ہے

ماہی کیا ہے مجکو گھلا کر جو عشق نے
جو استخوان تن مین مرے ہے وہ خار ہے

گردش مین عکسِ چشم ہے خطِ عذار پر — پامال آہوؤن سی عجب سبزہ زار ہے

آنکھون نے دل سی ہمین بتا دی اونچ نیچ — اب وہ عمل کرین نہ کرین اختیار ہے

جھک جھک کے مل رہے ہون گلے اپنے آپ مین — تصویر ہے میرے قد کی جو میرا غبار ہے

ظاہر مین ڈھونڈھ کر صفتِ شمع بجھ گئے — دیکھا نہ یہ کہ پاؤن کے نیچے مزار ہے

دم بھر کو بھی نہ کوئی ٹکا آکے قبر پر — ثابت قدم جو کچھ ہے تو شمعِ مزار ہے

عشّاق پاس آکے یہ اونکی بلا سُنے — ہے ہے ہی دل لگی ہائی جگر کی پکار ہے

حیران ہین غزال نکالے ہوئے زبان — سُرمہ یہ کس کی آنکھ مین دنبالہ دار ہے

عکسِ جبین کی کب سے شرہ چشم پر ہے دھوپ — گوشہ نشین غزال تہِ شاخسار ہے

آتی نہین ہی کان پڑی عدل کی صدا — ای دوست تیرے رحم کی ایسی پکار ہے

وہ خود بھی دیکھتے ہین عجب اک نگاہ سے — قد کی مرے شبیہ جو میرا غبار ہے

یارب مین کوئی شیشۂ عینک بھی تو نہین — پھر کیون نظر کسیکی کلیجے کے پار ہے

حد اپنی بعدِ مرگ بھی بھولا نہین جو مین / قد بھر بلند خاک سے میرا غبار ہے

کس کس کا خفظ اب مین کرون صورتِ غبار / موجِ ہوا بھی تیغِ سر ہی کا وار ہے

ہر استخوان مُنھ کو نکالے ہے قبر سے / یا رب مزار بھی کیا تنگ و تار ہے

رحمت سے دور ہون تو کرون ترکِ معصیت / یون بھی تو مشکل ہی مری پروردگار ہے

کیا اونکی آنچلون سے اوڑی ہی ہماری خاک / پھر کیا ہے کس ہوا پہ ہمارا غبار ہے

دوزخ جو تیرے پاس ہو راضی ہوا اوسپہ مین / ای دوست تیرا بُعد غضب ناگوار ہے

پست و بلند دہر ہے راہ عدم مین بھی / تابوت کا چڑہاو لحد کا اوتار ہے

سینہ بھی ہاتھ اوٹھا کے یہ کہتے ہین طعن سے / تھمتا نہین ہے ہاتھ یہ دل بیقرار ہے

ای دوست وا ہے اذن تو مین باریاب ہون / وہ تیری بارگاہ یہ میرا غبار ہے

صد شکر عکسِ آئینہ بھی سبزہ رنگ ہے / اونکے لیے بھی اونکی نظر زہر دار ہے

جانا جہان تھا حشر سی خلق وہ جا چکے / اب مجکو حکم کیا مرے پروردگار ہے

شعر	رحمت کے اعتماد پہ ماہر کیے گناہ اب عفو وہ کرے نہ کرے اختیار ہے	غزل ۱۲۶

چلے وہاں نہ قدم کہ جہاں نشان ہوئے
عجیب سخت جگہ اپنے امتحان ہوئے

بتان دہر نزاکت مین پھول پان ہوئے
بڑھے یہ حسن کہ آخر خدا کی شان ہوئے

اوسی پہ چین خم زلف کی گمان ہوئے
ہمارے دل کی جو گرمی سی کچھ نشان ہوئے

بس اے قضا جہان سکو تری دہان ہوئے
کھلین حبابونکی آنکھین گلونکو کان ہوئے

جہان کے حسن فنا کے ہو اونکی جان ہوئے
جوانی چھین کے لوگونکی وہ جوان ہوئے

جہانپہ بیٹھگئے گرد غم زمین بنی
اوڑے جو ہوش مرے سر آسمان ہوئے

شعر ۶۰	یہانتلک تو تواضع پہ جان دی ماہر کہ حضرت ملک الموت میہمان ہوئے	غزل ۱۲۷

دل وہاں پاؤن سے نقش کف پا ہوتا ہے
آرزو دیکھ نکلکر کہ یہ کیا ہوتا ہے

دل بغل مین ہو تو باتونکا مزا ہوتا ہے
دل کا بس دل ہی ہے کچھہ خوب گلا ہوتا ہے

پہر کیون تارکِ طاعاتِ خدا ہوتا ہے
دمِ آخر تو سرِ شیخ جھکا ہوتا ہے

دنکو ہوتا ہے تو پہر راتکو کیا ہوتا ہے
مجھسے سایہ بہی تو ہر پہر کے جدا ہوتا ہے

حشر مین ہوتا ہے جو کچھہ وہ بجا ہوتا ہے
آپ آجائین تو پہر دیکھیے کیا ہوتا ہے

شمعسان پست جو ہوتا ہے تو کیا ہوتا ہے
سر مع جسم نشانِ کفِ پا ہوتا ہے

کیا بشر نزع مین بہی محوِ خطا ہوتا ہے
سر پہ جو تیغ کی جا ناخنِ پا ہوتا ہے

ہے یہ کچھہ اور جو پامالِ ادا ہوتا ہے
دل تو سنتے تھے کلیجہ سی لگا ہوتا ہے

دل مرا راہِ بتان مین جو فنا ہوتا ہے
سبب ہمتِ مردانِ خدا ہوتا ہے

ایک بوسے مین تو خوش تیرا گدا ہوتا ہے
خیر کر خیر سے دنیا مین بہلا ہوتا ہے

لڑنے وہ آتے ہین دل مجھسے خفا ہوتا ہے
پہوٹ ایس کی ہی یہان دیکھیے کیا ہوتا ہے

ہم تو ہم صلح مین وصلی کے یہ کیا ہوتا ہے
وہی کاغذ ہے جو چہپٹ چہپکی جدا ہوتا ہے

ای اجل پاس مرے رکھے یہ کیا ہوتا ہے
دم وہ لیتا ہے مسافر جو تھکا ہوتا ہے

سبکے ہاتھ کا کمان رسم ادا ہوتا ہے
ایک دل ہی ہے کہ مرتا ہے تو کیا ہوتا ہے

کہدیا اُنسے جو دم مرگ وہ آتے ہین روا
مجھسے پردہ کین محبت کے یہ کیا ہوتا ہے

حسن او عشق مین جب معرکہ پڑتا ہی کوئی
جب ادھر ہوتے ہین اس سمت خدا ہوتا ہے

سرخرو ہوتا ہون سبکدوش آلہی صد شکر
تیغ کا حق مری گردن سے ادا ہوتا ہے

مہربان جیتے جین کو مری ہنسنے دیجیے
کہین مٹتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے

آئے کیون رونے کی آواز نہ پہلو سے مجھے
دل مرے جان کلیجے سے جدا ہوتا ہے

واہ رے سن دم نزع یہ فرماتے ہین
آج کیا درد کلیجے مین سوا ہوتا ہے

ہر کلی سی نکل آئی ہی تڑپکر نکہت
کہین قیدی قفس کو ہی رہا ہوتا ہے

مرتے دم سر پہ ردا ڈالتی ہو سر کو بھی
نزع والے کا کہین منھ بھی ڈھپا ہوتا ہے

پاؤن کیا میری ہی بطور رہین وقت آخر
قدم شمع بھی کچھ مد سے بڑھا ہوتا ہے

شرر و برق کو رد کے نہ کوئی پارے کو
میرے دم بھر کے تڑپ لینے مین کیا ہوتا ہے

چوم لیتا ہون جو سونے مین کف نازک کو
اوسی بوسے کا نشان دزد حنا ہوتا ہے

سب اسیران قفس دیکھکے رہجاتے ہین
ساتھ والون سی اگر کوئی رہا ہوتا ہے

اب نکلتا ہے رکا دم کوئی تھامے مجھکو
تیر اٹکا ہوا سینے سے جدا ہوتا ہے

شمع تھوڑی ہون کہ اک شب مین پگھلکر رہجاؤن
دشمن جان مرے سر پہ ہے تو کیا ہوتا ہے

مین بھی نادان ہون کہ بیدرد سے نکلے آگے روؤن
رات بھر شمع جو روتی ہی تو کیا ہوتا ہے

کی ہی جرات تو کہا شوکت شاہی کو بھی زور
تاج دیتا ہے تو کشکول گدا ہوتا ہے

خون ناحق کی حسینونکو بھی ملتی ہی سزا
ہاتھ مہندی ہی کے حیلہ سے بندھا ہوتا ہے

کوئی آزردہ ہے شمع سے شبنم سے تو تنگ
اک مرے رونے مین کیا جانیے کیا ہوتا ہے

اوسطرف غیظ و غضب مین تو ادھر صبر و رضا
معرکہ قہر کا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے

غیر ممکن ہے کہ یون جائے مرا سوز الم
شمع کو شعلہ فنا کر کے فنا ہوتا ہے

ہو ہی جاتی ہین مری اوسکی لگھونکی باتین
گو کہ منھ زخم کا ٹانکون سی سیا ہوتا ہے

باندھی جاتی ہی ہوا بس کے پسینے مین وہان
سچ ہے ڈر عطر کی چوری مین سوا ہوتا ہے

ہاتھ اونکی مری منھ پہ ہین ہٹاتا ہو نہین
وصل مین یون ہی کبھی اونسے گلا ہوتا ہے

جیت لیتا ہو نہین بازی اجل مر مر کے
دم نکلجاتا ہے مشکل مین تو کیا ہوتا ہے

پہلے کچھ اور تہا دل سے تڑپنے پہ کچھ اور
اسل اولٹ پھیر مین اللہ یہ کیا ہوتا ہے

تب تو بجھتے بھی تے ہین پا وقت رسم ماتم
کوئی ارمان جو مر جائے تو کیا ہوتا ہے

اونگلیان ٹیک کے کیونکر کہون وہ فاتحہ خوان
ایک حظیرہ سر قبر شہدا ہوتا ہے

منھ مین زخمونکے بھی پانی سا بھرا آتا ہے
درد مین کیا مرے اللہ مزا ہوتا ہے

دم نکلتے ہوئی دیکھا تو یہ بولے ڈر کے
ارے مجھسے بھی تو کہدے کہ یہ کیا ہوتا ہے

نالے منھ کرکے سوئے باغ کیئے کیون مین نے
اتنی سی بات پہ صیاد خفا ہوتا ہے

کیون تشنج سی گو نکی ہون وہ ہر دم مرگ
تار کھنچتے ہین جیسے مسطر کے تو کیا ہوتا ہے

قافلہ نالۂ بلبل کا وہین جاتا ہے
نکہتِ گل کا جہان شہر بسا ہوتا ہے

سبزۂ رنگون کی محبت مین یہان زرد ہوئے
رنگ مسموم کا سنتے تھے ہرا ہوتا ہے

صبر پڑنے سے حسینون کے یہ معلوم ہوا
بُت جدہر رہتے ہین ادہر سمت خدا ہوتا ہے

عطر کے چور کی تو فکر ہوا کرتی ہے
کوئی پوچھے کہ عرق جسم کا کیا ہوتا ہے

دم بخود کیون نہ رہون دہر مین مانند حباب
سانس لیتا ہون تو دم تن سی فنا ہوتا ہے

اک مرا قتل تہا جسکا ہوا پرسان کوئی
ہاتہہ بندھتے ہین جب خونِ حنا ہوتا ہے

بعد شاہی کے شہنشاہ بھی ہو جاتا ہے
چتر مین بھی اثر ظلِ ہما ہوتا ہے

انقلابون مین بدلجاتی ہی شکلِ شاہی
تاج اولٹا ہے تو اک جامِ گدا ہوتا ہے

جب قفس مین چمن مین رہتا ہون تو دم گھٹتا ہے
نالے کرتا ہون تو صیاد خفا ہوتا ہے

خود بخود آج ہے بیچین جگر سینہ مین
کون یارب مرے پہلو سی جدا ہوتا ہے

واہ رے بخت کے وہ سیر کو جاتے ہین تو کب
دم حبابونکا جب آنکھون مین رکا ہوتا ہے

شامیانہ ہو کہ تصویر ہو یا عطر و گلاب
جو مری قبر پہ آتا ہے کھنچا ہوتا ہے

بہہ ہی جائیگا گر آئینہ ہے غم سی پانی
لاکھ پتھر کا کلیجہ ہو تو کیا ہوتا ہے

چار تلواریں وہ ابرو و مژہ خود بینی ہیں
دیکھیں اب آئینہ کی جان کا کیا ہوتا ہے

غزل ١٢٨

دیکھیں پھر بھی کبھی آتا ہے دن ای ماہ مہر
قیس لیلی سی گلے ملکے جدا ہوتا ہے

شعر ٣٨

تمہاری یاد تو گل کی کیوں ہنسا نکرے
زبان تیغ تو نکلی کسی پہ کھلے خدا نکرے

حنا اگر کف نازک میں اونکی جا نکرے
تو چلّو وں مرا خون جگر گھٹا نکرے

رضا کی ہو جو منافی وہ التجا نکرے
طلب ہے ہاتھ اوٹھائے مگر دعا نکرے

نشان پا یہ کوئی ہی کہ جو جفا نکرے
زمین کا کوئی پیوند ہو خدا نکرے

زمین پہ گر کے یہ کہتا ہے پیر کا سایہ
ضعیف ہو تو عصا کا بھی آسرا نکرے

وہ ضعف اور وہ تڑپکر پھر اکڑے ہوتا
بٹھا دے درد کسیکو تو پھر اوٹھا نکرے

نکل کے سن ہی یہ کہتی ہی خاک مجنون کی — بشر جہان مین سب کچھ کرے وفا نہ کرے

پسینے پر جو گرا یا کرے عرق خون عاشق — تو اونکا ایک لہو پانی پھر ہوا نکرے

میان چشم نہین تل نشان یا کیونکر — ہماری آنکھونمین وہ شکل گر پھرا نکرے

وہ میری نزع مین حیران کھڑے ہین تو کہہ دو — اجل بھی تم ہو کہ وعدہ یہ جو وفا نکرے

شفق کے نام سی گرد نگار نکلے گگن — اگر آنکھ سی مری خون جگر بہا نکرے

ادہر کو قیس تڑپتا ہے وسطرف لیلی — خدا ملائی جو دو دل تو پھر جدا نکرے

نہ ہم ہی خاک کے تو دو نمین بنا دل ڈہونڈہ مین — ہمارے سامنے گر یون اگر جلا نکرے

خیال دل مجھے یا دشمن بخیر آتا ہے — چراغ جل کے مری سامنے بجھا نکرے

مثال دانہ بارود رو رہے آتش ہون — نہ ہوش اوڑین جو چمک درد کی اٹھا نکرے

مثال دست دعا گر کبھی نظر آجائے — کسیکے در پہ توجہ تیر اگدا نکرے

بنا ہون ضعف سے اسپند مجمر آتش — او ڈھونمین خاک اگر درد دل وٹھا نکرے

نہ کھدین لٹکی ہوئی گر بھوین اشارہ سے
یہ پیش قد بیان مجھپر کبھی عصا نکرے

جو تھوڑی دیر نہ ہاتھونکو دہوئین وہ اپنے
کرے وہ کام مرا خون جو حنا نکرے

چھپاؤ دولین جو باتین وہ منہہ پر آجائین
کسیکا رنگ اتنا کھلی خدا نکرے

نظر لگی ہی ہین گر تو چشم جو ہر کی
کسیکا اتنا ہو ہلکا لہو خدا نکرے

وہ روئین نزع مین میری تو کوئی یہ کہدے
قضا پہ فرض جو ہو کسطرح ادا نکرے

حسین ہو نہ تری طرح گر تری آواز
حجاب گوش مین پھر کسطرح چھپا نکرے

پڑا ہون دور مین اتنا کہ گر پڑی تھک کے
اجل جو راہ مین دم جا بجا لیا نکرے

ہماری دکھتی ہوئی لپہ گر نہ پاؤن پڑے
قدم زمین سی ہر گام پر اوٹہا نکرے

غضب تو یہ ہو ار و نے لگے وہ گھبرا کر
جگر مین درد ہماری تو اب اوٹہا نکرے

اگر کے چپکے سی جلنی پہ تو یہ بو پھوٹی
خبر کسیکو مری دلکی ہو خدا نکرے

لہو کے اشکون سی کسطرح وہی تیغ تری
دہان زخم سی بسمل اگر گلا نکرے

ہنسا مین رونے پہ اپنے تو یہ وہ کہنے لگے ۔ کسیکی آنکھ کا پانی ڈہلے خدا نکرے

سدا جو سنتا ہے منہ پھیر کر وہ روتا کے ۔ کسی کا حال اسیر قفس کہا نکرے

اکڑ کے کہتے ہین سینہ پہ ہاتھ نزع کی بعد ۔ اٹھین گلے سے لگانے تو پھر جدا نکرے

عدم کی راہ دم نزع سی نہ طی ہو اگر ۔ ہر ایک رگ مرے پاؤن کی یون کھنچا نکرے

نہ بو ہی پھوٹے کسی پر کھلے نہ راز کوئی ۔ کلی صبا سے اگر حال دل کہا نکرے

کچل کے پاؤن کے نیچے یہ دل نے دی آواز ۔ چلے تمہاری طرح بھی کوئی خدا نکرے

مٹے ہوؤن کی ہوا مین یہ خاک کہتی ہے ۔ وفا جہان سی کوئی بندہ خدا نکرے

مین دلکو روکے کلیجہ نہ تھام لون کیونکر ۔ کسیکے مال پہ پانی پھری خدا نکرے

جتائے جاتے ہین احسان جو نیند اوڑ نیکے ۔ کراہنا مرے دل کا کوئی سنا نکرے

شعر ۱۰	عدوئی جان سی کوئی تو یہ کہدی اے ماہر قضا سی کام وہ لے جو تری ادا نکرے	غزل ۱۲۹

آجتک تو نہ کبھی حشر کی نوبت آئی
صور نے پھونک دیا کیا کہ قیامت آئی

کچھ تو منعم کو بھی غیرت نہ تربت آئی
جب و فتنہ کے سر کتی ہوئی دولت آئی

ضعف کیسا تھا اونھیں پیچکی نوبت آئی
غش سے چونکا نیا کہ انکی نکہت آئی

دل دکھو نکو ضعف آبلہ رقت آئی
زیر پا نقش قدم کی بھی جو تربت آئی

حسن کے رعب کی آخر کو یہ نوبت آئی
اور تو اور ابھی تک نہ قیامت آئی

سات پردونمین بھی چھپتی نہین اچھی صورت
کھل گیا صاف آنکھونمین مروت آئی

فرقت گل مین غش آئی جو لگا بلبل کو
صحن گلشن سے تڑپتی ہوئی نکہت آئی

قبر مین ہجر کے جا گو نکو ہوا یہ معلوم
آنکھ سے لگنے بھی نہ پائی کہ قیامت آئی

ہمتو واقف بھی نہ تھے حشر سے اس سر کی قسم
آپ آئے تو یہ سمجھے کہ قیامت آئی

غزل ١٣٠

اپنی تسکین کرے کیون نہ اسی سے ماہر
دل گیا جب تو یہ سمجھا کہ طبیعت آئی

شعر ١٣١

بوسہ دیتے تو دیا منھ کی رکھائی نہ گئی — صلح ہونے پہ بھی وہ اونکی لڑائی نہ گئی

گر تلوّن تھا تو کیوں منھ کی رکھائی نہ گئی — رسمت بازی ہی گئی اور کج ادائی نہ گئی

ہر طرح کی یہ ہیں بات اونسے چھپائی نہ گئی — جب جیسے آئینہ کے دیدکی صفائی نہ گئی

جنبشِ ابرو کی کبھی ہم سے دکھائی نہ گئی — کیسے جلاد جو تلوار لگائی نہ گئی

جانِ اجل سے مرے پردے میں چھپائی نہ گئی — اک ردا بھی کوئی شئی تھی کہ اوڑھائی نہ گئی

دور پر چھپائیں رہی پاس بلائی نہ گئی — وصل کیونکر ہوا جب اصل جدائی نہ گئی

حکم دوری رہا پر چھائیں بلائی نہ گئی — وصل جتنا ہوا اوتنی ہی جدائی نہ گئی

غم سے تربت کی حکایت بھی چھپائی نہ گئی — خاک ہوتے تو ہوئی دل کی صفائی نہ گئی

دل وہ تھی جسنسی جلائی نہ گئی شمع کبھی — اور جو بھولے سے جلائی تو بجھائی نہ گئی

سر چڑھایا شفقِ شام کو اپنے ہاتھوں — مہندی کیوں آج کفِ پا میں لگائی نہ گئی

نہ کھلی بال بنا بر لحد پر مانا — مشکل آدینی سی بجلی بھی گرائی نہ گئی

نے بلائے ہوئے آئینگا ہوا یہ انجام
آج تک موت کسی گھر مین بلائی نہ گئی

پہنچی نظر انکو بہانا تو وہان خوب ملا
حالت صلح جو تھی آنکھہ لڑائی نہ گئی

جذب دل نی اثر اتنا تو دکھایا تھہ قبر
جب سواری ادھر آئی تو بڑھائی نہ گئی

جنبش ابرو کی بھلا مجکو دکھائینگی وہ کیا
پوری تلوار ابھی اک جبے لگائی نہ گئی

مٹی دیکر مجھے جاتے ہین عجب حال سی وہ
شمع سی قبر پتنگونکی بنائی نہ گئی

وہ تو وہ ہی ہین بیٹھین کے تو برہم ہونگیون
باسی پھولونکی کبھی ہان کچھ ادائی نہ گئی

سچ تو ہے لاش پہ دفن اوٹھاتی کیونکہ
اوچ پیچ اونکو زمانیکی بتائی نہ گئی

میرا مرنا ہوا دنیا مین وہ بارا مشہور
جب زمین دل کی تڑپنی سی ہلائی نہ گئی

سر ملا لودھڑہ ہو تو کہین لوگ یہ کیون
زہر مین حسن کی تلوار بجھائی نہ گئی

جنبش ابرو کی وہ آئینہ مین خود دکھتی ہین
ہمسے دشمن کو بھی تلوار لگائی نہ گئی

ایک مین ہون کہ اوٹھایا کیا ناز اونکے مدام
ایک وہ ہین کہ مری لاش اوٹھائی نہ گئی

مرتے جیتے جو ہین دنیا مین اور ہی لوگ ہین	جان ہم مین تو کسی وز نہ آئی نہ گئی
خاک جسطرح جلا کر گئے دل لوگون نے	ہمسے تو شمع بھی اسطرح جلائی نہ گئی
تم بھی اک نام کو تھی اصل تماشا دیدہ بوجہہ	لاش کیون ہمسی مریجان اوٹھائی نہ گئی
پہنچی نظرون سے ہمین بھیگی دیکھین مریجان	زہر مین آج جو تلوار بجھائی نہ گئی
سبکو تو چھیڑتے تھے ہمین بجانی کیا تھا	موت عاشق کی جو آئی تو ستائی نہ گئی
جان وہ مانگتی اور اونسی نہین ہم کرتے	موت آئی تو یہان آنکھ چرائی نہ گئی
کاندھے جو دیگئے ہین اونسے کوئی کہتا	تم نہ آئے تو یہان لاش اوٹھائی نہ گئی
کہکے یہ روز ن تربت سے مین سر کا آخر	اسطرف سے وہ سواری تو نہ آئی نہ گئی

شعر ۱۳	کسکے مرنیکو سوائے دل ماہر نہ سنا اک یہی تھی خبر ایسی کہ سنائی نہ گئی	غزل ۱۳۱

ہمین پیری مین یون چھوڑا ہماری زندگانی نے	کر منھ ڈھانپا نقابو نمین حسینونکی جوانی نے

تجلی مین دکھایا اپنا پرتو یار جانی نے ‏ / ‏ کیا کچھ اور سنایا کچھ صدائے لن ترانی نے

فنا مجھکو کیا یوہین مری رنگین بیانی نے ‏ / ‏ گھلایا شمع کے جسطرح تن کو گلفشانی نے

پھرین آنکھین سو نہین بھی ہوسین سیدھی کبھی ‏ / ‏ لو ہین سونا سکھایا تھا تمھین خواب جوانی نے

جھکین گر اولٹی آنکھین دیکھلو سینہ کی بھی جانب ‏ / ‏ خبر لو سر اوٹھایا ہی بہت اوٹھتی جوانی نے

قدم اونکی بھی ٹھہری چلتی چلتی آگے تربت پر ‏ / ‏ نشان کیسا مٹایا تھا ہماری بے نشانی نے

کھلین آنکھین سو نہین بھی نیند اونسی جو یہین لوری ‏ / ‏ بھری تھی نیند ایسی اونکی آنکھین مین جوانی نے

یہ حالت تھی کہ منہ بیٹھے ہوے دیکھا کیے ہم بھی ‏ / ‏ کلیجا رکھ دیا ہاتھون سے ملکر ناتوانی نے

وہی تھی سو اوٹھتی مین جو نکلی اشک تن سے ٹپکے ‏ / ‏ بھرے تھی کچھ ٹکر موتی جو آنکھون مین جوانی نے

عصا کی بھی کمر دوہری ہی ہوتی جاتی ہی لنگر سی ‏ / ‏ یہ ہمپر بوجھ ڈالا ہے ہماری ناتوانی نے

قبا مسکی پسینہ آگیا گرمی سی کی اوف اوف ‏ / ‏ لگایا جب گلے اچھی طرح اونکو جوانی نے

ردا سینے سی سرکی ہی خبر کچھ بھی ہی سو نہین ‏ / ‏ انہین بیہوشیون سے سر اوٹھایا ہے جوانی نے

غزل ۱۳۲	کمر خم ہو گئی تھا نبا کلیجہ اپنا ماہر نے کیا کچھ اسطرح رخصت اسے زورِ جوانی نے	شعر ۹

دم میں ہیں قلب و جگر پاؤں سے ملنے والے
نیچی نظروں ہی سے کچھ دیکھلے چلنے والے

پھینک دیتا ہو تمہیں دیکھا ہو جب دل اپنا
روک لیتی ہیں قدم راہ کے چلنے والے

جیسی جلتا ہے اگر پردۂ خاکستر میں
چپکے چپکے یوہیں جلجاتے ہیں جلنے والے

ہمنے بھی دیکھ لیا ایک سے گھبر و سی سب سمجھے
او مری قبر سے کتراکے نکلنے والے

ہنسکے روہی سی ہنسی دل مرا رہجاتا ہے
پاؤں جب جانکی رکھدیتی ہیں چلنے والے

بو ابھی دوڑ کے یہ دیگئی ہے مجکو خبر
عطر ملتے ہیں کلیجہ ترا ملنے والے

دلکو بھی لیلیں نہ کیوں سبکی بچا کر وہ نظر
کچھ پڑا پاکے اوٹھا لیتی ہیں چلنے والے

جگر و دل مرے مرتے ہیں ہٹو نزع میں ہوں
ساتھ اکدم کے کئی دم ہیں نکلنے والے

لینے آئی نہ اونھیں بوئے چمن کیوں ماہر

غزل ۱۳۲۳	آج ہین سیر کو وہ گھر سی نکلنے والے	شعر ۱۲

تمہارے حسن کا رشک آشکار ہو جائے
مژہ بلائین جو لی دل نثار ہو جائے

نہ خال سی جو وہ خط مہر دار ہو جائے
تو فرد حسن کبھی بی اعتبار ہو جائے

او لجھہ کے صورت زنجیر ہر نفس ٹوٹے
جنونمین دل جو کبھی بیقرار ہو جائے

گر آہ سرد کی تاثیر آبرو بخشے
ہر اشک چشم دُر آبدار ہو جائے

وہ ہون جو روشنی شمع پردہ فانوس
تو کیون نہ حسن کلیجے کے پار ہو جائے

وہ دل جلا ہون لحد سی اگر نکل آئے
ہر استخوان مرا شمع مزار ہو جائے

یہ دن چڑھے سے ہی ہر روز کی مراد فلک
شعاع مہر یوہین سبکو دار ہو جائے

مین شل بارش باران جو بند کرون
تو آب آب کی ہر سو پکار ہو جائے

مثال کلک مصور چلو ادا سی اگر
قدم کے نقش مین نقش و نگار ہو جائے

دکھاؤن خاک پہ دیکھین گر مین لغزش عشق
دھوان جگر کا زمین کا بخار ہو جائے

ابھی نہ روئی مجھی کوئی کو ہوا ہون تمام	زمین کا پہلے کلیجہ فگار ہو جائے

غزل ۱۳۴ — ہماری خاک کی اوٹھ بیٹھ کہتی ہے ماہر / نثار او سپہ ہشت غبار ہو جائے — شعر ۷

حسین فقط اسی تحریک سے سفر مین رہے	بدن سے بو بھی جو نکلی تو یہ نہ گھر مین رہے
کسیکو یاد کیا خود کسی کے گھر مین رہے	وہین بھی دیکھ لو جو حسرت نظر مین رہے
تمام عمر وہین چاک بھی جگر مین رہے	کہ جیسے تیغ کسی سر کی کمر مین رہے
رہے بھی گر تو وہ کن شیوون سے گھر مین رہے	گہ آنکھ مین کبھی دل مین کبھی جگر مین رہے
کشش سے کیا ہوا ہر طرح میر گھر مین رہے	نکلکے بھی صفت بوئی عطر بر مین رہے
نشان الفت ابرو نہ کیون جگر مین رہے	وہی ہے تیغ سپاہی کی جو کمر مین رہے
بصورت گل بازی ادھر ادھر مین رہے	ہمین تھے وہ نہ سفر مین رہے نہ گھر مین رہے
مثال آئنہ صورت تما جگر مین رہے	حضور سے ٹلکے بھی بیٹھی تو میرے بر مین رہے

چراغِ خانہ جو ہو کسطرح سفر مین رہے
بڑھی بھی ہم تو کچھ اسطرحسی کہ گھر مین رہے

مثال شیشۂ تصویر دل جگر مین رہے
کھنچے ہزار مگر ہر طرح وہ در مین رہے

شفق کے تلاطم سی چشم فلک مین خون آوے
لہو کی بوند جو میری دل و جگر مین رہے

خوشی یہی ہی تو بہتر ہے ہتکڑی ہی سہی
مگر وہ ہاتھ ہین یہ شکو جو کمر مین رہے

اسیطرحسی گھر بیٹھے دل جلاتے ہین
کہ جسطرحسی نکلکر دھوان اگر مین رہے

نکل چلی جو وہ دل سی تو دل کہی چھپی تہا
سفر مین گھر بھی ہا وہ اگر سفر مین رہے

یہ بات سوچ کے پر قینچ مجکو کر صیاد
چمن چھٹا تو کلی بھی میرے پر مین رہے

قیامت آتی ہوئی نصف راہ سے کہچا گے
اوسی دا سے اگر تیغ اس کمر مین رہے

مثال بحر روان عمر بی سکون گذری
کھلا نہ یہ کہ رہے گھر مین یا سفر مین رہے

کسی کے بالونکے سنبل کو پیچ کیا ملتے
بچے جو زلف سے کچھ بل وہی کمر مین رہے

لحد مین گر دل سودا زدہ کو ہوا الجھن
نفس کیطرح سے گھٹ گھٹکی بو اگر مین رہے

یہ اڑیو نہ اشارے سے مڑ کے گتھتی ہین بال — نہ جسکی حد ہو وہ سودائے زلف سر مین رہے

قفس مین لیکی نہ کیون آئین ٹوٹتی کلیان — نشان باغ کا کچھ کچھ تو بال و پر مین رہے

کھو یہ چاندنی سے یون نہ آسکیگی کبھی — مثال فرش جو تہ ہو تو میری گھر مین رہے

جھپک جھپک کے بلا مین نہ لے مژہ کیونکر — وہ فتنہ ہے جو تری چشم بد نظر مین رہے

مجال تھی کہ سوا اسکے کوئی چھو سکتا — وہ دست زلف تھی جو بال سے کمر مین رہے

دکھا کے آنکھونکو جلوہ نہ کسطرح چھپ جائے — شرارت اونکی نہ دم بھر کو گر شرر مین رہے

شب شباب کٹی خوف روز پیری مین — تمام رات ہم اندیشۂ سحر مین رہے

بنا دے قطرۂ آب رواں جو بخت مجھے — رواں وطن مین ہون اور سکون سفر مین رہے

یہ حال ناز کیون سے اب اونکا پہونچا ہے — چلے جو دل سے ٹہلتی ہوئی جگر مین رہے

نہین نظارۂ چشم سیہ سے جائی عجب — مثال میل جو سرمہ مری نظر مین رہے

ہٹا ... ی سوز جگر سے اگر نہ خجلت — چھپا کے منھ کو نہ آتش کبھی اگر مین رہے

دبا دبا کے یہ سر کو لحد مین کہتا ہون
چلین نہ وہ نہ دھمک اسطرح لگی سر مین رہے

شب وصال اگر جا کے صبح فرقت ہو
تمام عمر چمک سی مری جگر مین رہے

بقا اوسے تو انسانکی ہی مثال حباب
ہوا جہانکی نہ کسطرح میرے سر مین رہے

حضور اور رونکی رونے پہ اتنا کہتا ہون
یہ میری سوکھی ہوئی آنکھ بھی نظر مین رہے

مثال آبلہ ادنی کے دکھ سے دکھ ہو مجھے
دبے جو پاؤن سے کانٹا کھٹک سی جی مین رہے

تڑپ کے جان دی شعلہ بھی گر مرے آگے
شرر کیطرح چمک سی مرے جگر مین رہے

حیا نے وصل کی حسرت نہونے دی پوری
وہ آدھے رہگئے جب آ کے میری گھر مین رہے

مین رکھکے دل کو تہِ فرش جب چلا آیا
تمام رات وہ زانو بدلتے گھر مین رہے

عزیز و دوست پہ کیا یہ بھی تفرقہ دیکھا
سفر مین جائین مسافر تو جان گھر مین رہے

دکھا کے شمع یہ کہتا ہون رہنے والون سے
یوہین جو دل کو جلائے وہ میرے گھر مین رہے

نہ ترک ہو رہِ مقصد مین ہی دب مجھے
صدا کیطرح پس و پیش رہگذر مین رہے

فقط تھی جان ہی سے قدر اس جلے دل کی | جو بو سی شی بھی نکلجائے خاک اگر مین ہے

ملا ہے دل ہمی اگر دل تو ہو کبھی یہ بھی | کہ ہیں نہ آنکھ مین آنکھین نظر نظر مین ہے

ہماری ہاتھ بہت بڑھ گئے تھے ہجر کی شب | نشان چاک گریبان نکیون سحر مین ہے

عقل پہ چلے کبھی جوش ہو گئے گر اونہین لینے | خبر وہ پائی کہ یہان ڈر کے پاؤن مین ہے

وہ کیا چراغ مرے دلکو جسکے بہلائے | جو خود نہ بجھے ہوئے تیور سے سیر گھر مین ہے

نہ خواب ناز مین کیون نیم باز رہجائے | جہانکی نیند جو اوس چشم پر نظر مین ہے

یہ سر کو کھینچکے کہتی ہے دشت مین وحشت | جو پاؤن توڑ کے نکلے تو خار سر مین ہے

نہ تاب آئی بدن سی نکل کھڑی ہوئی جان | تڑپ تڑپ کے جب ارمان مر جگر مین ہے

ہراس فوج سی افسر کو کیون ہراس نہ ہو | قدم نفس کا جو اوکھڑے نہ دم جگر مین ہے

ہزارون منزل مقصد پہ سیکڑون پہونچے | تمام عمر ہمین سے کہ رہگذر مین ہے

اوٹھائے منھ کو تو جاتے ہین قافلے والے | تھکے ہوؤنکی یہی حالت ذرا نظر مین ہے

مثالِ خانۂ تصویر جائی کبہر نہین — خودی کو چھوڑ کے آئے تو پہر گھر مین رہے

حضورِ حسن و محبت بہی ہی طلسم کوئی — کھلین تو دانت ہنسی مین چاک جگر مین رہے

نزاکتو نمین یہ تحریک ہو گئی آفت — دہن سے بات جو نکلی تو وہ نہ گھر مین رہے

پچھڑ کے قید سی لائی تو ہے مجھے طاقت — مگر جو پر تھے اولجھکر قفس کے در مین رہے

قدم سی آئکہ خانۂ غریب خانہ ہو — وہ ایک بہی ہون تو بستی تمام گھر مین رہے

تمہاری حسن نی ہرجائی کر دیا تمکو — ادہر تو گود مین بیٹھے ادہر جگر مین رہے

نجا مین گھر سے وہ کیونکر نکل کھڑے ہی آج — چلے پہر سے اٹھی لین ایسی جگہ مین رہے

نہ جان نے بہی جگہ قبرِ تنگ مین پائی — ہمین تہی وہ کہ قیامت تک ایسی گھر مین رہے

کہین نہ راہ مین نیچی قدم کے آجائے — گرہ مین جو ہے اس آنچل کے وہ نظر مین رہے

جو عکسِ آئینہ کیطرح آتے جاتے ہین — اب اونکے واسطے کس شی کی روک گھر مین رہے

کتاب کہنچکی شکنجے مین کتنی ہی سب سے — گذر پر آئے تو اسطرح کبہی گھر مین رہے

بچا نہ دل نہ رہی جان نہ جگر چھوڑا
اوجاڑ کر کے مجھے آباد اپنے گھر مین رہے

ہون مرغ قبلہ نما کون ہو مرا مہمان
مری طرح سے جو تڑپے وہ میرے گھر مین رہے

وہ عکس آئینہ بنکے مرے ہوے مہمان
چھٹے حباب بھی سے جو دیکھی تو میرے گھر مین رہے

مثال تار کھنچے جنتری مین کیا سرکش
کشیدہ قد ہوا اتنا کہ پھر نہ گھر مین رہے

سلامتی سے ہین قسمت پسند ایسے آپ
رہے نہ گھر مین کبھی یا رہے تو بر مین رہے

حضور آئینہ مین دیکھیے کچھ اور بھی تو
وہ آپ ہین کہ جو چھپ کے بھی جگر مین رہے

مثال ساکن کشتی مجھے یہ حیرت ہے
قدم جو گھر مین مین رکھدون تو گھر سفر مین رہے

یہ سر مین توڑ کے کہتا ہے خار شانہ جنون
قدم کا خار قدم مین تو سر کا سر مین رہے

دم حساب نجانے کہ کیا کا ہو گیا گیا
یہان یہ حشر ہوا آب ادھر ادھر مین رہے

نفس کے سینہ ویران سے جب قدم لو کھڑی
کہا یہ دل نے ہمین تہی کہ ایسی گھر مین رہے

بھرا ہوا ہی یونہین مجھسے خانۂ ویران
کہ جیسی ایک اداسی تمام گھر مین رہے

غزل ۱۳۵	کچھ اسطرح سے بجھا ہے دل اندنون ماھر مجال کیا ہے کہ جلتا چراغ گھر مین رہے	شعر ۹

کیونکر ہے رگون مین لہو جوش مار کے
نشتر پڑے ہین جو موج ہوائی بہار کے

گرمین ہی عروج جنون بہار کے
اگرن شفق نہین گے لہو جوش مار کے

ساقی کرم یہ دیکھ لے ابر بہار کے
پانی دیا زمین کو تو چھپرا وتار کے

تابوت سے نشیب مین آئے مزار کے
قصے ہوئی تمام جڑ پاؤ اوتار کے

ہمسر کے مرنے ہین سر او نیزا اوتار کے
پردے گرین نہ پائیسی کمو ان اعتبار کے

شمعین نہین مزار پہ مجھ بیقرار کے
یہ مغز استخوان مین زمان فشار کے

جب گل کیی چراغ ہماری مزار کے
خلعت دیئے ہوا کو زمین نے غبار کے

پچھتے ہین اشک کچھ مژہ اشکبار کے
تارے جو ٹوٹتے ہین شب انتظار کے

عریان تنی مین لطف نہ گرہون بہار کے
چھینکے ہوا نگرد کا جامہ اوتار کے

لی ساتھہ دستگیر کو باریک راہ مین
زخمی بھی یون ہین جاتے ہین جادہ پہ تار کے

رندان بادہ نوش نے کھولے قبا کے بند
نکلے چلے جائین جو ابر بہار کے

جان بخش میری بھی ہی زخم ہین مطر وہ
قرعہ نکلا جو سبب ہوئی ہر نفس تار کے

دل نازنین پہ ہین جو لوگے تو ہوگا کیا
کیونکر اوٹھینگے ناز دل بیقرار کے

کیون قتل عام حسن پہ نازان نہ مین بھی ہون
بازو بھری ہین وہ مجھے تلوارین مار کے

پہونچی ہوا نے کان جہین کچھہ فنا کی بات
اوٹھہ اوٹھہ گئی قدم مری مشت غبار کے

ابرو کی جنبشون پہ جو چاہو وہ اب کہو
سیکھے ہو یہ ادا بھی تلوارین مار کے

ہی آمد آمد اونکی تو لینے کے شوق مین
مضراب دور کے جاتے ہین جا بجا پہ تار کے

دیوانے بیخودی مین ہنستی ہین بیڑیان
غل ہو رہے ہین آمد فصل بہار کے

ڈھالین اونہین کے ہاتھ کے قابل نہین فلک
ٹکڑے جو تیغ سی ہون شب انتظار کے

چبھ جائین کہین جو جوہر آئینہ کے جگر
ہین بیچ مین یہ کیس نظر زہردار کے

انسے تو کوئی کی تہی تنگی ہوائی فشار ۔۔۔ کیون میر آڑے آ گئے تختے فرار کے

کھلواؤ منھ نہ قوتِ بازو کو کہنے دو ۔۔۔ کاٹی نہ رات ہجر کی تلوار یار کے

گر یاد عاد مین ہون تو شانہ ہلا دو تم ۔۔۔ کچھ سو رہے ہین چلین پیہی مہمان مزار کے

[?]سبز کو ہے بساط پھر اپنی مرا خیال ۔۔۔ رہنے دین گریہ دور رہنے والے مزار کے

دہان حسن سبز ہو گیا یہان [?] ۔۔۔ پھیلی جو زہر شہرہ دنبالہ دار کے

پیچ و خم غبار کی سلسلے ہی ہو [?] ۔۔۔ ڈھانچے ہون کہین یہ مرے جسمِ زار کے

اتنا تھا بس وجود و عدم مین ہمارے فرق ۔۔۔ پتلے تھے پہلے خاک کے اب ہین غبار کے

تم میری نبض دیکھکے چپکے ہی ہو رہے ۔۔۔ یہ کچھ اشارے ہین طلبِ احتضار کے

پھوٹی کلی نہ منھ سے کوئی باغ مین کبھی ۔۔۔ مین تھک گیا قفس مین گلون کو پکار کے

اتنا بھی میرا ساتھ کسی نے نہین دیا ۔۔۔ جتنا کہ ساتھ دے گئے تختے مزار کے

جھولے کو لات مار کے [?] ۔۔۔ جب پینگ یاد آئے دلِ بیقرار کے

کہنہ لحد پہ بھی مجھے آنیکی ہو امید
گر کھل گئے کہین کبھی تختے مزار کے

ملتی جہان مین چین کو جا کسطرح کہین
پھیلے ہوئے تھے درد دل بیقرار کے

اب ٹوٹے بازوؤنکی مین تدبیر کیا کرون
توڑا قفس کے در کو تو پر مار مار کے

کھینچ کھینچ کے جان آئے تشنج ہو نزع ہو
ٹوٹین نہ ہاتھ پاؤن کسی بادہ خوار کے

اے شمع مین ایک چار اندھیرین کیا کرون
دل بھی بجھا چراغ بھی تیرہ مزار کے

نا آشنائے غم اونھین سمجھی نجوم چرخ
پھول اوڑ گئے ہوا جو میرے مزار کے

گستاخی ملائکہ پہ مین نے یہ کہا
یہ تو نہ حکم تھے مرے پروردگار کے

دیوانگان عشق پہ بارش مین وہ کھلو
نشتر بھری گئی دل مین جو ابر بہار کے

وحشت مین دل ہما سن چکا ہے لحد کا سنگ
ہٹ جائین لوگ پاس سے میرے مزار کے

وہ مست ہو گیا ہون جو مینحانہ مین کبھی
خود جوش بادہ لائے ہین شیشے اوتار کے

اے آرزو نکلگئی تو ہی دیکھ ہے یہ کون
باتین ڈھپی سی کرتے ہین تختے مزار کے

کیون خود بھی سبزہ رنگ نہون مثل آئینہ
پلٹے ہین کچھہ اثر نظر زہر دار سے

ہمراہ بوئی غنچہ کرو تم بھی سیر باغ
قفل کھلگئی ہین طلسم بہار سے

مین نی عجب تماشے دیکھا نشیب قبر
نزدیک لوگ لائی جو تابوت او تار کے

برباد اس خطا پہ ہوئی ہی ہماری خاک
کیون دل مین گھر کیا تہ زمین مزار کے

دشمن یہی ہین تمہارے سب اعضا ہون تو سہی
بازو تو پھر گئے مجھے تلوارین مار کے

لین شمع نی بلائین جو بیکس کی قبر کی
رخصت ہوئے چراغ بھی سر کو او تار کے

خود بھی نگاہ خلق سی پنہان ہوئی ہوا
نقشے بگاڑے اور ہمارے غبار کے

مجرم نہون جو زشت عمل سی خود اونگلیان
پھندی پڑگئی گلی مین مضراب تار کے

آنکھین ملیں سے پھیرین آئینہ سی بھی
بیٹھے سلامتی سی جو زلفین سنوار کے

سینہ پہ اونکا ہاتھ جب آیا قرار رہتا
یہ بھی ہین طرفہ درد دل بیقرار کے

کیونکر رہ غنا کا نہ مطرب ادب کرین
مضراب سی سر جاتی ہی جاد پہ تار کے

آئی نہ میری شکل کی چھاؤن بھی ایک مین
نقشے ہوا نے لاکہ بنائے غبار کے

رنج فشار دہا کے جو سنبہلا نہین ہے دل
چھاتی پہ ہاتھ رکھے ہین تجھ مزار کے

کرلے نشان پا کے کسی وضع کو پسند
نقشے زمین دکھاتی ہے تجکو مزار کے

میری عدم کی شکل کے مشتاق ہین جو لوگ
پرزے اڑا دیئے ہین ہوا نے غبار کے

کیونکر بچین نہ عقرب ابرو و مار زلف
آفت ہین نیش سرمہ دنبالہ دار کے

اللہ ری پاس خاطر دل مردہ گان خاک
پانی پیا زمین نے تو مدفن ولا کے

یہ اپنا اپنا بخت ہے سینہ پہ رشک کیا
دہوئی وہ پاؤن سرمہ دنبالہ دار کے

طول امل کی بات ہوئی کچھہ جو گوش زد
زخمہ ہٹ آئے چوم کے قدمون کو تار کے

صیاد قید زیست سے بھی مین تو چھٹ گیا
اب کیا تو دیکھتا ہے قفس کو اوتار کے

اہل غنا مرین تو سمجھہ یہ بھی مکر ہے
دم ہے سقوط نبض پہ بھی تن مین تار کے

آیا ہون طی ارض جہان کر کے تا لحد
کہتے ہین پیچ و خم مری مشت غبار کے

کیون آفتاب حشر سی انگین نہ سب پناہ
پھنکا تہا مین نے زخم سے پہاہا او تار کے

ہمتو ہین بی نصیب پسینہ پیا کرے
دہو دہو کے پاون سر منہ نبالہ دار کے

آفت ہی کر رہے ہین اشارون مین اونگلیان
گھر کر لیا ہے دل مین جو مضراب تار کے

بیدرد حیف ہو او نہین موے بدن کہین
گر کہائے نشترونکو او گل دون بہار کے

ذی ہمتو فشار مین اب جی نہ ہارنا
کھلتے ہین کو سیدم مین شکنجے مزار کے

اس چین ہی تو درد ہی تہبر تہا ہجر کا
کیا کر دیا یہ دل کو لحد پر پکار کے

یون چہوڑ کر گیا ہے فشار لحد مجھے
سر پائنتی ہر پاون سرہانے مزار کے

آنسو زمین پی سکتی مجھے دے رہی ہی نذر
یہ کون رو رہا ہے سرہانے مزار کے

سب سے ملکے دفن خاک کے پتلونکا دیکھ لین
خشکی مین ڈوبتے ہین سفینے غبار کے

مجرم ہم پہر بخیر تو مرسل یہ بول اوٹھے
ہم بھی گناہگار ہین پروردگار کے

تا جنن بھی قریب ہین بین ہی تن مستعد
تم ہی سدہارو لوگ بھی جائین مزار کے

غزل ١٣٦	ماہر کو صور حشر کی بھی کچھ خبر نہو سوتے دین گر یہ دوڑنے والے اُدھر کے	شعر ١٤

تصویر نیم رخ کی طرح ناتوان رہے
ہے کون کم نصیب جو یون نیمجان رہے

صیاد کچھ تو اہلِ قفس کا نشان رہے
ہم ہون نہون چمن مین مگر آشیان رہے

لو کیون ہلی نہ شمع جو محوِ بیان رہے
دل مین لگی ہو آگ تو کیونکر زبان رہے

گھر مین ہے کسیکے تو دلمین مکان رہے
دیکھو خدا کی شان کہان تھی کہان رہے

وہ دین یہی سمجھکے مری دل کو دلربا
پیرہن گر تو ور دھارا کہان رہے

جاتا ہون باغبان یہ کہکر قفس مین مت
تنکا یہان ہی تو مرا آشیان رہے

اتنا بھی تو کھلا نہ ہمین قبرِ تار مین
پروردگار آئے کہان سے کہان رہے

ہو ہمین ہوائے منزویِ خانہ حباب
گر مین نہون تکیو نہ دم بھر مکان رہے

اے قبر کسطرح سے لگا یا تھا یہ گلے
نہ مغز ہی رہا نہ مری استخوان رہے

پیسا تھا بیگناہ ستایا تھا بے خطا
سر پر نہ آسمان کے بھی کیون آسمان رہے

کچھ ہمسی جرم ستمونکا ہے زندہ تجھی سی نام
تا حشر اے لحد تیرا نام و نشان رہے

انکار میرے گھر سے فقط اس کا ہے سبب
دلمین اگر رہے تو مری جان کہان رہے

کہتا ہے اوسکے زور مین یہ دود دل مرا
یا مین ہون مین یہ یا آسمان رہے

آتی ہی یہ ستم ہوؤنکی قبر سے صدا
دنیا مین ہم نہون مگر اپنا نشان رہے

کیا یوہین مر گئے تھے جوانان عشق باز
دم توڑنیکے خاکپہ برسون نشان رہے

ہم اپنی راہ آئے تھے جاتے ہین اپنی راہ
دنیا رہے زمین رہے آسمان رہے

غزل ۱۳۷

دود جگر سے آج ہے ماہر مقابلہ
پشتی پہ آسمانکی نہ کیون آسمان رہے

شعر ۴

چھلکا کے جام پاس سے ساقی جو ہٹ گئے
مستونکے قلب صورت انگور پھٹ گئے

اتنا ہوا حضور کے رتبے نہ گھٹ گئے
دل دل ملگیا جو گلے سے لپٹ گئے

بیرنگ طبع ہوگئی بستر سے ہٹ گئے
گل جب ہنسی ہنسی مین پتے لپٹ گئے

سچ ہے مقام رنج ہی دل مین وہ کٹ گئے
پھولون سے پھول غنچہ شیدا اونکی لپٹ گئے

وہ اک ادا سکھا کے صبا کو جو ہٹ گئے
غنچون کے دل گلون کے کلیجے اولٹ گئے

تمام اونکا پنکھڑی ہوا رتبے بھی گھٹ گئے
گل اونکا حسن دیکھ کے دل مین یہ کٹ گئے

یہ کیسی پیار سے ہاتھ لگا کر وہ ہٹ گئے
پھاہون سے زخم زخم سے پھاہا لپٹ گئے

جوبن جو دیدنی تھا جوانان باغ کا
گل کی محلسرا کے بھی پردے اولٹ گئے

تنگی خانہ باغ جہان مجھپہ کھل گئی
بو کے بھی پاؤن پھیلی ہوئی جب سمٹ گئے

ممنون انقلاب ہون تیرا فلک مین کیون
اوٹے ہوئے نصیب میدان اولٹ گئے

دفتر گنہ کا دیکھ کے کی وہ لحد مین آہ
مثل ورق زمین کے طبقے اولٹ گئے

پھوٹے پھپھولے کب مرے کیف شراب مین
تابش مین آفتاب کی انگور پھٹ گئے

کچھ بھی ہے اعتبار تمہارے مزاج کا
آئے تو بے بلائے بلایا تو ہٹ گئے

سچ ہے تقاضا سن کا بھی آفت ہی قہر ہے	بو کیطرح سے جس سی ملے وہ لپیٹ گئے
ہنگامِ نزع آگئی جب یاد قبر تنگ	پھیلے ہوے جو پاؤن مرے تھے سمٹ گئے
کیسی بہار سب یہ ریاضت کے رنگ ہین	کینچی جو باغبانکی چلی پھول کٹ گئے
دشمن کی دشمنی سی یون ہین منتخب ہوے تو	جیسے اوسکے زخمِ تبر نخل چھٹ گئے
اہل ریاضت سی نہ لڑ انکو سہل جان	دہقانکے پاؤن کھیت سے کس زور ہٹ گئے
صیاد ایک نوع کی پرواز یہ بھی تھی	ٹکڑے اوڑے قفس کے مرے پر جو کٹ گئے
دل دیکے بوسہ پاؤن تو کیونکر نہ خوش ہون	سودا لیکا تو دام بھی بایع کی ہٹ گئے
کیا شئی ہے قتِ بد ہر کہ سمجھا اوسی بھی لطف	شعلے سقر کے مجھ سے جو بڑھکر لپٹ گئے
مجرم وہ تنہا ہوئی جو ہری حشر مین پکار	جرم جتنی تھی مری پہلو سی ہٹ گئے
کیون سخت جان بھی ورِ فلک مین نہ زار ہون	جب چرخ پر چڑھے تو نگینے بھی گھٹ گئے
دنیا کی نفرتون سی بڑھی درد اور بھی	دل ہٹ گیا تو زخم کے انگور پھٹ گئے

تلوار رہزنونسے اوٹھی اونپہ کسطرح
رستے ہی سی غریب مسافر جو کٹ گئے

سوتی مین اک نہ اک کی ہم آغوش وہ رہے
اوتری قبا تو پھول بدن سے لپٹ گئے

جو نیک تھے نہ حشر کے مجمع مین وہ رُکے
اہلِ گُنہ کو جسنے ہٹا یا یہ ہٹ گئے

ناحق کی چھیڑ مین لا ئیگی رنگ ایکدن حضور
غنچون کے دل نسیم سی آخر کو پھٹ گئے

بوس و کنارِ بُلبُل و گُل دیکھتے ہو کیا
تم تھوڑی ہو گلے جو لگایا تو ہٹ گئے

لیجاؤ نار مین یہ سُنا غلغلہ حشر مین
سر کو جھکا کے آپ گنہگار ہٹ گئے

کہتے تھے بُلبلو نسی کہ نالے کرو نہ یون
پردے گلون کے گوش کے آخر کو پھٹ گئے

غنچون نے سوز بانو نپہ بدلی نہ اپنی بات
اک آپ ہین کہ بات کہی اور پلٹ گئے

کیونکر مری دُکھون نے دکھائی جہانکی دل
اللہ میری درد زمانے پہ بٹ گئے

دیکھا سنجانے کیا گُل و بُلبُل مین صُبحدم
طائر تمک اپنی اپنی نشیمن مین ہٹ گئے

سینے پہ یو تو لطف ہا دیکھیئے ضدین
مشتاق دل پہ ہاتھ جب آیا تو ہٹ گئے

بیان نصف رات اک گرہ سخت ہو گئی
سو نمین وہان جو بال کمر سی لپٹ گئے

سچ ہے پناہ مانگی ترسی نگاہ سے
پردے سے جو بھرے ہوئے بیٹھے تھی ہٹ گئے

اے عیب پوش حشر مین بھی ہو کوئی حکم
اب کیا ہے دہنے بائین کے بھی لوگ ہٹ گئے

او سوقت میری خاک پریشان نے رو دیا
جام گلی سی جب لب نازک لپٹ گئے

شاید ہون میرے قلب کے ٹکڑون سے ہم عدد
لشکر ہزار ہا اسی حسرت مین کٹ گئے

طالب ہم اونکے وصل کے ہین وارے نصیب
پرچھائین کو جو دیکھکے پردے مین ہٹ گئے

جب رنگ عفو حشر مین چہرونپہ آگیا
بیجرم مجرمون کی کمر سے لپٹ گئے

غزل ۱۳۸	ماہر غزل نہ کہکے یہ سنتا ہر اک سی کون خامے سے بھی یہ کم تھے جو میدان سے ہٹ گئے	شعر

دلونکا درد نہ کسطرح ہو بیانکے لیئے
زبان ہے مرنے کے لیئ ہی مزا زبانکے لیئے

فروغ شمع نکیون ہو مرے بیانکے لیئے
کھلا ہون سر سے قدم تک فقط زبانکے لیئے

جہان کے عیش سے خرم کیون غم ہون اک جہان کے لیے ۔ کہ دور دور ہے گردش ہو آسمان کے لیے

یہ حد بھی میرے پھڑکنے کی بوستان کے لیے ۔ قفس کی تیلیان لایا ہون آشیان کے لیے

یہ کم بھی بات تھی پتنگونکی سوز جان کے لیے ۔ زبان شمع ہو گلگیر کے دہان کے لیے

پھڑک پھڑک کی رہا یونہین بوستان کے لیے ۔ کہ منھ قفس کا بھی کھلنے لگا فغان کے لیے

نصیب سوختہ وہ ہون کہ وہ بھی برق بنی ۔ جو لاؤن چنکے بھی تنکا مین آشیان کے لیے

فلک مین برق کی گرنیکی رمز کو سمجھا ۔ تلاش تھی مجھی جگنو کی آشیان کے لیے

سبب ہے کیف فلک کا مری عرق ریزی ۔ یہی شراب تھی مینائے آسمان کے لیے

اوسیکو ہو شہین دیکھا اوجڑتی آنکھون سے ۔ جہانمین تنکی چنی تھی حسب آشیان کے لیے

چھپاؤ لاکھ یہ کہتی ہے نقل باتون کی ۔ زبان بنی تھی تمھاری مری دہان کے لیے

خدا کی شان کہ ہون میں عکس داغ نجوم ۔ مجھے جو دے وہی ہو رنج آسمان کے لیے

مین اوس فاسقی ہونگا لحد مین او رفتا ۔ نشان کیون مٹے جاتے ہین نشان کے لیے

ہے ایک تو کہ عمل باغ بھر مین ہے جسکا ۔ ہم ایک تھے کہ ملی جا نہ آشیان کے لیئے

ستمگر و ستم ایجادیان چلی جائین ۔ نہ اوٹھ رہے کوئی بیداد آسمان کے لیئے

دکھا جو قلب تو صیاد نے کہا کمبخت ۔ اوٹھا رکھا تھا یہ درد آج کی فغان کے لیئے

جگہ نچھوڑ نکلنے دے نام کو اپنے ۔ سکون مضر نہین جلتی ہوئی دکان کے لیئے

اونھین مین جمع جوانی ہوئی ہی عالم کی ۔ شباب چھوٹ گیا سبکو اک جوان کے لیئے

اوسی کا نام ستمگر ہوا ہی گردون کا ۔ جفا جو چھوڑ دی تھی تمنا آسمان کے لیئے

لکھا ہوا مری قسمت کا صاف کہتا ہے ۔ جبین بنی تھی تری سنگ آستان کے لیئے

نہ ساتھ دین مرا صیاد گر تو کیا ہو گا ۔ ہزار اسیر قفس بیٹھی ہین فغان کے لیئے

دنی سی بعد ہے بہتر ہے گو عروج ہو خاک ۔ زمین پست ہوئی فرق آسمان کے لیئے

نہین مجھی کو تلاش مسافران عدم ۔ ہوا بھی خاک اوڑاتی ہے کاروان کے لیئے

اوسی سی کھلگیا حال قفس مرا سارا ۔ پر و نہین تیلیان اٹکی تھین جو نشان کے لیئے

ہماری سایۂ دنی بھی رخ سلطنت کا کیا
ہما زمین پہ گرے چند اُستخوان کے لیے

زبان غیر جو خوش ہین وہ کون ہین اے موج
زبان پا گئے تر پا ہو نہین زبان کے لیے

شبِ فراق مین لوٹونگا کہکشان کی طرح
کمر کسی ہے جو گردون نے امتحان کے لیے

قفس پہ ہاتھ رکھے بیٹھے ہین کئی صیاد
پھڑک رہا ہو نہین سطرح بوستان کے لیے

چمن چھپا بھی تو کب مجھ سے اے واحسرت دل
کھلا تھا منہ بھی نہ پورا ابھی فغان کے لیے

غزل ۱۳۹	قلم کو کیون نہ مین ہمدرد سمجھون اے ماہر فگار دل ہو مرا بھی لو ہین زبان کے لیے	شعر ۳۶

صاحب کمال بھی تو گرسنہ یوہین رہے
خاتم کے کیون شکم پہ نہ سنگ نگین رہے

چند ہمین خاک ہونگے نہ زیر زمین رہے
پروردگار ہم نہ یہین نا وہین رہے

نامی بھی نام ہونکے مقابل ہمین سے رہے
جیسے نگین ہی کلہ پہ کلہ نگین رہے

ترتیب مین ہم کہین ہے عصا کہین رہے
پیدا نسے تو بھیل پھیل کے زیر زمین رہے

ہم کیا عجب جو غیر کے غم مین حزین رہے
دکھتا ہے دل ہی درد بد نہین کہین رہے

جو جسجگہ ہو چیز تو اوسکی وہین رہے
مین ہون کہ مین کہین ہون اور دل کہین رہے

گر بندگی نہ عادت اہلِ کمال ہو
کاغذ پہ کیون نگین کا نشانِ جبین رہے

پامالیونکا غل ہے ہوا بر خلاف ہے
کیونکر غبار جسم کے جا نہین کہین رہے

ادنا فقیر اوسکے ہین یہ ہی ہمارا حال
شہرو نہین کہ پھر کے کبھی صحرا نشین رہے

زخمِ جگر اوٹھا کے جو پیدا کیا تھا نام
خاتم کے سر کا تاج جہانمین نگین رہے

اہلِ جہاز سی تو سنا حالِ بحر سب
وہ کیا کہے جو موج کا کشتی نشین رہے

مانند شمع ہے وہ کلائی ضیا فگن
روشن نہ کیون کنول کیطرح آستین رہے

نازک گلی مین یون نظر آتا ہے رنگِ خون
شیشے مین جسطرح کہ مے آتشین رہے

حکم بہار ابکی یہ آیا ہے باغ مین
ہو گُل کی رگ سی نم جو کانٹا کہین رہے

کیا نامیونکی قدر ہی اے اہلِ بزم واہ
بیرون حدِ حلقہ خاتم نگین رہے

اے دوست تیری دید کی حسرت ہے اسطرح
مین بھی اوٹھون جو بیچ مین پردۂ کمین رہے

آخر زمین پہ لائی ڈبو کر ہوائی دل
کیون آسمانِ شوق پہ مین سفینہ نشین رہے

ضیق مکان مین ضعف کو چھوڑین اہلِ نام
تنگی اوٹھائے گھر کے نہ باہر نگین رہے

گر شہرۂ اہل نام رہے یون ہی دہر مین
گردش نصیب ہاتھ مین چھپ کر نگین رہے

گزرا ہے دل مین یو کسطرح سی خیالِ زلف
کیونکر نہ کوچۂ رگ جان عنبرین رہے

شیشہ حیا سے بن تعب جلے دل مری طرح
آنکھون مین آب ہو تو جگر آتشین رہے

چھوڑین مکانِ تنگ نہ اب صاحبانِ نام
تنگ آ گیا یہ حال کہ تختہ نگین رہے

پھونکا تھا کچھ ہوا نے حبابون کے کان مین
دریا بھی کیون نہ موج سی چین بر جبین رہے

اوس دل کے ڈوبنے کو نہ پوچھو کچھ اہلِ بحر
جو موجِ دودِ آہ کا کشتی نشین رہے

ہم بیکسونکی ناؤ ڈبونے سے کیا ملا
خود بھی تباہ موجۂ دریا چین رہے

اک تھی ہوا کہ خاک اوڑا کر چلی گئی
اک مین کہ ہون طپان تو نہ باقی زمین رہے

ناصح ہون اختیار مین تیری محال ہے
اتنا مجھے لے ہاتھ کے باہر نگین رہے

ہمسے فقیر گھر کا نشان کیا کسیکو دین
سایہ کیطرح گاہ کہین گہ کہین رہے

ہے کسکی خاک ڈالتے ہین جیسیان قبر
یا ہم تڑپ تڑپ کے رہین یا زمین رہے

کیون پیر نخوت سے کرین صاحبان نام
شاہون سے بھی تو منھ کو پھرا نگین رہے

ہون ہو تکلفات نہو بدمزاج نام
چھوا کیون نہ تم نہ چڑھی آستین رہے

کہتے تھے پی دہان کو زیبا نہین غرور
لو خوش ہو تم بھی بات کے قابل نہین رہے

قاتل سمجھکے ہاتھ کو کوئی نہ تھام لے
دیکھو مری لہو سی الگ آستین رہے

ای عشق کے غرے جگر اس شرط سے دکھا
دلین جو درد وہ وہین کا وہین رہے

نکلے تلاش رزق کو آخر غیور بھی
اللہ کے فقیر جہان تھی وہین رہے

غزل ۱۴۰

ناصر کو قدر درد ہے ہین اشک بھی عزیز
تا را صدف کی آنکھ کا دُر ثمین رہے

شعر ۹

تمہاری بر ودی پر مو سا ہی ستمگر بھی
یہ وہ ہے تیغ کہ خنجر ہین جسکی جوہر بھی

روان ہی عمر کے ہمراہ قلب مضطر بھی
سفر مین ہی ہی سفینہ پڑا ہے لنگر بھی

خوشا مرض کہ عیادت کو آئے دلبر بھی
پھر ایسہ سر کہ مرا پھر گیا مقدر بھی

دکھایہ جذب تو اے حلق خشک تر بھی
سمٹ کے بوند ہو پانی کی آب خنجر بھی

جفا جفا پہ ہو بھڑے نہ ہاتھ دم بھر بھی
تمہارا نام ہے سفاک بھی ستمگر بھی

بڑھاپے مین نہ بشر کا ہو کیون زوال بصر
سحر کو ہوتی ہے بے نور چشم اختر بھی

جواب دون تجھے ای عیب پوش محشر مین کیا
گنہ کے پلہ سے گھیرے ہین اہل محشر بھی

جنونکا خون بھی فصاد کیا ڈرانا تھا
کہ مین بھی غش مین ہون بیدم ہوا ہے نشتر بھی

لگی تھی جان مری جسطرح سے خنجر مین
گرا نہ پیاس مین پانی پہ یون کبوتر بھی

لفافہ کرکے مین قاصد کو خط نہ دون کیونکر
کہ ہے نظر مین گرہ باز ہی کبوتر بھی

ہماری خون سے اتنی تو اونہین جان پڑی
کہ مثل پشہ اوڑین نشترونکے جوہر بھی

نہ کم سنی مین اونھین کس طرح غش آجاتا
لہو کو دیکھ کے اولٹا پڑا ہی نشتر بھی

نہ بعد ذبح مری ہوگا اک اونھین کو ملال
کریگا ایک لہو پانی اپنا خنجر بھی

جنون نکیون ہو مجھی انتظار قاصد مین
جو خط کو لکھو مین تو نکلی چنین کبوتر بھی

علاوہ اونکی ادا کے مجھے یہ رونا ہے
کریگا ذبح مجھی منہ پھیرا کے خنجر بھی

مری نہ ہوش کے اوڑنیکی حد کو پہونچین گے
زمین سی اوٹھکی فلک بند ہون کبوتر بھی

وہ مجھسے کرجو کہین عیب بیہوشیان تیری
کھڑا ہو نہین بھی تیرے آگے اہل محشر بھی

کسیکی نیند کا کیا ہے فقط جگر کو خیال
ٹھہر ٹھہر کے تڑپتا ہے قلب مضطر بھی

جنو نہین کیون مرے فصاد کے نہ ہوش اوڑین
رگونکو دیکھ کے کچھ کھو گیا ہے نشتر بھی

تمہاری گیسوؤنمین جا کے دل بلا مین پھنسیا
نہ کھائی ٹھوکرین ظلمت کی آب سکندر بھی

سبب یہ تھا کہ لہو دوڑ کر خبر لایا
جگر بھی ڈھونڈھتا تھا تمکو قلب مضطر بھی

ہوا ایک حال تو آنسو وہ پونچھین دامن سے
ہمارے اشک تو قطرہ بھی ہین سمندر بھی

انھیں کے بوسے سے نکلا کام دل ہجر وای نصیب
لپٹ گیا لبِ نازک سے جسکے ساغر بھی

یہ کیا مری غلِ زنجیر نے کہا یارب
کہ ہٹ کھڑی ہوئی محفل بھی اہلِ محشر بھی

تمہاری بوئے بدن سے نہ کیون ہو نکہتِ حور
لپٹ گیا ہے خود اپنے سے آپ بستر بھی

چلو نہ تمنے لیا ہوگا کھوئی دل کو مرے
یونہین تھا نام فقط دلربا بھی دلبر بھی

قریب تھا تری رحمت اگر نہ کام آئے
کچھ کھڑے ہون شفیعانِ روزِ محشر بھی

مری حساب مین سختی جو پیش آئی ہے
کھڑے ہین سر کو جھکائے سب اہلِ محشر بھی

یہ کس کا حال ہی کہتے ہین نیند مین شبِ وصل
ارے یہ کیا کہ جھپکتی ہی چشمِ اختر بھی

یوہین مہینگی دھمکتی رگین گیہ ای فصّاد
تڑپ یکطرح الگ جا پڑیگا نشتر بھی

یہ کیا وہ ہاتھ کو رکھکر چلے گئی تھی جہان
اوسی جگہ پہ تڑپتا ہے قلبِ مضطر بھی

فساد کرکے الگ ہو گئی جدا و نکی مژہ
کھٹک گئی مری بگڑی لہو مین نشتر بھی

ہماری ہجر کی سانسونکا ہے اثر سارا
کرے نہ رات کو کیون سائین سائین صرصر بھی

نگہ کو دیکھکے شاکی ہون آسمانکا مین کیا	زمین پہ آکے تو پانی ہوئے ہین پتھر بھی
ہمارے قتل کی اک بحث قاتلون مین تھین	اولجھہ رہے ہین بہم خنجر و تیغ کی جوہر بھی
پکارون کھوئے ہوئے دل کو کس لقب سے اب	لہو کی بوند بھی کہتی تھے قلبِ مضطر بھی
ہماری سوزِ دروں سے دمِ جنون یہ حال	لہو بھی آگ ہے لو دے رہا ہے نشتر بھی
جواب کس سے دمِ پرسشِ گنہ پوچھون	کہ دم بخود ہین شفیعان روزِ محشر بھی
روا کو روک کے کرتے ہین مجھسی بات وہ جب	جگر کی آڑ مین روتا ہے قلبِ مضطر بھی

غزل ۱۴۱	فسادِ خون سے مر کچھہ عجب نہین ماؔہر رگون کا منہ بھی کھلے اور زبانِ نشتر بھی	۵۴ شعر

یہ حالِ شکِ دلِ حزین ہی شمول سی جوشِ بحر چین ہے

جہاز بھی گر کوئی کہین ہے صدف کی مانند تہہ نشین ہے

جگر جلا مجھسا بھی کہین ہے دھوان غبارِ لحد نشین ہے

کسیکو یہ سوزِ دل کہین ہی کہ ساری پگّی ہوئی زمین سے ہے

تجھے جو سوزِ دلِ حزین ہے تو حاجتِ شمع بھی نہین ہے

یہ جلوہ داغِ آتشین سے ہے چراغ گھر کا جو خود نگین سے ہے

ملال مین خوشی کوئی کہین کہی سنگ بھی دم بخود ہمین سے ہے

جگر خراشی سہی یہ حزین ہے جبین پہ ڈالے شکن نگین سے ہے

عبث جہان میرا عیب بین ہے جو وصعتِ ہستی و رتِ نگین ہے

مٹانا آسان مرا نہین ہے کہ نام عینِ خطِ جبین سے ہے

فلک کا رگ رگ مین نہ ہر کین ہی جو داغ ہے نیلمی نگین ہے

ہماری ہمت کو آفرین ہے ہزار ہین مار اک آستین سے ہے

فراق کی تاب ہی نہین ہی ملال اس حسن کا کہین سے ہے

مرا جو لختِ دلِ حزین ہی وہ ایک ترشا ہوا نگین سے ہے

مثالِ انسان ہوس نہین ہی کہ کثرتِ رخت پر حزین ہے

ہزار رفعی کو آفرین ہے وہی ہے جامہ جو آستین ہے

فلک کے ہاتہون کہان مکین ہے ہزار نامی کو آفرین ہے

یہ تنگیٔ خانۂ نگین ہے کہ جسمین ہلنے کی جا نہین ہے

عجب ضعفِ دلِ حزین ہی بتاؤن کیونکر کہ شک یہین ہے

اسیقدر بس مجھے یقین ہے تمام سینے مین ہان کہین ہے

طلب مین دنیا کی کیون حزین ہے ارے بڑی شی کوئی نہین ہے

سمجھلے اتنی یہ سب زمین ہی کہ خسروون کے تہ نگین ہے

کہون یہ مین کیون کہ ہی نہین ہی سمجھلو تم خود اگر کہین ہے

یہی نشانِ دلِ حزین ہی تجھے جہان ہاتھ دل وہین ہے

نہ جانین کیون گم دلِ حزین ہی کوئی تو یہان غیر بھی نہین ہے

کیا ہے جسنے مجھے یقین ہے ابھی گیا ہے یہین کہین ہے

اوسیکے ہین عیب بھی ہویدا اگر ہے جو دنیا مین نام پیدا

اوسی پہ ہین جوہری بھی شیدا جہان مین جو سادہ رو نگین ہے

محیط عالم ہی قعر دنیا نہ کھول تو نامیون کا پردا

ہے گدائی جو تہا پیالا وہی تہہ دامن نگین ہے

بہت ہو نام کا تو خواہان کہ جسقدر رہی ہے ایمان

خیال اصلاح اوسپہ نادان جو خط پیشانی نگین ہے

عجب طریقے جہان مین پائے کہ نام کے ذکر کچھہ نہ آئے

جسے کہ خاتم نہ سر چڑھائے وہ دل سی اوترا ہوا نگین ہے

جو تو ہو کسب ہنر پہ شیدا کمال تجھہ مین بھی ہون ہویدا

کیا ہے اسطرح نام پیدا کہ خون غم سی دل نگین ہے

نہ جانین کیسی ہی رسم عالم وہ کم ہے جسکے ہین قدردان کم
اُٹھائے جسکو نہ سر پہ خاتم گرا ہوا دل سہی ذنگین ہے

وہ دل اُمیدون کا تھا جو مسکن وہی ہے اب حسرتون کا مدفن
کبھی جو تھا مثل لعل روشن وہی دل اب تر بتی نگین ہے

فلک نے اتنے تو غم دکھائے کمال ذاتی مین حرف آئے
جو چاہے باتین بھی اب سنائے کہ دلکو پتھر سے بے نگین ہے

ہماری مردہ دلی کی پیہم صدا یہ ہے نامیونکو ہر دم
کوئی تو ہے دفن قبر خاتم کہ جسکا سنگ لحد نگین ہے

عجب ہین بیدرد اہل عالم جنہین ہین نامیونکا بھی غم
جسے سمجھتے ہین ظرف خاتم وہ حوض خون دل نگین ہے

وہ دل جو زندہ ہی لاش بھی ہی صحیح بھی پاش پاش بھی ہے

اوسیکی مجھکو تلاش ہی ہی کبھی جو تہا اور اب نہین ہے

عبث ہے ذکر اب کسی حسین کا کہ پیری آئی شباب گذرا

علاقہ ناز و ادا سے اب کیا وہ مین نہین ہون وہ دل نہین ہے

جب اپنے پہلو مین ہی نپایا ہر ایک کوچے مین جاکے ڈھونڈھا

کہین بتا اوس دلِ حزین کا تمہاری سر کی قسم نہین ہے

نہ اب ہے فکرِ وصال دل مین نہ اب ہی کوئی خیال دل مین

یہ ہے ہجومِ ملال دل مین کہ درد کی بھی جگہہ نہین ہے

کہان یہ سوز و گداز دنیا کہان وہ اک رات بھر کا جلوا

ہی جسمین پرتو ہماری دل کا چراغ وہ بجھتا ہی نہین ہے

ہماری میّت جو یوہین رکھی نہین فلک سے جگہہ گلے کی

جسے چھتین دیچکی ہون مٹی لحد کی حاجت اوسی نہین ہے

جہان ہین کیون ہون نہ مین خطر مین کہ ہی دوات و قلم نظر مین

قدم تو رکھا ہے مین نے گھر مین سفر کا ہنگام بھی قرین ہے

ستا کسی کو نہ پا کے نے بس سب دبے نہ کیونکر غریب جکیس

سمجھتو او منعم سخن بس کہ ڈر سے سمٹی خود آستین ہے

یہ میرے زور روتے کے غم تے ہین کہ کوہ آگے سے ٹل ہی ہین

جنون وہ ہات اپنے اژدہے ہین کہ غار جنکا خود آستین ہے

کیا تھا جب مین نے دلکو رخصت کچہہ ایسی ہی سینہ کی تھی حالت

جدا ہوئے گو ہوئی ہے مدت نشان مگر کچہہ کہین کہین ہے

وہ دل کہ جسکے غضب تھے لپکے جگر مین وہ رہگیا ہے ہنسنے ڈھنکے

جو توڑے پہلو تڑپ تڑپ کے وہی دل اب سینہ مین کہین ہے

خبر ملی ہی ابھی جگر سے مرا مسافر پھرا سفر سے

نکل کھڑا ہون نہ کیون مین گھر سی سُنا ہے دل راہ مین کہین ہے

مکین ہین ساکن ہین کون نہ بولے لکھو یہ شبنم سی تو بھی رو لے

اندھیرا پھرتا ہے سر کو کھولے مکان جو چھوڑی ہوئے مکین ہے

سخن نہین ہین جو ہنسنے والے چھتین تو بیٹھی ہین دل سنبھالے

فلک کے دورے جو ہین نرالے مکان اپنا ہی خود مکین ہے

ملے نہ جب چین سر ہی ڈھنکے تو کیون نہ رہجاؤن سسکی سنکے

سُنا یہ پہنا جو رخت جنکے چڑھی ہوئی کسپہ آستین ہے

یہ کہتی ہے جلد دستِ منعم دیا نا اورون کا جب ہی لازم

چڑہا دے اسے بھی کبھی تو ظالم جو رختِ اصلی کی آستین ہے

نہ سوزِ دل کی وہ سوزشین ہین نہ خارِ غم کی وہ کاوشین ہین

نہ اب گریبان کی خواہشین ہین نہ فکر دامان و آستین ہے

عروقِ پیری میں جو عیاں ہیں انھیں میں دنیا کے سم نہاں ہیں

کہاں یہ ہاتھوں کی جھریاں ہیں ہزار ہیں مار آستین ہے

جنوں نے رسوائی اسقدر کی نہ آبرو بھی کہیں کی رکھی

بندھی جو ہے بعدِ فصد پٹی مجھے وہی مار آستین ہے

ارے غضب کس پہ آرہا ہے سمجھتو کسکو ستا رہا ہے

جو توبے کو دبا رہا ہے چڑھائے تیوری خود آستین ہے

حباب سے دل جو ہوں وہ ٹوٹیں یہ تاب ہمکو کہاں جو دیکھیں

کریں حیا یونہ ظلم موجیں ہماری آنکھوں پہ آستین ہے

نئی جو دورانِ مہر و مہ ہوں گئے ہوں صدملال گہ ہوں

کدورتیں کیوں نہ تہہ بہ تہہ ہوں زمین بھی تو تہہِ زمین ہے

عبث سب ارمان بھی نکالے عبث بیابان بھی چھان ڈالے

پڑا ہون منھ جس بغل مین ڈالے اوسی طرف کو دلِ حزین ہے

فشار یون مجکو ہو چکا ہے نکل نکلکر یہ دم رکا ہے

کہین سی سنگِ لحد جھکا ہے کہین سے ابھری ہوئی زمین ہے

نہ دیدہ کیون مر کے اونکی چاہین ہین لاکھ پیدا نظر کی راہین

کبھی جو نکلی تہین تر چھی آہین لحد سی تا خانہ شق زمین ہے

گھر وہین جب جا کے ہم پکارے کہا خموشی نے سب سدھارے

جھکے ستون نی کئی اشارے مکین ہمارا تہہِ زمین ہے

فشار کیا یوہین سہگیا ہون نجانے کیا منھ سے کہگیا ہون

تڑپ تڑپ کر جو رہگیا ہون تمام بکسی ہوئی زمین ہے

وہ دل سی شعلہ نکل رہا ہی لحد کا پتھر پگھل رہا ہے

اگ [illegible] ٹے آگ جل رہا ہے تمام تڑتی ہوئی زمین ہے

یہ کون ہاتھوں سے مل رہا ہے جگر کا تو دم نکل رہا ہے

چراغ کی طرح جل رہا ہے نہ بجھے ہوئے دل کو آفرین ہے

جنو عصیان ہین مجکو گھیرے کریم رحمت تو منہ نہ پھیرے

لحد مین اک پسینے کو میرے بہانکی سمٹی ہوئی زمین ہے

اثر جو الفت کے ہین نرالے لحد پہ کہتے ہین دل سنبھالے

کوئی نہ یہان ہمسے بولے چالے کہ تربت ماہر حزین ہے

قطعہ تاریخ جناب مولوی سید علی صاحب قبلہ متخلص بہ کامل ظلہ

حضرت ماہر سپہر فیض و دریائی کرم
آپ ہین سر حلقۂ اہل سخن بے قیل و قال

آپکی تعریف مین ہم ناقصونکا ذکر کیا
عقل کل کا نطق اس مشق و مہارت پر ہے لال

کون لکھ سکتا ہے اس دیوان عالی کی ثنا
بند کرنا بحر کا کوزہ مین ہی امر محال

وہ صفا بندش مین جیسے آب گوہر شاہوار
شوخیان مضمونکی وہ جسسے خجل چشم غزال

مدح مین بیساختہ دشمن کے کھل جاتے ہین لب	حق اگر پوچھین انہی کا نام ہی سحرِ حلال
سرزمینِ ہند پر اب تک نہین پیدا ہوا	آپکا ایسا بلیغ نکتہ دان نازک خیال

مہر		دستخط
	سالِ تدوین صحیفۂ ہمین کیا کامل رقم آسمانِ شکر ماہر نور پرورین کمال سنہ ۱۳۱۳ھ	
	بخط خام بندہ راقم محمد تقی خورشید رقم	

اعلان

ناظرین پر تمکین پر ظاہر ہو کہ دیوان عدیم المثال مسمیٰ بہ خزینۂ خیال کا حق تصنیف اسکا مصنف نازک خیال رشک فرمائے خاقانی و انوری جناب مستطاب معلی القاب فیاض زمان حاتم دوران جناب مولوی سید مہدی حسین صاحب متخلص بہ ماہر لکھنوی دام اقبالہ و ضاعف اجلالہ نے اپنی دریا دلی سے اس ذرہ بیمقدار کو معاف فرمایا ہے لہذا تاجران و اہل مطابع و اہل شہر و بیرونجات بدون اجازت حقیر قصد طبع نہ فرمائین عوض نفع کے نقصان نہ اوٹھائین کیونکہ حسب قانون ایکٹ (۲۵) سنہ ۱۸۶۷ عیسوی یہ دیوان داخل رجسٹر سرکار گورنمنٹ ہوگیا ہے۔

قیمت فی نسخہ بدون محصول اہل شہر کو ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ/) اور بیرونجات مع محصول و دلیور دو روپیہ (للعہ)۔

(نوٹس) جس نسخہ پر مہر و دستخط بسیاہی خام نہو وہ مال مسروقہ ہے نہ خریدین۔

راقم:

داروغہ سید محمد ساکن لکھنؤ جوہری محلہ تھانہ چوک مکان حکیم شیخ علی محمد صاحب۔ داروغہ سرکار شریعت مدار جناب سید محمد حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ — (نمبر مکان ۱۳۳)

اطلاع

ناظرین تمکین پر ظاہر ہو کہ دیوان عدیم المثال مسمّٰی بہ خزینۂ خیال کہ حق تصنیف اسکا مصنف نازک خیال رشک فرزدق خاقانی و انوری جناب مستطاب معلی القاب فیاض زمان حاتم دوران جناب مولوی سید مہدی حسین صاحب متخلص بہ ماہر لکھنوی دام اقبالہ وضاعف اجلالہ نے اپنی دریا دلی سے اس ذرہ بیمقدار کو معاف فرمایا ہے لہذا تاجران و اہل مطابع و اہل شہر و بیرو نجات بدون اجازت حقیر قصد طبع نہ فرمائیں عوض نفع کے نقصان نہ اوٹھائیں۔ کیونکہ حسب قانون ایکٹ (۲۵) ۱۸۶۷ء یہ دیوان داخل رجسٹر سرکار گورنمنٹ ہو گیا ہے

قیمت فی نسخہ بدون محصول اہل شہر کو ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ۸) اور بیرونجات مع محصول دو روپیہ (عمہ) اور جو فرمائشات شہر لکھنؤ مطلوب ہوں طلب فرمائیں انشاء اللہ کفایت سے روانہ کیجاوینگی اور جو کتاب طبع فرمانا منظور ہو حقیر سے بذریعۂ خط و کتابت طے ہو سکتی ہے اور اچھی طور سے طبع کرادیجاویگی مگر شرط یہ ہے کہ اصل جو روانہ کریں وہ نسخہ صحیح ہو کیونکہ اوسی کے مطابق صحت ہوگی۔

مثنوی معراج المضامین مصنفہ سید محمد اسمٰعیل حسین صاحب مرحوم متخلص بہ منیر کہ جسمین تاریخ ولادت و شہادت و معجزات حضرت رسول مقبول سے تا حضرت صاحب الامر عجل اللہ ظہورہ منظوم ہے بھی موجود ہے اہل شہر کو ایک روپیہ (عہ) اور بیرونجات مع محصول و دیلوایبل روپیہ چار آنہ (عہ۴)

نوٹس۔ جس نسخہ پر مُہر و دستخط خفیف بہ سیاہی خام نہو وہ مال مسروقہ ہے نہ خریدیں

راقم

داروغہ سید محمد ساکن لکھنؤ جوہری محلہ بختانہ چوک مکان حکیم شیخ علی محمد صاحب
داروغہ سرکار شریعت مدار جناب سید محمد حسین صاحب جناب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ